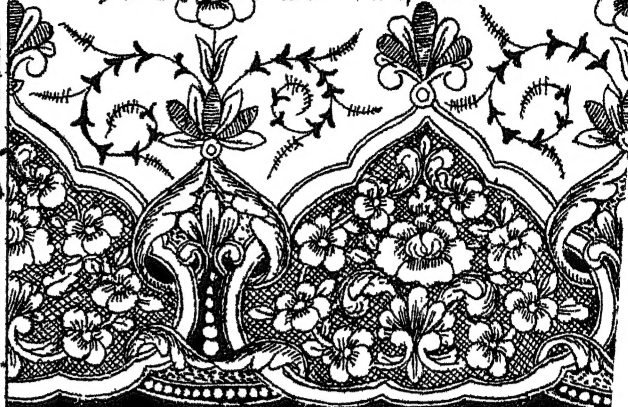


RARE BOOK

NOTED

Checked  
1987



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



خطی

نسخہ

نمبر

فضیلت کی صحن کے شہسواران	برچار پیاران
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ	ن کے سرور
کیا خیر النساء خاتونِ جنت	پیر عصمت
شہادت کا دیا حسنینؓ کو مان	باقی نشان
کیا راہِ خدا دانی کے رہبر	ن کو یکسر
مراتبِ اُمّی اُمّت کو بڑھا کر	پن پر
بھی بعضے اصفیا اور اُتقیاء ہیں	لیا ہیں
امامِ الوہ صلیں محبوبِ نیروان	جلیان

طراز المذہب  
یعنی نشان  
اور علم  
مذہب سید



غیاث الخلق فخر	طراز المذہب قطب دو عالم
کہ ہیں سب اسکے قایم	کیا سب اولیا کا انکو سلطان
مُریدی لا تخف بو	مریدو نکو دیا نسے بہت دھیر
کہ دی ہی ایک کو	عجب ہی اسکی قدرت اور حکمت
وہی ہی مالک الما	سیاس و شکر اس ہی کو سزاوار
وہی دونوں جبار	نہیں بند و نکا اس بن کوئی معبود
نہ اسکو ابتدا او	قدیمی جاودان رب العلا ہی
ہمات شبیہ و بے	ازل سے تا ابد یک حال عجیب
کہ حمد حق کرے	کسی انسان کو اتنا نہ مقدور
جو پاوے چاہے	تو یوسف کو کہان پار اثنا کا
نبیوں نے کہ	یمان کر و سونکا گم ہی اور اک

### پیر کی تعریف میں

ضروریات	حمایت کو مجھے ہیں بس میرے پیر
تشفی انگی	ضامنہ ہی کا انکی میں ہوں خواہان
لیاقت کا	دل و دین استوار نے ہوا ہی



دیانت داری و تقویٰ شکاری  
 رئیس الاولیاء ہیں شیخ کامل  
 امین گنج اسرار الہی  
 قوام الخلق قطب الوقت نامی  
 دیار حق شناسائی کے سرور  
 یم فیض و عطا کے دُر مکنون  
 دل و دلدار مقبول کے دیشان  
 ادب آموز حق کے طالبون کے  
 بھانے حق سے دل لوگوں کے فائق  
 سپہر کرم کے ماہ انور  
 ہمیشہ انہی ہو رحمت خدا کی  
 سر مصراع سے یک حرف لے جو

انھیں سے اب رہی عالمین جاری  
 شریف الناس فرخندہ شایل  
 ہمایون تاجدار ملک شاہی  
 امیر معرفت کیشان سامی  
 رہ توحید حقانی کے رہبر  
 قیاس خلق سے شان انکی افزون  
 سر آمد عارفون کے فخر دوران  
 لطایف بخش سارے راغبون کے  
 ہوئے کامل ولایت انے شایق  
 رفیع المنزلت ملکوت منظر  
 ملے ہکمود و انکے عطا کی  
 ملاوے تو ملے نام انکا نیکو

### استاذ کی تعریف میں

حصول شعور میرے ہاتھ آیا  
 رضا اور لطف سے استاذ کے ہی

ضیا اس شمع دلنے میرے پایا  
 ترشد باعث ارشاد کے ہی

فرخندہ

مختار

امیر

مستور

مستور

مستور



مستور

مستور

میرے استاد حضرت مولوی ہیں  
 لسان الحق باین علم دین میں  
 یقین ہیں اختر برج رشادت  
 یہاں علامہ دوران ہیں نشان  
 عجب ذات مبارک ہی خمیر  
 دلیل الخیر اور درویش و عامل  
 لباس ورع میں بادین پناہی  
 ہمیشہ ہی جو انکا فیض جاری  
 ہوا فیضوں سے انکے بہرہ و جب  
 وہیں سے بہ شرف پایا ہو میں اور  
 مجھے بولینگے خوش ہو خوب و نادر  
 ظلالِ کرمت ہوا انکا بسوٹ  
 ہر اک مصراع سے ہر حرفِ اول



وحید العصر شیخ و ہلوی ہیں  
 ولی ہیں اولیائے کاملین میں  
 مقرر گوہر درج سعادت  
 رئیس فاضلان اہل عرفان  
 بھی ہیں درشتہ آلِ ہمیر  
 افاقت کے طریقے میں ہیں کامل  
 لئی ہے کشورِ حکمت کی شاہی  
 دل و جان اسے پائے ہیں قاری  
 لکھا ان مجلسوں کو نظم کرتے  
 یقین ہیں جو انھیں دیکھینگے رغور  
 دعا حق سے کرنیکے میری خاطر  
 لکھوں کیا بات اسے اور فرود  
 ہے انکے نام نامی پر مدلل

## مناجات

سخن کے رمز سے کہ مجھ کو ہمارے

خدا یا مجھ پر کرباب سخن باز

مجھے ببل کر اب باغ سخن کا  
 سخن کا تاب و میری زبان کو  
 مجھے شہر سخن میں نامور کر  
 سخن ہی یادگار ملک جاوید  
 سخنگو کر مجھے حمد و ثنائیں  
 اور انکے ہی طفیل اب مجھ کو دکان  
 کرم سے اپنے مجھ کو شوق دل کے  
 شراب معرفت کا بھر پلا جام  
 جہا و نفس و شیطان پر قوی رکھ  
 خلاف دین نہ ہو کچھ مجھ سے صاور  
 مجھے دونوں جہان میں سُرخ زور رکھ  
 مجھے مسرور رکھ کون و مکان میں  
 اسے شیریں زبان کا وے سراخام  
 اسے پُر حنہ کا وے اب شوق سکو  
 اسے کر دلپذیر خلق ہر دم

نواخوان کر سخن کی انجمن کا  
 سخن کا آب وے میرے بیان کو  
 سخن میرا جہان میں شہر کر  
 سخن سے ہی مجھے بخشش کی امید  
 مدیح مصطفیٰ اور اولیاء میں  
 کہ میں ہوں سے احقر اور نادان  
 محبت معنوی کی متصل وے  
 رکھ اپنے ذوق میں صبح و شام  
 امور دین سے میری پیروی رکھ  
 تو کر لائق کہ نالائق ہوں ظاہر  
 میری ہر کام میں نت آبرو رکھ  
 سخن شہور رکھ میرا جہان میں  
 رہے رنگین بانی سے دلارام  
 سماعت کا وے اسکی ذوق سکو  
 کہ ہو مرغوب خاطر سب کا پیہم

کرم و شہر و جہان میں  
 سخن میرا جہان میں  
 شہر سخن میں  
 نامور کر



جہانکے باغ میں یہہ مثل گلشن تو اس میری دعا کو قبول اب ہو واجب لطف تیرا شامل حال امان دے اسکو تحریف زمان سے رکھ اسکو شریک مشکو و مکتوب طفیل پر میری خام کاری	سدا رکھتا ہوں ناز کا خوش من اجابت کے کھلا گلشن میں پھول اب لکھتا ہوں پیر کا یہہ مجھ بل احوال کہ کوئی کچھ نہ پھیرے اس بیان سے نکڑ ضایع یہہ میرا خاص مطلوب قبول اور اسکو دے اب نامداری
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مشکو و مکتوب  
یہہ پیر کا خاص  
لکھتا ہوں

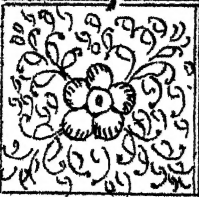


## مجلسین بنانے کے سبب میں

میرا اس عصر میں اک یار جانی انیس خاص یار نیک تدبیر سخندانے کے ہی دریا کا گوہر مُعین الدین مُقبری اسکا ہی نام وہ بولائے قلم قرطاس و داوات کہ اس درگاہ سے پاویگا یاری کہا میں نے کہ ائی یار نکو نام	گل باغ و داود مخلصانی ملاؤ دوستان و اہل توقیر بلندی پر خرو کی مثل اختر رکھے حق شاد و خوشدل اسکو ماوام رقم کر شاہ جیدان کی کرامات رہیگی تجھ سے یہہ یک یاد کاری بھلا لکھتا ہوں کچھ اب کچھ ہو خام
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

لکھی تب ایک مجلس دھیان کر بات  
اُسے دیکھا جو میرے مخلصوں نے  
تو فرما نے لگے اسطور مجھ کو  
تو گیارہ مجلسیں ایسی بیان کر  
کہا میں نے اگرچہ ہے خداوند  
خدا کے فضل سے پایا سر انجام  
کتا بونکے حوالے سے ہیں تحریر  
مناقب غوثیہ ہیں انہیں اول  
قلائد الجواہر تیسرا خوب  
انہی میں سے مناقب منتخب کر  
کئیں سب مجلسیں گیارہ مرتب  
اب اُن سے جو خندان ہیں سخنور  
اگر اس میں کہیں ہو سو وہ بیان

تھے گیارہ سو گیارہ اسکے ابیات  
کرم فرما رفیق و مونسوں نے  
سن اتنی بات جو کہتے ہیں مجھ کو  
کہ ہوں شمع فصاحت سے منور  
اسی اسباب کا ہوں آرزو مند  
کتاب میں چار ہاتھ آئین ہوا کام  
مصنف اُنکے ہیں ارباب توقیر  
بھی تحفہ راغبین ثانی ہے انھیں  
سفینہ اولیا چوتھا ہی مرغوب  
بہ ترتیب مناسب ربط و بکر  
رکھازین المجالس نام النسب  
یہ کہتا ہوں نہایت عاجزی کر  
سُداہارنے اُسے کر مجھ پر احسان



کہ یہ انسان سے ہی غیر ممکن  
کہ بھول اور چوک سے بچ جائے نسیان



## مجلس اول

صفا قرطاس کا فوری پختہ  
 کہ میں غوث الخلائق کے مناقب  
 ہنویٰ پیش از تولد انکا مذکور  
 اور اپنے برگزیدے اولیا کو  
 کیا یکبارگی اول سے اظہار  
 مقرب سارے محبوبون میں ویشان  
 کلام الہام میں خاصی اول سے  
 کرے انکو ندایا غوث اعظم  
 ابو الحسنین کے نور بصیرین

قلم نو سیاہی مشکبو کر  
 نگارون پہلی مجلس کے مطالب  
 فضایل قطب دین کے و جوشہور  
 خدا نے یہ خبر دی انبیاء کو  
 اور انکی منزلت اور شان و مقدار  
 کہ غوث العالمین کا ہی ہر امان  
 بہت راز و نیاز انکو خدا سے  
 کہ اُنکے وجد میں خلاق عالم  
 رسول اللہ کے جان و جگر ہیں

موسیٰ بن جعفر



مشکوٰۃ  
 مشکبو کی  
 تائید



حسن سرور کے عالی خاندان میں  
 حسین مجتبیٰ کے باغ کا گل  
 طراز المذہب و بحر شریعت  
 امیر السالکین والامناہب  
 ہیں قبلہ واصلو کے سر آدم  
 امام العارفین والواصلین ہیں  
 محی الدین خواجہ بو محمد  
 کہ جیلانی و گیلانی ہیں مشہور  
 بیان ہی بہتجہ الاسرار میں خوب  
 جناب غوث اعظم سے یہ مذکور  
 کہ فرمایا ہی یوں منبر پہ ظاہر  
 ولی اللہ جو ہی سو مقرر  
 مگر میں ہوں قدم پر اپنے جد کے  
 اٹھایا ہی امیر خدائے قدم جو  
 ولے میں نے نبوت کے قدم پر

چراغ پر ضیا ظاہر عیان میں  
 امامت کے چمن کے تازہ سنبل  
 امین اولیا شاہ طریقت  
 کہ ہیں شمس المشارق والمغرب  
 وسیلہ طالبوئے قطب عالم  
 امیر المؤمنین والمسلمین ہیں  
 ہی عبدالقادر انکانام امجد  
 خدا کے لاڈلے محبوب و منظور  
 شہاب الدین سہروردی کا مکتوب  
 سنا ہوں بالیقین میں نے ہوسرور  
 خود اپنے در سے میں شاد خاطر  
 بنیو نہیں سے ہی ایک کے قدم پر  
 محمد مصطفیٰ شاہ ابد کے  
 رکھائیں نے قدم وہاں محترم ہو  
 قدم اپنا نہیں رکھا مقرر

طراز المذہب

نشان مذہب

والامناہب

جلالت و شہرت



نام کتاب



سبب اسکا یہی جو اس مکان پر  
اسی مضمون پر ایک بیت خوشتر  
وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قُدْرَةٌ وَإِيَّايَ  
ہوئی اس سے یہاں تحقیق یہ بات  
رسولِ مجتبیٰ کے ہیں قدم پر  
مراتب سے سب اہل معرفت کے  
کرامات اُنکے ہیں جیض وافر  
چنانچہ معجزات شاہِ لولاک  
تمامی معجزاتِ انبیاء سے  
کہیں یک معجزہ تھا ایک نبی کو  
ولیکن معجزے خیر اور ا کے  
بہت ہیں بے نہایت حد سے وافر  
سو ویسے قطبِ عالم کے کرامات  
کراماتوں سے سارے اولیاء کے  
ہیں جتنے اولیاء سب کی کرامات

نہ رکھیگا قدم غیر از ہمیں  
قصیدہ میں بھی ہی منظوم ہو کر  
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْوُ الْكَمَالِ  
کہ حضرت پیرِ سلطانِ کرامات  
اسی باعث ہی رتبہ اُنکا برتر  
مناصب سے گرامی منزلت کے  
کہ ہیں عالم میں مشہور اور ظاہر  
جو ہیں بید نہ پہنچے انکو اور اک  
کہ مشہور ہیں صدق و صفا  
کہ ہیں درجاتِ تھے افزون کسی کو  
رسولِ حقِ امامِ الانبیاء کے  
تھے اگلے معجزے بھی انہیں ظاہر  
بہت ہیں ظاہر با کمالات  
عنایا تون سے ہر اہل عطا کے  
تھے ظاہر غوثِ مینِ سح مان پہ پہا



فیروز آباد  
پیشانیہ ترین  
علی گڑھ

اور اونکا مرتبہ اولیائین  
 اسی موجب مقرر ہی کہ جو نکر  
 تہامی مرسل و پیغمبرون میں  
 غیاث الخلق شاہ اولیائین  
 جو عبدالحق شیخ دہلوی نے  
 لکھی تکمیل ایمان میں سو پہ بات  
 و یا بعضے ولیوں سے ہیں مشہور  
 ہو میں ثابت جو یہم از رو نقل  
 خصوصاً بعضے اعظم اولیا سے  
 کہ یعنی غوث اعظم کے کرامات  
 سچا نامہ عقیدے کے اقرار  
 امام یا فہمی لکھتے ہیں یہ بات  
 ہوئے ظاہر جو چنی دینی مقرر  
 نہیں ویسے ہوئے ظاہر ہی سے  
 سنوہیں پیر شیخ جن و آدم

تہامی اصفیاء اور اتقیائین  
 رسول اللہ کا رتبہ ہی برتر  
 رسالت کے فلک کے آخر زمین  
 سر و سالار باب صفاہین  
 محدث اور فائق مولوی نے  
 کہ جو بعضے صحابوں سے کرامات  
 اور اونکی ہی سچائی سب کو منظور  
 نہیں انکار و شک کو اس میں کچھ دخل  
 کہ جو ہیں قطب دین غوث الوری سے  
 اور انکے خرق عادات و کمالات  
 نہ شک رکھنا نہ کرنا ان سے انکار  
 کہ حضرت غوث اعظم کے کرامات  
 سوہیں معروف اور مشہور سب پر  
 ولیون میں کہیں کامل ولی سے  
 مقرر بلکہ ہیں شیخ دوعالم



کہ جو مین مصطفیٰ سالار اکبر  
 پیہر بلکہ سب ایجاد کے مین  
 ولی مین غوث اعظم و المین کے  
 کہ جیسے مین نبی سلطان مرسل  
 شب معراج کی مین جو کرامات  
 کبھی لکھی نہ بیٹھی انکے تن پر  
 پسینا انکے تن کا تھا معطر  
 پیہر کے مبارک تن کا جون کر  
 قضا حاجت کو جاتے آپ جسا  
 زمین جاتی نکل لے اپنے بھیتر  
 کہ جسا مصطفیٰ کا نایط و بول  
 جناب پر سے پوچھا یہ احوال  
 کہ یہ ہی جسم میرے جد کا جانو  
 یہاں لکھتے مین یوں وہی فضل تکمیل  
 اشارہ امین یہہ تا جانے سائل



تمامی جن و انسان کے پیہر  
 شہنشاہ کشور ارشاد کے مین  
 بہت آگے تعلق سے بدن کے  
 جو ہی کنت بنیا قول اکمل  
 کہ ظاہر ہوئی سے کی ملاقات  
 نہ بیٹھی جون پیہر کے بدن پر  
 مہکتا مثل بوئے مشک و عنبر  
 پسینا تھا بہت خوشبو معنبر  
 تو جھاڑا اور پیشاب انکا اسیجا  
 اثر اسکا نہ رہتا کچھ وہاں پر  
 نگہ جاتی زمین سن سچ ہی قبول  
 لگے کہنے قسم کھاتی کی فی الحال  
 نہ جسم عبد قادر ہی جو مانو  
 جواب اسطور سے دینے کی تاویل  
 فتا ہوئے کو حضرت کے خصائل

رسول اللہ ﷺ ذاتاً و حالاً  
بس اب اس سے ہوا معلوم بحق  
بہت ہی برتر و بالا سمجھو جس سے  
تصرف اور اونکا فیض سرمد  
بیان کرتے ہیں یونکر اہل عرفان  
کسی کامل سے جو چاہے تو تسل  
سو ہی خالص ارادت اور محبت  
اور البتہ نہویہ اسکو حاصل  
حضور قلب سے باشوق وافر  
مقرر جتنی نیکیوں کی کرامات  
بصدق اعتقاد و صاف نیت  
بڑھیکلی اتنی اور اس کا ارادہ  
اسی پر مولوی جامی نے خوشتر  
نہ تھا عشق از دیدار خیزد  
بجلا جو چاہے اب اس مدعا کو

وقولاً اور فعلاً اور کمالاً  
کہ رتبہ قطب ربانی کا مطلق  
گروہ اولیا کے مرتبوں سے  
نہ آوے حصہ میں از بس ہی جید  
جو بہتر فیض پانیکا ہی سامان  
کہ تا اسپر کرے حق کچھ تفصل  
رسوخ اعتقاد و صاف نیت  
مگر سنے سے کچھ سکے فضائل  
پھر اس میں ذوق ہو اور صحت خاطر  
اور انکی خوبیاں اور ذکر حالات  
سنے تو سنے والے کی محبت  
بہت مضبوط ہوگا اور زیادہ  
کہا ہی مثنوی میں اپنی یونکر  
بساکین دولت اوگفتار خیزد  
کرون حاصل فیوض اولیا کو



تو وہ انکے مناقب اور فضائل  
پڑھے یا تو مئے از روئے اخلاص  
اور اسکو اس وسیلے سے ملے سب  
کہ ہی ثابت خبر سے یہہ روایت  
بیان کرنے میں نیکو نیکے فضائل  
اور اس سے طالبانِ یاقوری کو  
سدا ہر دو جہان کا نفع حاصل  
یقین اس پڑھنے سے لگے ہاتھ  
قرار جان و دل بھی ہاتھ آوے  
جنید پاک باطن حق کے منظور  
یہہ کہتے ہیں کہ باتین اولیا کی  
جو ہوتے ہیں قوی اس سے سر اسر  
اب سباعت جو یوسف پُر خطا ہی  
کہ تا کسب سعادت میں ہر دو اخل  
مُرید قادی جو ہیں سوے بھی



حضور دل سے ہو کر خوب مایل  
کہ تا اونکا ہر مخلص دست وہ خاص  
جو کچھ ہو مدعا اور دل کا مطلب  
حدیثِ مصطفیٰ ہی باعنایت  
ہو کر تھی ہی حمت حق نازل  
مُریدانِ طریق قادری کو  
رہے نہت قربِ حقانی میں داخل  
وسیلہ وصل دل کا پیر کے ساتھ  
فراخی اور فراغت منہ دکھاوے  
کہ انکی عرف بغدادی ہی شہور  
ہی ایسی فوج فوجوں سے خدا کی  
مریدوں کے دل و جان شوق پاکر  
مناقب پیر کے لکھنے لگا ہی  
کرے اپنے مطالب دیکھے حاصل  
سعادت یاب ہوں کر رُشد طلبی

خدا بر لاوے ہم سب کے مطالب  
 سنو مذکور پہلی منقبت کا  
 کہ یوں لکھتے ہیں اول البصیاح  
 جناب حق تعالیٰ میں بظاہر  
 فرشتوں کو ہوا ہے حق کا فرمان  
 صفِ اول میں روحین انبیاء کی  
 صفِ ثالث میں روحین باقی سب  
 صفِ ثانی میں روح شاہ جیلان  
 مگر ہونے سے عالی مرتبے سب  
 نکل اس اپنی صف سے باہر اگر  
 جناب ایزدی کے کار پرواز  
 ہو جب اس بموجب تین مرآت  
 کہ روح پر فتوح شاہ جیلان  
 صفِ اول میں جا ہوتی ہے دخل  
 پہنچتے ہی وہیں ختم پیمبر

طفیل سرور عالی مناقب  
 کمال پیر عالی منزلت کا  
 کہ جب آدم کے فرزندوں کی ارواح  
 کئے مشتاق کے دن لا کے حاضر  
 کہ کرنا تین صف ان سبکی اب بیان  
 صفِ ثانی میں روحین اولیاء کی  
 کھڑی کرنا تو وہی ہے کیا تب  
 کھڑی تھی با کمال عزت و شان  
 کہ تھے انکو ازل سے اسلئے تب  
 کھڑے رہتے صفِ اول میں جا کر  
 صفِ ثانی میں لا رکھتے باعزاز  
 تو پیغمبر سے جا کی عرض یہ بات  
 نہ رہتی ہے صفِ ثانی کے بیان  
 رسولوں کی ہوا و احوان سے وصل  
 تبسم کروان آئے ہیں چل کر

اول البصیاح





بہت شفقت سے ساتھ لکھ لیا اور  
تھے محبوبانِ حق اس صف میں شامل  
تھارا یہ مکان ہی اتنا اس روز  
بِامِ اللہ دیا ہوں بشارت  
مقامِ قرب میں درجائے محمود  
میرے ہمراہ ہو گے اس ٹھکانے  
روایت ہے جو ہیں دیو و شیاطین  
نہ مرتے بلکہ اور ہوتے ہیں پیدا  
لیکن فرقہ جنوں میں ہی موت  
بہت حضرت سلیمان کے زمان میں  
ہوئے حضرت سلیمان فکر میں تب  
بہت لوگوں کو جاویتے ہیں آزار  
پریشان اور حیران ہو گا عالم  
کہ جو آخر زمان کے ہیں ہمیں  
لے آویٹے جب اس دنیا میں تشریف



رکھا اس صف کے صدیقین فی القور  
کہا پھری میرے فرزند کامل  
لیکن تم کو ای دلبند فیروز  
کہ ہوگی جسکھڑی قائم قیامت  
کہ ہی جائے شفاعت حق شہود  
گر قار ان امت کو چھڑانے  
نہیں موت انکو تا محشر در آئیں  
یہی تقدیر ہی ان میں ہویدا  
جو پیدا ایک ہو تو ایک ہو فوت  
تھے کس جس شیطان ہر کانین  
کہ یہ کس میں میرے باوجود اب  
یہ میرے بعد ہو گا حال و شمار  
تو ہفت سے نہ آئی اُسیدم  
محمد مصطفیٰ عالم کے سرور  
سو آسانی سے سب ٹالینگے تکلیف



تو یک تن اُنکے فرزندوں سے فرجام  
 جو نورِ فیض سے ہیں عالمِ افروز  
 تب اُن دیو و شیاطین کو کیا بار  
 اسی دستور اُن کی قید میں سب  
 یہہ سکر خوش ہوئے حضرت سلیمان  
 کیا یہہ حکم ہو کر فارغِ ابدال  
 جو کسرش تھے مقید کر کے باہم  
 کہا پھر یوں کہ سب آخر زمان میں  
 خلاص اس قید سے ہونگے مقرر  
 یہہ لکھتے ہیں بزرگانِ خوش آئین  
 بہت دیتے تھے عالم کو اذیت  
 نہوتے تھے کسی توہید سے دور  
 اور ایسے جن و شیطان جب کو بچند  
 انہیں سب کو تو بندے بولتے تہن  
 یہہ سب آخر زمانے میں مؤید

کہ عبد القادر انکانیک ہی نام  
 کرینگے جب جہان کو فیض اندوز  
 تمھاری قید میں ہیں جو گرفتار  
 رکھو نکاح شتر تک تا جاوینگے وہ  
 بجا لائے خدا کا شکر احسان  
 کہ ان دیوؤں و شیاطین کو فی الحال  
 دیا ہی ڈال دریا میں ہو بنجم  
 زبانِ خیر و برکت اقتران میں  
 اور انکا بند کھل جاویگا یکسر  
 کہ جو دیو اور جن و شیاطین  
 اثر کرتی تھی اُنپر عزیمت  
 بہت تھے کسرش و بدیا کو مغرور  
 سلیمان نے کیا ہی عہد لے بند  
 کہ یعنی عہد کے بازوئے ہو بہن  
 رہینگے غوثِ اعظم کے مقید



مقرر رہی اسی موجب بلا شک سبھی تھے حکم میں غوث الورا کے کہ شیخ الانس والجن فی الممالک جو انکی سیب و صولت سے پیہم کہ اب تک قید میں ہیں سب انہیں کے بیان اسکا بھی تم آگے سُنو گے	کہ جتنے جن شیطان ہیں جہان تک شہ عالم امام الاولیا کے وہی ہیں بلکہ ہیں شیخ الملائک لرزتے تھے گھروغین اپنے ہر دم خلیفے ہیں جو غوث العالمین کے سعادت کے چمن کے گل چنو گے
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

شب معراج کے اب تو مناقب بیان کرتا ہوں سنلو جو کے رغب	
---------------------------------------------------------	--

کہ اُس شب غوث کی روح مظہر رسول اللہ کے استقبال کو جا کہ تاخیر البشر ختم رسالت مصنف نے قلم اُذ کے لکھا ہے کہ حضرت سرور عالمی مکان نے رسول اللہ کو با عزت و فر ولایت کی لئے خلعت اسی رات	مبارک جسم سے موجود ہو کر کمال اپنا دکھا یاد کیے کا ندھا چڑھے ہیں عرش پر با صد جلالت شیوخ صوفیوں نے یون کہا ہے غیاث العالمین قطب جہان نے شب معراج میں دیکھا مقرر دکھا اپنا وہاں قرب و کمالات
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مختی محبوبی وراثت کی وہ خلعت  
 کہ یوں منقول ہی غوث الورا سے  
 یہ فرمایا ہی غوث العالمین نے  
 کیا ہی جب عروج شان و شوکت  
 اور آپہنچے جو سدرِ منتهی کو  
 اگر اب یا محمد قد ریک بال  
 حرارت سے تجلیاتِ حق کی  
 تو میری روح بھیجی حق نے ہدم  
 کہ پاؤں فائدہ خیر الورا سے  
 سو ہو خدمت میں حاضر باحاطت  
 براق آسا ہوا ان پاس حاضر  
 اور اپنے ہاتھ میں لے باگ خوش ہو  
 کہ پہنچے در مقام قاب قوسین  
 لگے کہنے مجھے اسی میرے فرزند  
 تمہارے دوش پر میرا قدم اب

جو مطلق احمدیہ ہی ولایت  
 شہ کونین قطب الاولیا سے  
 کہ میرے جد امام المرسیدین نے  
 شب معراج میں باداب و صولت  
 کہا جبریلؑ نے اس مدعا کو  
 یہاں سے جوں چلوں آگے تو فی الحال  
 میں جلباؤں قسم رب الفلق کی  
 پیہر کی طرف کر شا دو حرم  
 محمد مصطفیٰؐ نور الہدای سے  
 خلافت پائی حاصل کرو ولایت  
 کہ چڑھ بیٹھے شہ روشن ضمائر  
 چلے آگے مکانِ لامکان کو  
 رسولِ مجتبیٰ سلطانِ کونین  
 سعادتمند نور العین و لبند  
 تمہارا اولیا کے دوش پر سب



حکیم بن جابر  
 لکھنؤ

جو مین اہل عیان حق کے مقرب  
بیان کرتے ہیں یونکر شیخ قاسم  
مجھے بعض بزرگوں نے کہا ہے  
جو فرماتے تھے یون قطب الفریقین  
شب معراج میں باشوکت و فر  
توروحین انبیا اور اولیا کی  
سب اپنی جاسے استقبال کو آ  
بقدر منزلت ہر اک کو اکرام  
ہوئے جب عرش کے نزدیک حضرت  
جو دیکھا عرش اونچا اور بڑا ہی  
تو میری روح کو بھیجا خدا نے  
مؤدب ہو وہاں اُنسے ملا جا  
ارادہ ختم مرسل نے کیا جب  
ہوئے مین حق سے میر حق مین سائل  
تمہارا ہی یہہ فرزند گرامی



تمہارانت قبولینگے قدم سب  
سیلمانی بڑے مشہور عالم  
انھوں نے غوث اعظم سے سنا ہے  
کہ میرے جد سروسالار کو مین  
چڑھے سیار ہو چرخ برین پر  
اور اہل رشد و ارشاد و عطا کی  
ملین حضرت سے فیض سردی پا  
ملاحق کی طرف سے اور انعام  
محمد مصطفیٰ سالار ملت  
عروج اسپر بھی لایا ہو پڑا ہی  
پیمبر کی طرف یہ فیض پانے  
رکھا سیڑھی کے بدلے اپنا کاڈھا  
قدم رکھ میرے کاڈھے پر چڑھیں تب  
نڈائی کہ ای محبوب کامل  
ہی عبدالقادر اسکا نام سامی

نہ کرتا ختم تم پر گر نبوت  
کیا حضرت نے اپہر شکر بیاہ  
کہ یا ابی تمھیں بس یہ سعادت  
سعادت اس کسی کو ہی میسر  
کہ دیکھے اُنکو جس نے تمکو دیکھا  
وزیر اپنا کیا تم کو مقرر  
قدم اپنا جو کا ندھے پر تمھارے  
قدم ہوگا تمھارا تا بہ خشر  
نہ کوئی کچھ کریگا اس سے انکار  
اگر ہوتی میرے پیچھے نبوت  
ہوئی مجھ پر نبوت ختم یکسر  
روایت ہی بزرگان زمان سے  
جو فرمایا ہی قطب دو جہان نے  
دیا ہی یہ شرف معراج کی رات  
اور اس سے بھی کیا ہی مجھکو اعلام

تو یہ تھا اُسکے لایق ذی قوت  
لگے پھر مجھ سے فرما نے یہ گفتار  
جو دیکھا مجھ کو اور یہ پائی نعمت  
جو دیکھے تمکو مخلص ہو نظر بھر  
یہہ تائیس نسبت تک ہی لکھا  
دو عالم میں کہ ہو عالم کے رہبر  
رکھا ہوں میں نے اب میرے پیار  
رضائے حق سے دوش اولیا پر  
نہ ہوگا کچھ کسی کا فخر اظہار  
تو ملتی تمکو وہ بیشک و ثبوت  
نہ کوئی اب نبی ہوگا مقرر  
خدا کے دوستان اہل شان سے  
کہ میری روح کو حق جل شان نے  
جو دیکھا اپنے جد کو با کمالات  
کہ ایسا اب ہو اہی اُنکو الہام



کہ اسی محبوب نکو کچھ خبر ہی  
 پیہر نے کہا اسی کرو گارا  
 کہا حق نے تمہارے پیہر فرزند  
 ہی عبد القادر انکا نام مرغوب  
 کہ ہی نزدیک ہو یوں انکو نشان  
 تمہیں جسطور سے ہی شانِ اظہر  
 ہوئی یوں حق کی جانب سے خبر جب  
 کہ اسی ابنِ نکو کار و خرد مند  
 ہوا میں خوش جو دیکھا نکو اسجا  
 رہ صدق و صفا کے رہنا ہو  
 تمہیں ہی شانِ عالی و جہانین  
 قدم اپنا جو کا ندھے پر تمہارے  
 قدم ہو گا تمہارا اسی نکو نام  
 جو ہیں امت سے میری اہل عرفان  
 لکھا ہی یوں شیوخ خوش باین



کہ پیہر ہیں کون کیا انکا ہنر ہی  
 تو بہتر جانتا ہی مجھ سے سارا  
 حسن سرور کے فرزند ونسے دل بند  
 کیا انکو تمہارے بعد محبوب  
 ویوں میں کہ جو ہیں اہل عرفان  
 بنیوں مرسلون میں شہرت آور  
 تو ایسا مجھ سے فرمائے لگے تب  
 خدا کے دوست اور میرے جگر بند  
 ہوئے تم شاد و جو دیکھا مجھے آ  
 میرے پیارے ہو محبوبِ خدا ہو  
 ولایت اور محبوبی مکان میں  
 رکھا ہونین نے اس ساعت تو بار  
 تاملی اولیا کے دوش پر عام  
 موجدِ صوفی و درویش و ایشان  
 کہ جب حضرت رسولی انس و جان نے



بڑے اعزاز سے معراج کی رات  
 اور کچھ قریب عرش اعظم  
 مقام قدس سے انیسیہ آواز  
 بچا راہلین تب حضرت نے اس طور  
 جو ان ایک خوبصورت ماہ بیکر  
 ہو اپر نور سارا عرش و آکاس  
 زبان حال سے بولا مودب  
 پیمر نے قدم اپنے اسیدم  
 اٹھاجب وہ جو ان قرب اپنا دکھلا  
 چڑھے جب عرش پر ختم پیس  
 جو ان کے رخ توجہ کر یہم پوچھا  
 کھڑا تھا وہ جو ان اہل اسباق  
 نہ کچھ پاسخ دیا خیر الورا کو  
 تو یوں حضرت نے کی تجویز لخواہ  
 کھڑا جو اب جگہ اب یہم جو ان ہی

کئے جا طی سب اطباق سموات  
 تو ویکھا عرش او او پنا ہی ہدم  
 کہ آنا عرش پر اسی محرم راز  
 ہی او پنا عرش او پر جاؤن کسطور  
 جو اس روشنی سے منہ کے نکسیر  
 وہ ان ظاہر ہو بیٹھا مصطفیٰ پاس  
 قدم کا ندھے پیر کر کھڑے ہو اب  
 رکھے کا ندھے پاس کے ہو کے خرم  
 لگا کا ندھا برابر عرش کے جا  
 کیا شکر خدا خوشنود ہو کر  
 تمہارا نام کیا دو مجھ کو تبتلا  
 لگا سینے سے اپنے جوڑ کر ہاتھ  
 محمد مصطفیٰ نور الہدیٰ کو  
 کہ جو ہی اس جو ان کو فیت وجاہ  
 سو الہیہ نبوت کا مکان ہی





ولایت کی نہیں یہ چائے فرجام  
اوسیدم حق سے اونکو آئی آواز  
اوسے سامنے جو یہ جوان ہی  
تمہارے ہیں یہ فرزند و نین موقوف  
تمہارا دین دست ملحدوں سے  
ضعیف و ناتوان و زار و بیمار  
تو یہ چنگا کر نیگے اوسکو اوسدم  
سلوک و وجد میں سب سے مقدم  
رسول مجتبیٰ سالارِ سرمد  
ادا کر شر حق کا اور دعا کر  
میرے فرزند ہو اور نور و بیک  
تمہارے دوش پر میرا قدم اور  
کہ ہو گا دوش پر ب اولیا کے  
جو انہیں سے قبولیگا قدم تو  
کر یگا جو قدم سے کبر و انکار



اگر ہی تو نبی ہی صاحب نام  
کہ اسی میرے حبیب خاص ممتاز  
تمہارا نور ویدہ بگمان ہی  
ہی عبد القادر انکا نام معروف  
ضلالت گستران مفسدون سے  
لسان مردہ ہو جاو یگا جس بار  
تو انا مثل زندہ چست و محکم  
خطاب انکو کرونگا غوثِ اعظم  
یہ سنتے ہی ہوئے خوشحال بید  
کہا اسی ارجمند نیک اختر  
خدا کے خاص ہو اور برگزیدہ  
تمہارے ہی قدم کا حال اسطور  
جو صاحبِ بین عنایات و عطا  
ولایت پر رہیگا محترم ہو  
ولایت اپنی کھو ہو جاو یگا خوار

عزیز و ماننے پہ سب روایات  
 قدم کو پیر کے جس نے نہ مانا  
 پڑا خواری میں وہ پا کر نہ امت  
 کہ یہ آگے بیان بھی ہو گا مرقوم  
 یہی بس حجت و برہانِ کامل  
 سمجھنا چاہئے اس مدعا کو  
 قبولیت کی ہی شانِ ابتدا سے  
 جو ہی مقبولیت سو اوڑنی ہی  
 یہ ہی آغازِ خلقت سے مقرر  
 جو کچھ ہی سو یہی مقبولیت ہی  
 لطایف میں بیان ہی اور یونکر  
 جو نام انکا کمال الدین شاہی  
 کہ یہی پہل تاج الاولیا سے  
 جو لکھتے ہیں کہ جب معراج کی رات  
 جمالِ مصطفیٰ کے دیکھنے کو

ہوئی ہیں یوں بہت ظاہر کرامات  
 ولایت کھو نہیں پایا ٹھکانا  
 رہا افسوس کرتا تا قیامت  
 اگر چاہے خدائے حی و قیوم  
 کہ رتبہ غوث کا ہی سب سے فاضل  
 کہ قطب العالمین غوث الورا کو  
 شروع آفرینش میں خدا سے  
 نہ کچھ یہ آج کل سے ہو رہی ہی  
 مقرر حق تعالیٰ ہی مقرر  
 عطا ید میں بھی یہ مقبولیت ہی  
 لکھا ہی عہدہ الخلقانے خوشتر  
 ہی بغدادی شریفی خوش نگاہی  
 سراج الاصفیا والا تقیا سے  
 مبارک روح سلطانِ کرامات  
 نہایت شوقِ دل سے مستعد ہو



مجلس  
 فقیر  
 صاحبزادہ

اس اپنی جان سے جو جانفزاہی  
 نکل آیا کمالِ شانِ فاخر  
 ہوئے حاضر محمد مصطفیٰ پاس  
 اور ان فیضوں کا سر پر لیا تاج  
 نبی صاحب نے با شانِ معشائی  
 کہا یا قاور اور اپنے قدم پھر  
 چڑھے عرشِ برین پر شاہِ ابرار  
 جناب حق سے یوں آئی مذا تب  
 یہ ہم کچھ تم جانے تہو کسی یہ روح  
 نبی صاحب نے تب کی عرض یارب  
 پڑا تا نہی کہ بوئے آشنائی  
 یہ ہے شاید گلِ باغِ قرابت  
 نشانِ و نام اسکا تجھ کو لاریب  
 مذا آئی کہ اسی محبوبِ امجد  
 حسنِ سرور کی ہیں اولاد میں ایک



مکانِ اویا کی منتہا ہی  
 ہو جسمِ فیضِ پیرائی سے ظاہر  
 بجا لاحقِ خدمت پائی سب اس  
 کو مخمضِ خاص تھے و عینِ عراج  
 وہن تب عرش پر چڑھنے کو چاہا  
 رکھے اُنکے دوش پر ہوشا و خاطر  
 محمد مصطفیٰ عالم کے سالار  
 کہ اسی محبوبِ میرے اور مقرب  
 اور اسکا کیا نشان اور نام مدوح  
 کہوں کیا میں تجھے معلوم ہی سب  
 ابھی اس روح سے کچھ مجھ کو آئی  
 میں اپنی آمین پاتا ہوں صداقت  
 سبھی معلوم تو ہی عالمِ الغیب  
 تمہارے تو یہ ہیں فرزند ارشد  
 کہ عبدالقاور انکا نام ہی نیک

ولایت اور کرامت کی سہا کے  
 نہیں کوئی ولی ہم شان اُنکا  
 محمد مصطفیٰ سُن یہم بشارت  
 فیوض خاص سے اپنے اُسی بار  
 کہ اسی فرزندین ہوں اس خورشید  
 ہوئے خوشنودم بھی اس جواب  
 مرید و جانشین میر ہو دی ہوش  
 قدم ہوگا تمہارا تا بحشر  
 جو میں امت میں میر نیک اطوار  
 لکھا ہی یہ بیان جب شاہ جیلان  
 جہان میں آئے طبع عنصری سے  
 ہوئے میں بطنِ مادر سے تولد  
 تب اُنکے دوش پر تھا خوب ظاہر  
 منقش جیسی تھی مہر نبوت  
 یہی بھی ایک حجت ہی قوی تر

میں صدر و بدر محبوبی سما کے  
 تمہارے ہی سبب سب مان اُنکا  
 ہوئے خوش شکر حق کر بے نہایت  
 نوازا اُنکو کر یہ اُن سے اظہار  
 جو دیکھا لگو کامل اور خردمند  
 مجھے دیکھا یہاں پاخوبان سب  
 قدم میرے لئے تم اپنے بردوش  
 بدوش اویا کے فیض مظہر  
 نہ کوئی کر سیکا کبر و انکار  
 امام عارفان محبوب یزدان  
 مبارک جسم صفوت پروری سے  
 بسانِ کوکب برجِ تفرّد  
 پیہر کے قدم کا نقشِ نادور  
 بنی کے دوش اقدس پر بصفت  
 غیاث العالمین کے مرتبہ پر



کہ انکا مرتبہ سب اولیا میں  
مقرر اس بموجب ہی کہ چونکہ  
تمامی مرسلون پنجمیہ و نین  
کہ میں ختم رسل سارا عالم  
جو انکے دوش پر با عز و عظمت  
غیاث الخلق شاہ اولیا میں  
کہ انکے دوش پر تھا نقش زیبا  
مناقب غوثیہ میں منقبت ایک  
رشید ابن محمد نے کہ معروف  
لکھی ہے اور وہاں لکھتے ہیں یونکہ  
پراسکی ہے عبارت جو بہت طول  
جیسا کہ تم نے اسکو طول پایا  
فقط اس بعد کا لکھا ہوں مطلب  
جو پہنچے سیر کر سب عرش تک جا  
مگر ہونے سے کچھ بھی حکمت رب



تمامی اصضیا اور اقصیا میں  
رسول خاص کا مرتبہ ہی برتر  
ہدایت کے سبیل کے رہبر و نین  
بنیوں مرسلون کے شاہ اعظم  
رقم تھی غیب سے مہر نبوت  
گر وہ عارفون کے پیشوا میں  
اثر پائے سمیہ کا ہو پدا  
جو حرز العاشقین سے نقل ہی نیک  
جنیدی ہیں کہ تھے نیکی میں مصروف  
کہ یہ بھی معتبر ہے اور قوی تر  
براق اور اسکا حال اس میں مشغول  
تو مذکور براق اس جا نہ لایا  
کہ جب ختم رسل معراج کی شب  
بلند و سب سے بالا اسکو دیکھا  
ہوئی دیر عرش کے پائے سے کچھ تب

کہ رتبہ باوجود اسکا ہی کمتر  
 اوسیدم روح پاک غوثِ ثقلین  
 رکھو کا ندھے پیر اپنے اقدام  
 امام المسلمین و نشانِ عالی  
 چڑھے جاعرش پر فرما یہ مطلب  
 تمہارا ہی قدم دوش ولی پر  
 یہ دیکھو مرتبہ سالار دین کا  
 رہے باعزت و حرمت اور تعظیم  
 شبِ معراج میں ایسے ٹھکانے  
 ہو ظاہر فیض پائے بہت سا  
 بیٹھیں کہتا ہوں یارانِ خردور  
 شبِ معراج میں تن سے نتھی سو  
 ہوئی مرکوبِ تعظیم و ادب کر  
 نہ سمجھو کونادار نہ شک لاؤ  
 کہ اس موجب بہت معراج کی رات

بنی صاحب کے رتبے سے مقرر  
 چلی آبولی ای سلطانِ کونین  
 چڑھو آعرش پر باعزت و اکرام  
 شفیع المذنبین امت کے والی  
 تمہارے دوش پر میرا قدم اب  
 جو ہی اہل ولایت تاجِ بشر  
 امام العارفین والواصلین کا  
 رہے یہ شان و شوکت اور کریم  
 نبی بن کوئی وہاں پاوے بنانے  
 کہاں ایسا ولی اس منزلت کا  
 کہ حضرت غوث کی روحِ مطہر  
 ہوئی موجود تن سے اور خوش ہو  
 بنی صاحب کے چڑھنے کے سبب یہ  
 رہ انکار و بدظنی سے باز آؤ  
 ہوئے اور ونسے بھی ظاہر کمالات





کہ جبیا مصطفیٰ خیر الوری نے  
 بہت دیکھی ہیں روحین مملوئی  
 کہ ہی مسطور حزب العافین میں  
 بنی صاحب نے جب معراج کی رات  
 تو یوں موسیٰ نے پوچھایا انہی کر  
 بھلا تھے کبھی وہ بھی کہا ہی  
 کہ علما میں میری امت کے ایسے  
 جواب انکو دیا ان میں یہ بولا  
 کہی موسیٰ نے پھر تکرار بارے  
 ہی اب کوئی بیان جو ہو کے حاضر  
 امام الانبیا خیر الوری نے  
 محمد بن غزالی کی روان کو  
 دیا بھیج انکو موسیٰ پاس فی الحال  
 غزالی نے سلام انکو کیا جا  
 لگے تب پوچھنے موسیٰ پیسے



رسول خاص ختم الانبیا نے  
 اور اس امت کے کامل مقبول کی  
 بطور اس نقش کے جو ہو نگین میں  
 کہی موسیٰ پیسے سے ملاقات  
 کہ ای میرے برادر رب کے سرور  
 جو علما امتی کا لائے کیا ہی  
 پیسے جیسے اسراہیل یوں کے  
 و فضل اپنی امت پر ہی کھولا  
 کہ ان علما نے امت سے تمہارے  
 وہ مجھ سے ہم سخن ہو جائے ظاہر  
 شفیع عاصیان روز جزا نے  
 اشارہ کر بلایا امتحان کو  
 وہ آپ کے بڑھے سنے رب اقوال  
 جواب اسکا سنا مسنون جو تھا  
 کہ تیرا نام کیا ہی ای خردور



جواب انکو دیا شیرین مقالی  
 کہا موسیٰ نے یک پوچھا تیرا نام  
 غزالی نے کہا حق نے تجھیں جب  
 کہ سیدھے ہاتھ میں تیرے یہ کیا ہی  
 عصائی بول اٹو گوڑ بڑھایا  
 کہ یعنی یہ عصا ہی میری اسپر  
 اور اپنی بکریوں پر اس سے ہر بار  
 سوا اسکے میں اور اس میں مجھے کام  
 فقط میری عصا ہی بولتے تم  
 کہا موسیٰ نے جب حق نے ندا کر  
 میری دانت میں تباہی یہ بات  
 نہ کچھ نا جانے یہ پوچھتا ہی  
 یہ اسکا پوچھنا ہی اس سبب پر  
 کہوں با جمع خاطر اسکا سب حال  
 غزالی نے کہا تم نے بھی مجھکو

محمد بن محمد ہون غزالی  
 نہ پوچھا کیا ہی تیرے با پکا نام  
 وَمَا تَلَکْ جَو پوچھا طور پر تب  
 وہاں تم نے جواب ایسا دیا ہی  
 جو اسکا حال تھا سو کہہ سنا یا  
 کیا کرتا ہوں تمکیہ اپنا اکثر  
 گرا دیتا ہوں پتے جھاڑ سے جھاڑ  
 کہوے اس ہی سے پائے میں انجام  
 تو بس تھا یہ جواب اور یہ کلم  
 وَمَا تَلَکْ مجھے پوچھا برابر  
 کہ حق ہی عالم غیب و شہادات  
 وہ ذرہ ذرہ کیسر پوچھتا ہی  
 کہ مجھکو بات کرنے میں نہو ڈر  
 کیا تب حسب حال اتنا بڑا قال  
 بلا یا تاکروں سب بات خوش ہو

وَمَا تَلَکْ تَعْبُدُکَ بِاُمِّی  
 قَالَ هِیَ عَصَائِیَ الْوَلَدُ  
 یَکَلِّمُهَا وَاسْتَفِیَ عَلَی  
 غَضَبِیْ فَاَمَّا رَبِّیْ  
 فَخَشِیْ



کہا تب میں نے نام اپنا بڑا کر  
 بنی صاحب نسب یہہ دیکھ کر طور  
 اشارہ کر غزالی کو کہا تب  
 ادب کرنا بھلا ہی تم ولی ہو  
 لکھا ہی یہہ بھی اسکے بعد مذکور  
 محمد نام اُنکا ہی ہویدا  
 لسانی اس عصا کی اُنکے تن پر  
 کتاب نامور ہی کنز اعمال  
 اور اکثر کالمون نے بھی لکھا ہی  
 روایت بوہریرہ سے ہی مشہور  
 کہ جب پہنچے نبی سلطان کونین  
 تو دیکھا ایک عالی قدر اُٹھل  
 اور ایسا سورہا ہی فارغ البال  
 بنی صاحب کو غیرت آئی اُسپر  
 کہ اہی مجھو داس جائے ادب میں



ہوئے خاموش سن موسیٰ پیسہ  
 عصا اور ہاتھ سے اسوقت فی الفور  
 تاؤب یعنی تم کیجو ادب اب  
 بنی بہن حضرت موسیٰ سمجھ لو  
 کہ علامہ غزالی بہن جو مشہور  
 ہوئے جب عالم دنیا میں پیدا  
 نمایان اور ظاہر تھی مقدر  
 لکھا ہی اس میں ایسا ایک احوال  
 کہ مضمون حدیث مصطفیٰ ہی  
 حدیثوں کی کتابوں میں ہی مسطور  
 مقام صدق میں تا قاب قوسین  
 کہ سر سے پاؤں تک ڈرھے ہی کھل  
 کہ اسکو کچھ نہیں پروائے اجلال  
 جناب حق سے پوچھا مُسَلَّت کر  
 کہ ہی اقدس مقام قدس سب میں

یہہ گستاخی ہی کیسی اور ڈھٹائی  
 یہہ ایسا بے ادب ہی کون کیا نام  
 نبی صاحب یہہ بولے تب خدایا  
 کہا حق نے کہ اے ختم رسالت  
 ذرا سویا ہی ستر سال کے بعد  
 مجھے دنیا میں رکھ سبے چھپا کر  
 کیا میں نے بھی اس سے عہد محکم  
 مسلمانو یہہ جانو خوب کروہیاں  
 مقام صدق میں موعج کی شب  
 نہین دیکھا جال مصطفیٰ آ  
 یہہ عظمیٰ دولت و کبریٰ کرامت  
 کہ حضرت پیر نے سلطان دین کو  
 مقام صدق میں دیکھا بے اعزاز  
 اسی باعث سے یک کامل معروف  
 کہ انکا نام ہی سید محمد

یہہ شوخی ایسی کسے کر دکھائی  
 کہا ہی ویس قرنی نیک فرجام  
 مجھے ہی شوق انکے دیکھنے کا  
 ابھی تو کی ہی اُس نے استراحت  
 کیا ہی اور اُس نے مجھ سے یہہ عہد  
 نہ پھر مجھ کو کسی سے آشنا کر  
 نہ کر نیکا کسی سے تجھ کو ہمد  
 کہ خواجہ ویس قرنی صاحب شان  
 رہے سوتے جوتے خاصے مقرب  
 رہے محو صفات حق تعالیٰ  
 ہوئی قطب دو عالم کو عنایت  
 رسول خاص رب العالمین کو  
 ہو قرب خاص کے بھید و نہ متناہ  
 جو ہیں بحر المعانی کے مصنف  
 جو ہیں معروف کی شیخ الفجد





سو لکھتے ہیں یہاں ایسا بیاہوار  
ہیں نامی موضع محبوبیت میں  
نہ ویسے اور محبوبانِ دلستان  
جو خواجہ ولیس قرنی صاحبِ قدر  
سو ہیں مستور مجذوبوں کے مانند  
جو حضرت غوث کی محبوبیت ہی  
کہ چون محبوبیت ہی مصطفیٰ کی  
رسولوں کی بڑی محبوبیت سے  
اسی باعث کہ حضرت شیخ اکبر  
محبو جنکی یہہ جاہ و جلالت  
خدا نے جبکو یہہ عزت عطا کی  
نبی صاحب نے بھی معراج کی شب  
کوئی کیا لکھ سکے انکے فضائل  
کہ یہہ دریا ہی ناپید اکنارہ  
یہی بہتر وسیلہ انکا لیکر

کہ حضرت پیر پیران قطب اختیار  
گرامی تر مقام غوثیت میں  
اس انداز و مراتب میں نمایان  
خدا کے جملہ محبوبوں میں ہیں صدر  
نہ حضرت شاہ محبوبوں کے مانند  
سو ہی مشہور تر زوی فوقیت ہی  
رسول خاص شاہ انبیا کی  
بہت مشہور ہی پر فوقیت سے  
محمد مصطفیٰ کے ہیں قدم پر  
جسے ایسے ولیوں کی ایالت  
خبر جنکی رسولوں کو سنا دی  
خلافت دے کیا اپنا مقرب  
بیان خرق عادات و خصائل  
جہازِ حصر کا کیا اسمین چارہ  
مراوین اپنی مانگو حق سے کیسر

وسیلے پر کروں اتمامِ یہ بات پڑھوں حضرت پر صلوات و تحیات

پڑھو تم بھی سدا صلوة یارو  
یہم زیور لے عروس دل سنوارو

## مجلس دوم

قلم خوش عنبرین کا غد معنبر  
بہت فرخندگی سے ہو کے مسرور  
کہ اسین ہی کمالِ مولدِ پیر  
خبر دی انکی جو خیر الورا نے  
کہ غوث الخلق قطب دین و دنیا  
اور اکثر جو ولی عالی مکان تھے  
انھوں نے بھی خبر یہی بیانوار  
فریقِ اولیا کے پیشواہین

مرکب مشکفامی لے معطر  
کروں اب مجلس ثانی کو مسطور  
تولد کے بیان کی خوب تقریر  
رسولِ حق محمد مصطفیٰ نے  
جہان میں ایسے نشان ہو گئے پیدا  
کہ ان پر رازِ نہانی عیان تھے  
کہ حضرت پیرین پیر و نکے سروار  
طریقِ ارتضا کے رہنماہین



کتابخانہ  
مکتبہ اسلامیہ  
لاہور

نہیں ہی کوئی اُنسا اولیائین  
 تولد ہونگے جہان میں مقرر  
 مشرف اونسے ہونگے اولیاسب  
 خدا کے برگزیدے اور محبوب  
 جب اس عالم میں پیدا ہونگے اسدم  
 یہہ لکھتے ہیں کہ ایک دن سرور دین  
 مدینے میں کہ ہی شہر مطہر  
 مبارک اپنے حجرین فراغت  
 تو دیکھا خواب میں جو شاہ مردان  
 حسن سبط گرامی قدر دیگر  
 بڑی ایک جگے زیبا ورین باہم  
 اور انہیں سے منور شعلین وہاں  
 سبھی دس شعلین ظاہر ہوئی ہیں  
 الگ ہو یکطرف میں ایک مشعل  
 جب ان چاروں نے دیکھی سبکی حالت



کرامات و کمالات و عطائین  
 لیکن بغداد میں با شان اطہر  
 ذوی العرفان وارباب صفا سب  
 کہ انکافض ہی ہم سب کو مطلوب  
 ہدایت اُنسے پاویگا یہہ عالم  
 محمد مصطفیٰ سلطان تمکین  
 نماز چاشت کو پہلے ادا کر  
 بوقت دوپہر کی استراحت  
 جناب فاطمہ خاتون لنوان  
 حسین مجتبیٰ امت کے سرور  
 یہہ مل بیٹھے ہیں خوشنود اور حرم  
 نکل ہوتی ہیں ظاہر نور افشان  
 اور اُنسے یکطرف نوہور ہی ہیں  
 رہی روشن ہو مثل بدر اکمل  
 تو کی نو مشعلوں کو یوں اشارت



کہ اپنے نور سے نور کرامت  
تو ہر مشعل سے ایک لٹہ نکل آ  
ہوئی وہ ایک مشعل ایسی لمعان  
ہو اس سے منور ایک عالم  
ہوئے جب خواب سے بیدار حضرت  
ہو اللہام حق سے یوں اسی بار  
جو دیکھیں مشعلین دس تینے روشن  
جو یک جانب میں اُتے نو تھے افرا  
امامت سے جہانیں ہونگے پیدا  
جدا تھی ایک مشعل جو منور  
ہی عبد القادر انکا نام مشہور  
لقب انکا تو محی الدین لاریب  
ہو مولد انکا جیلان نیک بنیاد  
اور انکا فیض و ارشاد و کرم عام  
یہ ہوگا فیض باقی تا بحشر

کہ اس ایک مشعل کو عنایت  
بلا اس ایک مشعل میں ہو یکجا  
کہ گویا ہی درخشان مہر تابان  
اور اس سے فیض پائے حق و آدم  
کیا دلیں یہ کیا ہو راز قدرت  
کہ ای میرے حبیب خاص مختار  
سو میں حسنین کی اولاد دس تن  
حسین مجتبیٰ کی ہی وہ اولاد  
کمال ان کا یہ سب ہوگا ہویا  
سو ابائے حسن سرور میں ہیں سر  
کنیت ابو محمد ہوگی مبرور  
مخاطب غوث اعظم ہو گئے از غیب  
سکونت کا ٹھکانا شہر بغداد  
رہیگا خلق میں مہمول ما دام  
کہ ہونگے اولیا کے شاہ و سرور



مُردی کی ہونست انسے جسکو  
مُرد اُنکار ہے گافینس یاور  
ابد تک انکی مشعل ہوگی خُشان  
مُصدق اسکا ہی حضرت کا منظوم  
اَفَلَتَ شَمْسُ لَاقِلَیْنِ وَشَمْسُ  
یہ ہے اس بیت کی معنی کا حاصل  
ہوئے اگلونکے غائب سار خورشید  
افق پر آسمانِ اعتلا کے  
لکھا ہی ایک دن حق کے پیہر  
کسی نے انکو ہو کر بہرہ اندوز  
خمیر اُس کا بنا پاکیزہ تیار  
نواسے دو پیہر کے امین  
پیہر نے حسینِ مجتبیٰ پر  
کہ دیکھا حضرت زہراؑ نے سارا  
کہ اب محبوبِ رب العالمین نے



سعات و وجہان کی ہوگی اسکو  
نجات اسکو ہو جاوے گی میسر  
خلایق پر ضیائے فیض افشان  
یہاں یک بیت ہی اسکا یہم قوم  
اَبَدًا عَلٰی اَفْقِ الْعٰلٰی لَا تَغْرِبُ  
جو حضرت پر سے ہی نظم کامل  
رہیگا یہ ہمارا شمس جاوید  
کبھی غائب نہوگا نہ چھپا کے  
گئے خاتون کے گھر تشریف لیکر  
ویا گیا ہونکا آٹا بھیج اُس روز  
لگین کرنے کئی یک نام اُس بار  
وہاں تھے کھیلنے آپس میں لے چین  
بہت کی محبت شفقت سے لیکر  
اور اپنے ولیم سوچا اور بچا  
امام الانبیاء والمرسلین نے

بغل میں اپنے سبط با جفا کو  
نہایت چاہ سے جو لے لیا ہی  
حسن سرور پہ انسے کھڑے ہیں  
بلا پاس اپنے انسے کچھ نہ کی بات  
محمد مصطفیٰ عالم کے سرور  
اور ابولے کہ اسی مقبولہ رب  
کہ میری مہربانی کا ارادہ  
کہو اسکا سبب کیا اور کیونکر  
کہا بی بی نے اسی محمد و معصوم  
تو بولے آپ دونوں میرے فرزند  
زیادہ یک سے یک ہیں میرے پیارے  
کہ فرزند و نہیں شاہ کر بلا کے  
ہویدا ہونگے جون شمع ہدایت  
اور ان نو سروروں سے یہ میرا دین  
مسلمانوں کی محکم ہوگی نیت

امام دین حسین مجتبیٰ کو  
زیادہ حد سے پیارا نہیں کیا ہی  
اجانے اجنبی سے ہو پڑے ہیں  
ہی شاید اسمین کچھ سرخصیات  
ہوئے اس انکے خطر سے خبردار  
تمھارے ولین یہ خطرہ پڑا اب  
حسین مجتبیٰ پر ہی زیادہ  
نہ کی شفقت حسن سرور کے اوپر  
خدا اور اسکے پیغمبر کو معلوم  
جگر پیوند و لبند و خرومند  
پر اب مجھ کو ہوا معلوم بارے  
امام وقت نوثن اس ادا کے  
ہزاروں اُنسے پاویں گے عنایت  
قوی تر ہوگا عالم میں یہ یکتا  
زیادہ ہوگی تصدیق و عقیدت



بتائے نام ان سب کے سیانوار  
 کہ پہلے اُسے زین العابدین ہیں  
 امام جعفر و موسیٰ کاظم  
 محمد عرف انکا ہی تقیؑ اور  
 حسن ہیں عسکری و الامفاخر  
 سناج یہ بیان سلطان دین کا  
 تو پھر بی بی کو خطرہ ہو پڑا ہی  
 اسیکے نسل سے ہوتے یہ نوتن  
 لگے بی بی سے فرمائے پیپر  
 حسنؑ کی نسل سے ہوتے یہ نوتن  
 بنی صاحب نے انکو دے تسلی  
 حسن سرور کے فرزند و نین کیتن  
 کہ وے از نوتنوں سے ہونگے مشہور  
 لکھا غوث الوری نے ہی اسی پر  
 کسی کو جو کہین فرزند ہوں دس

اور ان کی عمر کا حال و سروکار  
 محمد باقرؑ اُسے دو مین ہیں  
 علی موسیٰ رضا امت کے ناظم  
 علی جوہرین تقیؑ معروف خوشطور  
 محمد ہادی مہدیؑ ہیں آخر  
 امام الاولین و الاخرین کا  
 حسن سرور میرا بیٹا پڑا ہی  
 یہ خطرہ بھی ہوا حضرت پر روشن  
 تھار دلمین اب گذرا ہی یونکر  
 کہا حق اور نبی کو اُسکے روشن  
 یہ فرمایا نہ رکھنا فکر اسکی  
 ہی عبد القادر انکا نام روشن  
 خدا کے برگزیدے و ورثہ منظور  
 اشارہ اپنے ملفوظونین یونکر  
 اور اُسکے دلمین ہو یہ آرزو بس



کہ میری نعمت و میراث سب خاص  
 یہہ اسکی آرزو حق برے آوے  
 وہ نعمت اور حق نوبت بہ نوبت  
 اور اس مہم بیان کی عارفوں نے  
 یہی تاویل کی ترجیح دے کر  
 کہ ظاہر یہہ بیان مہم جوہی سو  
 کہیگا نوا مومن کے کمالات  
 نہ سمجھیگا کہ یہہ فضل خدا ہی  
 لکھا مجمع فضائل میں ہی یونکر  
 وہ ان آئے نواسے مصطفیٰ کے  
 امامان زمان فرخندہ مشرب  
 حسن سرور کو حضرت نے ندا کر  
 حسین مجتبیٰ کو یون ندا کی  
 حسن سرور نے آپ کو چھائی بار  
 مجھے تم نے بلایا کہ مخاطب

وہم فرزند کو پہنچے بہ اخلاص  
 سب اسکے وسوین بیٹے کو دلاوے  
 ایسا میں عجب ہی اور ندرت  
 وقایق کے سخن کے کاشفوں نے  
 بیان معرفت عنوان سے خوشتر  
 جواب اس شخص کے خطر کیا ہی جو  
 جمع کیون غوث میں ہو گئے کہ پات  
 کہ فضل اللہ یون فی من نشاہی  
 کہ یکدن آپ بیٹھے تھے یہہ پر  
 مہ و خورشید بروج ارتضا کے  
 حسن سرور حسین مجتبیٰ تب  
 بلایا پیشوا کے پیشوا کر  
 اماموں کے امام آجاؤ تم بھی  
 کہ اسی ناما میرے عالم کے سرور  
 کہ آواہی پیشوا کے پیشوا اب



حسین مجتبیٰ کو پھر بلایا  
 کہ تم بھی ای امامو کے امام آؤ  
 رسول حق نے انکو کہہ سنایا  
 کہ میں پشت حسین مجتبیٰ سے  
 مقام و مرتبہ ہر یک کا یکسر  
 تمہاری پشت سے بس ایک تن سو  
 مقام و مرتبہ میں ہونگے برتر  
 پھر انکا نام پوچھا تو کہا سب  
 لقب انکا تو محی الدین معروف  
 کہا جاویگا انکو غوث اعظم  
 ظہور انکا جہان کی انجمن میں  
 یہہ لکھتے ہیں کہ احمد مجتبیٰ نے  
 حسن سرور کی پشت و ناف پر جب  
 حسن سرور نے پوچھا عرض کریں  
 جواب انکو دیا ای میرے دل بند



نذا کرنے میں یونکر کہہ سنایا  
 سبب اور بھیدا اسکا مجھکو سمجھاؤ  
 سبب اور بھیدا اسکا سب بتایا  
 مسلسل لو امام اکمل عطا سے  
 بیان کر دی خبروے ہونگے یونکر  
 خدا کے برگزیدے میرے دلجو  
 مثال اُن لو امامون کے مفسر  
 ہی عبد القادر انکا نام اصوب  
 کنیت ابو محمد انکی موصوف  
 امام اولیا قطب دُوعالم  
 مثال شمع ہی پنجم قرن میں  
 محمد مصطفیٰ نور الہدیٰ نے  
 دیا بوسہ نہایت چاہ سے تب  
 کہ چوہا میری پشت و ناف کو کیوں  
 تمہاری پشت میں ہی ایک فرزند



ہی رتہ اسکا ایسا اولیائین  
 بیان کرتے ہیں یوں ایک نلامین  
 ہمایون مجلس نبوی میں مسرور  
 تو پوچھی آپ نے یک بات صائب  
 اگر کوئی کرے تم سے بدی تو  
 کہا دو بار میں اسکو سہونگا  
 جواب اسطور حضرت نے سنا جب  
 ہو اس باعث تمھاری اکثر اولاد  
 حسن سرور سے پھر ہو کر مخاطب  
 کہا میں خود کرونگا اس سے نیکی  
 اسی باعث تمھاری نسل میں خاص  
 نجیب الجائین و صاحب جاہ  
 برس جب سامٹھ ہونگے انکی مان کو  
 نہیں تب حاملہ ہوتی ہی عورت  
 رہیگا حمل انکا ان کی مان کو

میرا رتہ ہی جیسا انبیائین  
 جگر گوشے نبی صاحب کے حسین  
 بہم بیٹھے تھے مثل شمع پر نور  
 حسین مجتبیٰ سے ہو مخاطب  
 تم اس سے کیا کرو گے مجھ سے کہدو  
 تلافی بار سوم کر رہوں گا  
 حسین مجتبیٰ سے یوں کہاتے  
 جواری سے امام و اہل ارشاد  
 کہا کہدو جو تم جانو مناسب  
 یہ سن حضرت نے انکو یوں خبر دی  
 ہی کیا گوہر و یائے اخلاص  
 گروہ اولیا اللہ کے شاہ  
 کہ سن یاس ہی نام اس زمان کو  
 سوویسے وقت میں با عرو عفت  
 فروغ دیدہ عصمت نشان کو



تو لدان سے ہونگے اس زبان میں  
 زمین پر میرے وارث حجت اللہ  
 ایک ایسا انکو ہوگا مان اور شان  
 ولی کامل محمد بن فیروز  
 میرے مرشد نے خود اپنی زبان سے  
 سنا ہوں خضر پیغمبر سے یہ بات  
 خدا کی بارگاہ کبریٰ میں  
 کہ اے خلاق عالم سب کے اعظم  
 میرے بھائی کے فرزند و نسلے کیسے  
 میری اولاد میں ہے کون ایسا  
 ندا آئی جناب حق سے اسدم  
 امام ایسا کرونگا ایک پیدا  
 جو میں ان نوا ماموں کے کمالات  
 محبوب میں میرے ہوگا سرفراز  
 کہ محی الدین کر ہوگا ملقب

مثال مہربان اس جہان میں  
 ہے عبدالقادر انکا نام ذیجاہ  
 کہ جیسا ہی بیویوں میں امان  
 جو بدری میں سو کہتے ہیں کہ پروز  
 کہا مجلس میں یوں اہل عیان سے  
 حسن سرور امام ذوالکرامات  
 لگے ہیں عرض کرنے یوں دعائیں  
 مجھے معلوم یوں ہوتا ہے پیہم  
 ہوئے نوتن امامت پر مقرر  
 کہ اسکو مرتبہ ہوا ہے جیسا  
 تہکار سارے فرزند و نسل اکر  
 کہ خلق اسے عطا کی ہوگی شیدا  
 سوا میں جمع ہونگے باعنایات  
 میری محبوبیت سے ہوگا ممتاز  
 کنیت ابو محمد اسکی النسب



مخاطب مجھ سے ہو گا غوث اعظم  
 حسن سرور امام الخلق ثانی  
 ہوئے خوشحال اور شکر خدا کر  
 کہ یک فرزند میرے ہو محمد  
 ابوصالح کے نور العین نامی  
 یہی انکی کنیت ہوگی اسعد  
 میری اولاد میں وہ ہونگے ظاہر  
 ولایت کے فلک پر بدر کمال  
 میرے نانا کی امت کے مقرر  
 جہان کمال نے سب باتیں کہیں کھول  
 جو مان سچ ہی جو بولے ہیں میرے پیر  
 یہ شہرت حضرت غوث الوراکی  
 سبھی آفاق میں پھیلی ہی یکسر  
 ہی او کو ایک عالمی شان او جد  
 امام دین حسن سالار ملت

ہی عبد القادر انکانام اکرم  
 یہ ہیں حق سے نویشادمانی  
 کہا مجلس میں پھر سب کو سنا کر  
 ہی عبد القادر انکانام مجد  
 اور انکا عرف جیلانی گرامی  
 جو ہی میری کنیت ہو محمد  
 بہت عالی مناقب ذو المفاز  
 حسینی اور حسنی پر فضائل  
 وہی شیخ مکرم تاجہ مشر  
 بھڑکسوانی آنکھوں میں اٹھے بول  
 اور انکاسب بیان اور ساری تقریر  
 یہہ گلبانگ انکے عز و اعتدا کی  
 بلند آواز کی سے ہی جوا شہر  
 سب اسکا وہی جوا انکے ہیں جد  
 سو کہتے تھے انھیں کو شیخ امت



یہم شیخ امتِ جدی کی تعبیر  
 شواہد میں لکھا جانی ہے یہہ قال  
 کہ چہئے اور لازم ہی یہی بات  
 انھیں بارہ اماموں میں با تمام  
 بنا بر اسکے اہل البیت ہیں سب  
 کہ جیسے حضرت قطبِ دو عالم  
 رسولِ حق نبیوں کے ہیں سالار  
 یہم شیخ شبنکی سے ہی روایت  
 کہ اوتا و عراقی آٹھ ہیں سب  
 سہمی تقطی سہر اخبار دوم  
 امام احمد حنبلِ نکو کار  
 سہیل تشری اور پشرفانی  
 ہی عبد القادر النکاح نام نیکو  
 کہا کہ ہونگے عجیب مردِ فاخر  
 صدی میں پانچویں ہی منظر انکا



میری نانا کی امت کے ہیں وہ پیر  
 جہان بارہ اماموں کا ہی احوال  
 جواہل البیت کے فضل و کمالات  
 نہ ہو جھے منحصر مخصوص اکرام  
 رسوا انکے ہیں اہل فضل و منصب  
 غیاث الخلق شیخ جن و آدم  
 ولیوں کے غیاث الخلق سردار  
 جو تھے کامل ولی اہل عنایت  
 سو یک معروف کرنی واصل رب  
 جتید ابراہیم کے سردار سوم  
 نکو کردار منصور ابن عمار  
 غیاث الخلق ہستم مرد صافی  
 تو پوچھا رہے ہیں کون کہہ دے  
 کہ وہ بعد اومین آہوں کے ظاہر  
 جہان میں فیض ہوگا اظہر انکا

وہی مطلوب صدیقوں کے برحق  
 وہی سرہنگ اوتاوون کے فائق  
 ہی رتبہ انکا اصحابوں سے برتر  
 کہ روح پرفتح مصطفیٰ سے  
 یہہ بولے شبنکی شیخ طریقت  
 کہ حضرت قطب عالم غوث اعظم  
 صدی مین پانچویں آہونگے ظاہر  
 بیان کر انکی حالات و کمالات  
 کہا وے ایسے ہونگے میر کامل  
 کہ اتنے قول و فعل و لکشا سے  
 کہ شیخ کائنات و پیر ارشاد  
 خداوند جہان خلاق عالم  
 بہت لوگ اپنے بندوں سے اٹھا کر  
 وہی شیخ مین سلطان فیروز  
 بنیوں کی سب اگلی امتوں ساتھ

وہی سرکوب زندیقوں کے مطلق  
 امام افراد کے غوث الخلائق  
 کہ ہونگے ہدم روح ہمیسر  
 ریگی انکو صحبت پُر صفا سے  
 سب اپنے ہمنشینوں سے حقیقت  
 جلیل القدر شیخ جن و آدم  
 عراقی ملک مین با شان فاخر  
 اور انکی مدحت و تعریف کی بات  
 کہ ہوگا فیض ان سے سب کو حاصل  
 رہینگے اولیا سب اقتدا لے  
 وہی مین غوث اعظم قطب افراد  
 انھیں حضرت کی برکت سے وادوم  
 بڑے رتبے کو پہنچا و یگا یکسر  
 کہ ان سے حق تعالیٰ حشر کے روز  
 کریگا فخر شیخی ان کے دے ہاتھ



روایت شیخ بوالبرکات سے اور  
کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہی  
کہ ظاہر ہونگے آبداد میں ایک  
جو عبد القادر انکا نام ہوگا  
ہی انکا مرتبہ اعلیٰ خدا پاس  
کہ ہی تمکین میں ایک انکو مذہب  
حقائق کے اوان وعہد میں خاص  
بزرگون کو جو نعمت ہوگی حاصل  
مقرر حضرت غوث الورا سے  
ولیونکو ہو ہی فیض حاصل  
جو انکے عصر میں اہل صفا تھے  
کہ یہ مذکور تم آگے سنو گے  
میں یہ پیر صاحب کے مناقب  
سب اپنے ہمنشینوں سے بیانوار  
سناتے تھے کمال انکا بیان کر

بیان کرتے ہیں جو کہتے تھے سلور  
کہ یوں شیخ بطایح نے کہا ہی  
جو ان اعجمی فرخ سیر نیک  
جہان میں فیض انکا عام ہوگا  
رفیع الشان ہونگے فضل الناس  
ہیں بارز شہب و فرخندہ مشرب  
ید بیضا انھیں کو ہی بہ اخلاص  
تو انھوں نے انھیں کے ہوگی وصل  
مطالع خلق و محبوب خدا سے  
ہوئے اُنسے مکمل اور کامل  
اور اُنکے بعد بھی جو اولیا تھے  
سعادۃ کے چمن کے گل چنو گے  
کہ اگلے اولیا والا مراتب  
خبر یوں غیب کی کرتے تھے اظہار  
کہ ظاہر ہو یہ یہ بید اہل جہان پر





کہ حضرت پر شاہ اولیا ہیں  
 انھیں پر ختم ہے اس کرم کا  
 نہیں ایسا ولی ہو گا کہیں پھر  
 اگر اس میں جو دیکھے غور سے تو  
 بہت اہل ولایت صاحبِ شان  
 و لیکن اس روش سے ہو کے وصف  
 خبر ان کے تولد کی کسی نے  
 نہ فرمایا ولی کو مصطفیٰ نے  
 کہ میرے بعد جو ہوتی نبوت  
 جو فرمایا تو حضرت پیر کو ب  
 قدم ان کا قبولِ لاہر ولی نے  
 جو آگے اُن سے تھے عرفان والے  
 سو اپنے ہم نشینوں کو برابر  
 نہیں ایسا ہوا کوئی نمودار  
 تو ایسے شخص کی تعریف کرنی

گروہ واصلوں کے پیشوا ہیں  
 ہی پایہ برتر ان کی منزلت کا  
 کہ جس کو ایسے وافر ہوں مفاخر  
 وہیں اس کی تسلی ہو رہے جو  
 ہوئے کامل کمل اہل عرفان  
 نہیں تبا گئے اگلے ممکا شرف  
 نہیں دی یوں کسی کامل ولی نے  
 رسولِ حق امام الانبیاء نے  
 تو تم پاتے اُسے با صد قوت  
 شب معراج میں جو آئے تب  
 نہیں کی کشتی اُس سے کسی نے  
 محققِ حجت و برہان والے  
 سناتے تھے کمال ان کے سراسر  
 ولیوں میں سر و سردار و سالار  
 اور ان کی مدحت و توصیف کرنی



کہاں اس بندہ کا صی کو مقدور  
یہاں لکھتے ہیں یوں مخدوم موصوف  
کہ حضرت غوث اعظم کے مناقب  
اگر کاغذ بنیں سب برگ اشجار  
اگر شاخیں و خیتوں کی قلم ہوں  
سیاہی آب دریا گر ہو جاوے  
فضائل قطب ربانی کے یکسر  
نہ فہم و وہم میں آتے کسی کے  
اگر سب اخلق لکھنے چاہے مل کر  
سب انگشت ان کے قاصر ہو ٹھکنگے  
زبان خامہ کی ہوگی کند مندی  
یہاں اب یہہ جو لکھتا ہوں بایوار  
جہاں خاصان حق میں یوں کہا ہو  
مناسب ہی یہہ لکھنا بہر حال  
لکھا ہی ناقص والا گہرے



جو لکھہ پڑھ کر سناو سب وہ مذکور  
لقب ہی گنج بخش انکا جو معروف  
بہت بجیر ہیں مثل کو اکب  
تو انہیں سب پورے ہونگے زہار  
تو ان سے بھی نہ وسارے رقم ہوں  
تو لکھنے میں بسر ہرگز نہ آوے  
بہت ہیں بعید و حد سے فرو نتر  
نہ مدرک میں سما جائے کسی کے  
تو ہرگز لکھ نہ سکے کے مقرر  
تمام انکو نہیں کرنے سکنگے  
ریگی چھوٹ تیزی اور تندی  
سو ہی دریا سے ایک قطر کے مقدار  
وہاں عامی کا پھر مقدور کیا ہو  
جناب پیر کے مولد کا احوال  
بزرگ وقت راوی معتبر نے

کہ حضرت پیر کے والد کے القاب  
 شہ افرا و شیخ فیض آگین  
 جلیل القدر و یشان معلیٰ  
 مجر و تھے لبوق خیر و اصلاح  
 جو کرتے تھے بہت زہد و ریاضت  
 سداور ویشی و فاؤ کشتی سے  
 ہوئے تھے تین دن فاؤ میں بار  
 تو وچھا سیب پانی میں سے آکر  
 اُسے سید ابوصالح نے فی الحال  
 ہوئے جب کھا کے فارغ تو اُسی بار  
 جو کھا یا سیب سو ہو گا وہ کس کا  
 مجھے کس طرح یہ جانیز ہو کھانا  
 مقرر اپنے ولیمین یہ کہتا تب  
 یہی وریا کنارہ لے چلا جاؤں  
 کہ یہ کس باغ سے چھنکراوہر آ

ہی قطب الکائنات و فروا جواب  
 ولی اللہ نور الحق والدین  
 جو میں سید ابوصالح مسی  
 بیابا نوٹین پھرتے تھے ہوسیا ح  
 تھے ذکر و فکر میں مصروف بہت  
 کیا کرتے تھے سیاحی خوشی سے  
 کہ جاتے تھے چلے وریا کنارے  
 کنارے پر پڑا لہر و نشے جا کر  
 اٹھا کر کھایا ہو فارغ البال  
 ہوئی یہ فکر ولیمین آنمودار  
 نہیں معلوم مالک کون اس کا  
 یہ میری بھول میں نے یہ نہجنا  
 جدھر سے سیب یہ آیا اوہر اب  
 تو شاید میں کہیں اسکا پتا پاؤں  
 کنارے پر پڑا سولون خبر جا



ملونگا اسکے مالک سے وہاں پھر  
معافی مانگ لونگا معذرت کر  
تو ہوگی مخلصی اور اسکی بخشش  
اسی نیت سے کر عزم مصمم  
کئی ایک دن نے کبھی یک عمارت  
لب دریا پہ اسکی ہی بنا خوب  
درخت سیب بھی اسکے کنارے  
کہ شاخیں جھک پڑی ہین نے باہر  
جو اُن سے سیب گر پڑتے ہین اکثر  
ہو ایون دیکھنے سے جمع خاطر  
یقین اس سیب کا مالک وہاں ہی  
کیا تحقیق پوچھا باغ میں جا  
ہی عبد اللہ سید صوحی کا  
اس وقت انکی خدمت میں گئے زود  
سنائی پھر بیان کر اپنی روداد



یعنی تحقیق

کر ونگا غدار اپنا اس سے ظاہر  
کہ درگزرینگے اس سے اس جہت کہ  
نہین تو حشر میں یہ ہوگی پیش  
چلے دریا کنارے اُسیدم  
اور اسکا باغ خوشتر پر نصارت  
درخت اسکے بھی سرسبز و مرغوب  
بہت سے ہین بھرے بیونے سار  
رہی ہین آب دریا کو چھا کہ  
سولہ ہون سے پر جاتے ہین ہر  
کہ وہ تھا ایک سیب انہیں سے ظاہر  
یہی اسکی سکونت کا مکان ہی  
کہا لوگوں نے یہ باغ معلّا  
سر سادات بطن موسوی کا  
کیا پہلے سلام انکو ہو خوشنود  
مجھے وہ سیب بخشواور کرو شاد

ہوئی مجھ سے یہ سہ ہوا چوک صاور  
 یہ سہ سنا کر صوحی اور دیکھ اُن پر  
 جو یہ آیا ہی سوم و خدا ہی  
 یہ تقویٰ اسکا اور پرہیز گاری  
 مناسب ہی کہ میں اپنی جثہ  
 ہوئی پنجاہ سالہ عمر اسکی  
 اُسے کر دوں اسکی ساتھ منسوب  
 دعا اس عہد پر کی ہی خدا سے  
 تو اس سے بیاہ کر دوں اپنی بیٹی  
 کہ یہ اسکی اجابت کا ہی ثمرہ  
 دیا بھیج اس ولی کو حق نے مجھ سے  
 اب اسکو جو کہو نگا سو بہر طور  
 یہ اپنے ولیم سوچا اور بچا را  
 اگر تم چاہتے ہو ہم سے یہ جو  
 کرو بارہ برس خدمت ہماری

مساف اب مجھ کو کرنا میں ہوں قاصر  
 لگے تجویز کرنے دل میں یونکر  
 خدا کے دوستوں میں با صفا ہی  
 امانت داری و نیکو شعاری  
 جو ہی عصمت کے پر وین رضیہ  
 خدا نے کی گرامی قدر اسکی  
 ہی عقد ازواج اس سے مطلوب  
 جو بھیجے ایک اپنے اولیا سے  
 کہ ہی گنجینہ برکت کی بیٹی  
 وفائے عہد اپنے کا ہی بہرہ  
 کرم سے اپنے برائے میری اس  
 قبولے گا وہ سب بعذر فی الفور  
 پھر اپ بولے اُن سے آشکارا  
 پذیرا ہو تمہاری معذرت تو  
 کہ اس سے مخلصی ہوگی تمہاری



گزر جاو نیگے جب بارہ برس تب  
 ہوئے راضی ابو صالح اُسی بار  
 امیدِ عفو سے دے دلو فرحت  
 بسر جب ہو چکے بارہ برس تب  
 کہ اب وہ سیپ بخشواور رضا دُو  
 یہ سکر صومعی کہنے لگے تب  
 رہی ہی ایک باقی میری حاجت  
 کہا فرمائیے وہ بھی مجھے اب  
 تو بولے ہی جو میری ایک دختر  
 ہی اندھی آنکھ سے اور کان بہر  
 اُسے اب تم قبولوا ہلیہ کر  
 یہ نسبت ہو رہے پر پھر اسد پور  
 کہ ہو فرزندِ مکونیک سیرت  
 جہاں چاہو وہاں پھر تم چلے جاؤ  
 غرض سید ابو صالح قبولے



تھیں بخشینگے جو کچھ ہو گیا سب  
 رہے بارہ برس خدمت میں لاچار  
 بجالائے جو کچھ تھا حقِ خدمت  
 کہا اُن پاس جا کر اپنا مطلب  
 یہ خطرہ میرے دلیر کا مٹا دُو  
 کہ اسی سید ابو صالح سُنوا ب  
 اُسے ہر لاؤ حاصل کر سعادت  
 بجانِ منت بجالاؤ نگاہ سب  
 کہ اب ہن چار عیب اس میں قوی تر  
 ہی لولی ہاتھ سے اور پانوں لنگڑے  
 کہ کہ بالو تمھاری ہو مقرر  
 میری خدمت میں رہا دو برس اور  
 پھر اس پیچھے کرونگا تمکو خدمت  
 نہیں ہوگا تمھیں زہارِ انکاؤ  
 ہوئے راضی نہیں کچھ اور بولے



ہوئے تب صومعی صاحب بہت شاد  
 رچی شادی بہ آئین شریعت  
 وہ پیاری اپنی جانی بیاہ کر دی  
 وہ دولہ اور دلہن دونوں باہم  
 ندیکھا عیب کچھ دلہن میں ظاہر  
 نہایت نیک منظر ماہ پیکر  
 جو یوں دیکھا خلاف شرط مذکور  
 الگ دلہن سے ہو کر شب گزاری  
 ہوئی جب صبح تب فرض خدا کو  
 سنی یہ صومعی نے کیفیت جب  
 کہ ای مرد خدا فرخندہ اطوار  
 سووی ہی انھیں شرطوں سے موصوف  
 وہ اندھی ہی یہ کہنا یوں ہی جائز  
 وہ بہری ہی تو یوں ہی اگلی تاویل  
 وہ لولی ہی تو اس پر سے کہا ہی

ملا انکو جو اہل اللہ و اما و  
 مچی دھوم اس واسے جو تھی سنت  
 خوشی کی چاہ سب کے دل میں بھری  
 ملے خلوت گزین ہو کر تو اس دم  
 اگر دیکھا تو دیکھا حسن فاخر  
 بہت فرخ سیر فرخندہ اختر  
 تو دلہن پاس اٹھ کر رہے دور  
 رہے مشغول طاعت رین ساری  
 ادا کر لگ پڑے ذکر و دعا کو  
 تو آئن پاس یوں کہنے لگے تب  
 جو شرمین میں نے کی تھیں تہمتے اظہار  
 یہہ سکا ہی بیان در عرف معروف  
 ندیکھا اُس نے نامحرم کو ہرگز  
 نہیں اُس نے سنی باطل اقاول  
 نہ بیگانے کو ہاتھ اسکا لگا ہی



وہ لنگڑی ہی جو بولاسین سو اطلو  
 یہہ سلی جب ابوالح نے تقریر  
 ادا کر شکر احسان خدا کا  
 رہے خوش ہو خدا پر کر تو کُل  
 یہہ دیکھو دوستو یہہ ہیز گاری  
 زیادہ خوف رکھتے تھے خدا کا  
 اٹھائی محنتیں اللہ فی اللہ  
 ہوئے نامی شریعت کے ادب سے  
 کہوں تعریف کیا انکی پی بس  
 وے دونوں ایک دل ہو کر اسیجا  
 نبیری ایک مدت مردمی سے  
 وہیں نقاش قدرت نے جگت  
 رحم کی لوح پر بیانی کی یعنی  
 چتا را نقش غوث العالمین کا  
 رہے قطب زمان مانکے رحم میں



ہنہن چکر گئی باہر کسی ٹھور  
 ہوا تب دیکھو اطمینان اور دھیر  
 نبیرا حق جو تھا حمد و ثنا کا  
 تو اصل کے حسن میں بیل و گل  
 دیانت کی نہایت پاسداری  
 بہت ڈر پیش روز جزا کا  
 جہاد نفس کی چلتے رہے راہ  
 رہے کمال ولی ہو اس سبب سے  
 کرے اسرار انکے حق مقدس  
 لگے رہنے بہت آسودگی پا  
 نشاط و انبساط و خرمی سے  
 عنایت کے قلم سے باکرامت  
 ابوالح کے کدبانو کے معنے  
 سراج المخلوق تاج العارفین کا  
 گہر توحید کا درج شکم میں

کرامت اور کمال اپنا وہین سے  
 کہ حضرت ہیں ازل سے پیر کامل  
 کہ چون مان کے شکم میں سے کسی بار  
 جواب اور اپنی مان کو بھی دے ہیں  
 کتا بوئین یہی ہے مذکور مرقوم  
 پر اُن سے ایک لکھتا ہوں کرامت  
 یہ لکھتے ہیں کہ بی بی پاکدامن  
 کُنِیْتِ اُن کی اُمّ الخیر فرجام  
 ہی بی بی فاطمہ اسم مبارک  
 جناب صومعی صاحب کی بیٹی  
 غیاث العالمین کی والدہ ہیں  
 اُنھوں نے ایک دن کریم اول  
 چہل قدمی وہاں کرتی چلی تھیں  
 جو اُنھیں تھے درخت سیب خوشتر  
 اُنھیں میں سیب یک دیکھا بہت خوب

لگے دکھانے تاجانے تھیں سے  
 ولایت انکو ہی اول سے حاصل  
 کہی ہیں خوب باتیں کھول اسرار  
 کمال اپنے بھی کچھ ظاہر کئے ہیں  
 جو دیکھو انہیں تو یہ سب ہو معلوم  
 نہوتا سننے والوں کو ملالت  
 کرے رحمت خدا اُن پر فراوان  
 لقب انکامت جبار کی عام  
 زنانِ خلق کی خاتون بلا شک  
 کہ نیکی دو جہان کی لے سمیٹی  
 ناصالحہ میں ماجدہ ہیں  
 گئی ہیں سیر کرنے باغ میں چل  
 کینرین بھی سمجھی ساتھ آملی تھیں  
 بھرے تھے سیب اور تھے موطر  
 سو خوش آیا ہوا یہ دیکھو مطلوب





اُسے لون توڑ اپنے ہاتھ سے جا  
 نہ پہنچا ہاتھ اس تک تب ہولا چار  
 کہ جاب دوڑتی چو کی اٹھالا  
 چڑھ اس چو کی پہ ہاتھ اپنا اٹھات  
 اسی پر اتفاقاً مارا کرہ  
 جو بی بی نے اٹھا اونچا کیا ہاتھ  
 عیان سے پیر نے یہ دیکھ احوال  
 رحمین سے جگر میں اپنی مانگے  
 جگر انکا وہین دیکھنے لگا تب  
 پڑین بیتاب ہو چو کی سے گزر کر  
 تو حضرت پیر نے اس شور پر سے  
 وہین درو جگر جاتا رہا ب  
 لگے سب بولنے یہ دیکھ احوال  
 کہ دروائے شکم میں ہو جو آیا  
 نہیں تو سانپ چھپ ڈسا اسی بار

گنیں اس پاس تو دیکھا ہی اونچا  
 کہا ایک اپنی لونڈی سے اسی بار  
 تو ویسی ہی اٹھالے آئی اُسجا  
 یہہ چاہا توڑ لون اس سب کو اب  
 رہا تھا سونہ تھا ظاہر کسی پر  
 کہ لے لون اب وہ سب اپنی خوشی ساتھ  
 یہہ جانا اب بیان ایسا ہی جنجال  
 کیا ہی بے تحاشا ناخن آگے  
 اٹھایا ہاتھ نیچے کر لیا تب  
 کنیزوں نے مچا یا شور کبیر  
 جدا ناخن کیا مان کے جگر سے  
 نکل بھاگا وہ نئے سانپ بھی تب  
 کیا اللہ نے یہہ فضل و حال  
 تو ہاتھ اس سے لگنے نہ پایا  
 بچا یا حق نے اُنکو ہونگہ دار

تولد جب ہوئے ہیں پیر پیران  
 اوب آموز اہل سرفرازی  
 تو ایک دن اپنی مانگی گود میں جو  
 سوامان جان نے دیکھ انکو سطور  
 ٹک اپنا ہاتھ سیلی مارنے جو  
 غیبات العالمین قطب دو عالم  
 بحکم ایزوی کرنے لگے بات  
 کہ امان جان کیا تم مجھ سے اس بار  
 تمہارے پیٹ میں سے جو جگر پر  
 سو تم نے یاد رکھو زمین وہی بات  
 جو گستاخی ہوئی مجھ سے نمودار  
 مجھے یہہ بخشد و سب عفو کرا ب  
 کرامت دیکھئے حضرت کی یارو  
 ہو واقف اپنی ما کے دعا پر  
 بھی انکی گود میں بچنے کے ہنگام

غیبات العالمین سلطان جلیان  
 چراغ افروز بزم امتیازی  
 رہے لگ طفلگی بازی سے خوش ہو  
 نصیحت کیلئے شفقت سے فی الفور  
 لگایا انکے نازک گال پر تو  
 دلیل الخیر شیخ جن و آدم  
 اس اپنی طفلگی میں باکرامات  
 وہ بدل لے رہے سیلی مجھے مار  
 کیا تھا ایک دن ناخن ذرا بھر  
 یہہ سیلی مجھ کو ماری لے انگافات  
 سو تھی وہ سانپ کے باعث سے کا  
 مٹا دو دل کا خطرہ محو کرب  
 اروا کے چمن کے گلزار و  
 رحم میں سے لیا انکو بچا کر  
 پتا دیکر کہا سب اسکا انجام

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

محقق سار کھتے ہیں یہی بات  
امانت دار گنج مہبت کے  
خدا پہچانے والوں کے سردار  
محبوب کے نوازش کرنے والے  
جہان کی بزم میں جون شمع تابان  
شرافت کی صدق کے دُرِ کیتا  
سپہر فیض کے جون مہر انور  
سو وہ رمضان کی تھی چاند کی رات  
نبی صاحب کی ہجرت پر برس تب  
حساب ابجد کے حرفوں سے جولاوک  
کراماتوں بھرا چمکا وہ تارا  
نبیوں کی ہونیں ارواح خوشنود  
یہی تھیں شادیاں ساتوں فلک میں  
سبھی حورانِ جنت ہو کے مسرور  
جہان سب خوش ہوئی نامرغ و ماہی

کہ حضرت پیہ صاحب ذوالکرامات  
سپہ سالار فوج مکرمت کے  
صداقت پر روئے نئے ناز بردار  
مریدوں کی حمایت کرنے والے  
ہوئے جہدم نمایان نوافشان  
ہویدا ہو جہان کو آبِ نجش  
ہو طالع جب کیا عالم مُنّور  
شب جمعہ بھلی برکت بھری رات  
ہوئے تھے چار سو شتر برس ب  
تولفظ عشق میں تارتخ پاوک  
دو عالم ہو گیا پر نور سارا  
ولیوں کی بھی روخین فرحت آمود  
یہی خوشحالیاں جن و ملک میں  
لگین حضرت یہ آہونے بلا دور  
اسی فرحت سے کر شکرِ الہی



پیش کش



غرض مور و کس میں بھی خوشی تھی  
عجب وہ رات تھی فرخندہ آیات  
اور اس میلادین جو پانچ چنبرین  
انجین میں ایک بہہ ہوا سیات  
لے اپنی آل و اصحاب مکرم  
بہت خوشحال ہو تشریف فرما  
مبارک تھو یہہ فرزند نامی  
جو بخشا حق نے یہہ مولود مسعود  
یہہ محبوب خدا میں گنج اسرار  
یہہ ہی نزدیک ہو یک انکو و شان  
جو میری شان ہی پیروں میں  
یہہ ہی دویم کہ اس سب میں کسی گھر  
ہوے ہیں سب کے گھر کے زینے  
ہوئے مرو خدا اس شب جو پیدا  
یہاں یک شیخ نام انکا محمد

نشاط و انبساط و دلکشی تھی  
جو حق میں حق شناسوں کی تھی ثبات  
ہوئیں ظاہر سوہن و الاتیزین  
محمد مصطفیٰ خیر البریات  
امام اور اولیائے امت کے باہم  
ابوصالح کو بولے خواب میں آ  
کہ یہہ فرزند میں میرے گرامی  
کہ اس نے خلق سب پاویگا بہود  
امام الواصلین خلقت کے سردار  
ولسوں میں کہ ہیں سب اہل عرفان  
خلایق کے تمامی سرور و نمین  
نہیں پیدا ہوئی جہان میں دختر  
کہ تھے کائنات کے نگینے  
اگیارہ سو عدد میں تھے ہویدا  
جو ہیں بڑا پوری شیخ ارشد

تشریف فرما



سوفوظات میں لکھتے ہیں یونکر  
 شہ ملک طریقت غوث اعظم  
 تو خاص انکی رعایت کے سبب پر  
 ہوا حکم خدا و نبی و کھانا  
 کہ تاسب انکی صحبت کے ہون لایق  
 یہ ہم ہی سیم کہ اس شب ساری روحین  
 محمد مصطفیٰ کے ساتھ ہو جب  
 بشارت انکو دی اسطو خوش کر  
 تمہیں جو یہ ہوئے فرزند نامی  
 قدم انکا بھی اپنے کتف پر  
 جو مانیکا قدم انکا یقین سے  
 اگر جو کشتی اس سے کریگا  
 کریگا جو ولی کچھ کسب و انکار  
 خرابی میں پڑیگا ہو پریشان  
 چہارم یہ ہوا تہاسب کو معلوم



کہ حضرت پیر صاحب فیض گستر  
 جہان میں جب لائے خیر مقدم  
 بہت سے اولیا کو کر مقرر  
 عدم سے منزل ہستی میں لانا  
 ہوا انکی قد حق کے پاس فایق  
 بنیوں سرلون کی پر فتوحین  
 ابوصالح کے آئے خوابین تب  
 ولی سب اول و آخر کے یکسر  
 رہینگے حکم میں ان کے تمامی  
 قبو لینگے خوشی سے آرزو کر  
 تو ہوگا اولیائے کاملین سے  
 تو وہ اوج ولایت سے کریگا  
 ولایت کھو کے ہوگا وہ زیانکار  
 کر ہیگا خاک و لت میں ہو حیران  
 کہ قطب اولیا عالم کے مخدوم

مہ رمضان میں ہر دن کسی بار  
 نہ پیتے دودھ رہتے مثل صائم  
 کہ ہی منقول انکی والدہ سے  
 کہ ہر رمضان میں وقتِ رضاء  
 تو اس ایام میں اس سال اکبار  
 کسی نے جو ہلالِ ماہِ رمضان  
 اور اُس شہرت سے جو رمضان کے دن  
 مجھے لوگوں نے پوچھا اچکے روز  
 کہا میں نے میرے پیٹے نے اب تک  
 پھر آئی یہ خبر ہوشِ شہر عام  
 ہوا شہر بھر عالم میں یہ جو  
 مہ رمضان کے ہر دن ادب کر  
 یقین اس سے یہ ہوتا ہی باخلاص  
 اور اس مضمون سے حضرت کا منظوم  
 بِدَايَةِ كَرِيْمِي ذِكْرًا مَلَأَ الْقَضَا

نہیں جب تک کہ ہوتا وقتِ افطار  
 یہ پہلے دن سے تھا حالِ انکا دیکھ  
 اُس اُمّ الخیر بی بی فاطمہ سے  
 نہ پیتے دیکھو انکا دودھ حضرت  
 ہوا ہی اتفاق ایسا نمودار  
 نہیں دیکھا کہ تھا بادل میں نہان  
 نہ پیتے دودھ دن بھر شاہِ موقر  
 ہی رمضان یا نہیں اسی عصمتِ اندوز  
 نہیں اس دن پیاسی دودھ بیشک  
 کہ وہ رمضان کا تھا روزِ فرجام  
 ہوا بیٹا جو یک سید کو اب سو  
 نہیں پیتے ہیں مانکا دودھ دن بھر  
 کہ وہ اللہ کے محبوب ہیں خاص  
 بیان لکھتا ہوں تاہو سب کو معلوم  
 وَصَوِّفِي فِي مَهْدِي بِصَارَةِ شَرِي



یہہ معنی نظم عربی کے ہیں سنلو  
گروہ سروران نے حکم کے سب  
میر روئے تھے گہوار یکے ہنگام  
یہہ سچم ہی کہ حضرت کے کف پر  
کہ جو معراج کی شب مصطفیٰ نے  
رکھا تھا انکے کا ندھے پر جو شتر  
تو لگد جب ہوئے سلطان ابرار  
تب انکی والدہ کی عمر نامی  
جو ایسی عمر والی عورتیں سب  
رہے ہیں حمل میں مانکے یہی شاہ  
تو لگد بعد غوث العالمین کے  
ہوا ہی انکی ما کو ایک فرزند  
ابو صالح کنیت انکی معروف  
جوانی کے دنوں میں امر حق سے  
وہیں جلیان کو دے چھوڑا کر



کہ میرے کام کا آغاز اسکو  
کیا ہی ذکر اور مذکور انشب  
کہ اس سے میری شہرت ہو رہی عام  
مبارک اس قدم کا نقش انور  
امام الایمان خیر الورا نے  
منقش تھا بہت زیبا متور  
رموز آگاہ حق عالم کے سردار  
ہوئی تھی ساتھ برسوں کی تمامی  
نہیں ہوتی ہیں ہرگز حاملہ تب  
کہ یہہ بھی ہے کرامت انکی دلخواہ  
شہاب ثاقب اوج علم دین کے  
تھے چھوٹے بھائی حضرت کے خرمند  
تھا عبداللہ انکا نام موصوف  
چلے کر کوچ اس وار قلع سے  
رہے فردوس میں آرام پا کر

خدا کی اُنپہ رحمت ہو فراوان  
 محقق سب پہی لکھتے ہیں ثبوان  
 ساء پار ساکی سیدہ ہیں  
 ذوی العرفان نسوان کی ہیں خاتون  
 ہیں بانو پاکدامن عورتوں کی  
 ہیں ستورات انس و جن کی بی بی  
 ولایت کے ہیں زیور سے مکمل  
 سدا کرتی رہیں زہد و ریاضت  
 برس بیاہ تک عصمت سے ٹھیں  
 ندکیجا انکو نامحرم نے زہار  
 بیان کر کیا کہوں اُنکی لطافت  
 تھیں بنتِ متقیہ صومعی کی  
 جو تھے حبلیان کے شیخ مؤقر  
 ولی رشنضمیر و صاحبِ دل  
 یہ نہاد و حال اُنکا ایک تھا اور

کہ تھے کامل رموزِ معرفت و ان  
 کہ حضرت غوث کی مان پاک دامان  
 کمال معرفت میں جیت رہے ہیں  
 گرامی رتبت و قد رہے ہمایون  
 مناقب میں ستودہ خصلتوں کی  
 عطا ہی حق سے انکو خوش نصیبی  
 کرامت کے کمالوں سے مکمل  
 عبادت سے سدا جاری اپنی حالت  
 نہ بیاہیں یا و حق میں لگ رہی تھیں  
 تھیں و در و در عصمت نیک کردار  
 ہو اُنپر رحمت حق بے نہایت  
 ولایت و ستگاہِ مشقی کی  
 بزرگِ وقتِ ذیشان نام آور  
 کمالا توں کراما توں میں کامل  
 کسی پر جو خفا ہوتے تو فی الفور



خدا انکے لئے لیٹا مکافات  
 کر دیتا بہت تھین انسے ظاہر  
 وہ ان اکثر ہی اب تک انکی اولاد  
 اور انکی خانقاہ دلکش بھی  
 نسب حضرت کا کرتا ہوں بیان اب  
 کہ حضرت قطب عالم غوث اعظم  
 ابو صالح مین عبد اللہ کے فرزند  
 مین یحییٰ سید زاید کے مولود  
 مین داؤد ابن شمس الدین فرجام  
 مین موسیٰ ابن عبد اللہ دانا  
 شہ حسن المثنیٰ مین خردمند  
 حسن ابن علی عالم کے مخدوم  
 نسب اب پیر کی مان کی طرف کا  
 حسینی سید و نمین غوث اعظم  
 جو ام الخیر بی بی فاطمہ مین



سزا دیتا اُسے دکھلا کے آفات  
 کرے حق اپنی رحمت اُنہ وافر  
 بہت نیکی سے اہل رشد و ارشاد  
 ہنوز آباد ہی با کا میا بی  
 کہ یہ بھی ہو رہے سب پر عیان اب  
 ابو صالح کے مین فرزند اکرم  
 مین عبد اللہ یحییٰ کے حکمر بند  
 مین زاید بن محمد ابن داؤد  
 مین شمس الدین بن موسیٰ نکونام  
 مین عبد اللہ بن حسن المثنیٰ  
 حسن سبط پیر کے مین فرزند  
 علی ابن ابی طالب مین معلوم  
 یہ کہتا ہوں جوہی عالی شرف کا  
 مین اپنی مان کی جانب سے مکرم  
 زمان صالحہ کی حاکمہ مین



کہ اتان جان ہین غوث الوراکی  
سو وے ہین بنت عبد اللہ معروف  
ہین عبد اللہ جمال الدین کے فرزند  
یہ عبد اللہ بیٹے ہین علی کے  
کہ جو ہین جعفر صادق مخیر  
محمد باقر دین قطب ارشاد  
علی ابن حسین ابن علی ہین  
خدا راضی رہے اُنسے ہمیشہ  
وسیلہ محکومان سب صاحبونکا  
مجھے اُنسے شفاعت کی ہے اُمید  
یہ سن دونوں نے کچھ خوش بیان اب  
یہاں یوسف نے پائی شادمانی  
تو خوش ہو کر مجلس کو اتمام

امام الاولیا والاصفیا کی  
جو سید صومئ صاحب ہین موصوف  
جمال الدین عبد اللہ کے دلہند  
علی بیٹے امام منجلی کے  
خلف انکے جو ہین عالم کے رہبر  
محمد بن علی ہین زین عباد  
علی ابن ابی طالب ولی ہین  
ترخصی اُنپہ کہتا میرا پیشہ  
میرے عضو خطا کے طالبونکا  
اور اُنسے محکوم پنچے فیض جاوید  
ہو اول حاضر و نکا شادمان اب  
خوشی کی سب میں جو کبھی نشانی  
لگا صلوات پڑھنے صبح اور شام



پڑھوای حاضر و صلوات بجمید  
کہ حاصل ہونگے اس دے مقصد





قلم نور و ضیاء میں شمع سا بن  
کہ اس مجلس میں ہیں اُنکے مناقب  
خداوند جہانکے برگزیدے  
جگر گوشتے علی مرتضیٰ کے  
حسن سرور کے بستانے صنوبر  
شریعت کے مقید کار فرما  
حقیقت کے ممالک کے سرفراز  
خدا خوشنود ہو اُنسے ہر آن  
اور اکثر وے مطالب میں بیا نور  
طلب پر علم کے نبد او جانا

کیا اس تیسری مجلس کو روشن  
جو ہیں شیخ المشارق والمغرب  
محمد مصطفیٰ کے نور ویدے  
ثمر نخل دل خیر النساء کے  
ہیں کان سید الشہداء کے گوہر  
طریقہ کے مؤید بنیش افزا  
سریر معرفت کے شاہ ممتاز  
ہمیں پنچاویں ایسے فیض احسان  
ہوئے جو خور و سالی میں نمودار  
علوم دین پڑھنا اور پڑھانا



عبادت زہد و تقویٰ اور ریاضت  
سو کہتا ہوں سنو ہوصاف باطن  
یہ مین نے خوابین و بچا ہی شب  
جو اُم المؤمنین مین پاکد امن  
ہوا کرتی تھی جون بیٹوں کی خاطر  
مبارک اپنی لے گودی مین خوش ہو  
تو سید رخ کائین نے منہ مین تھن لے  
لیا بائین طرف کا منہ مین تھن بھر  
کہ اتنے مین اچانک امیرے جد  
لگے کہنے کہ ای بی بی مقرر  
کرامت اور لکھتے مین بیانوار  
جوانگنائی مین اپنی گھر کی یکر و ز  
یکایک گوو مین سے کو د او پر  
رہے جا گو دین اسکے ہوشان  
خدا کے فضل سے پھر ہو برابر

سلوک راہ باطن اور قناعت  
کہ حضرت پیر فرماتے تھے یکدن  
کہ بی بی عائشہ مقبولہ رب  
نہایت پیار سے خوش کر میر امن  
اسی موجب کر اپنا لطف ظاہر  
لگین اپنا پلانے دودہ مجھ کو  
پیا دودہ اسکا پہلے خوش ہو مین  
لگائین دودہ پیئے شاد خاطر  
محمد مصطفیٰ سلطان اوجہ  
یہ مین فرزند اپنے فیض منظر  
کہ وقت طفلگی مین شیخ ابرار  
تھے بیٹھے گو دین والی کے فیروز  
گئے خورشید تابان پر چمک کر  
چمکنے کو لگے جون برق لمعان  
رہے خوش گو دین والی کے اکو



چلے جلیان سے جب فخر کیوان  
 تعلق چھوڑا سستی سے بالکل  
 رہے بعد اومین خوش ہو کے ساکن  
 جناب پیر میں حاضر ہوئی اور  
 کہ ای پیارے خدا کے میرے والی  
 وہاں جلیان میں بچپن کے یام  
 یکا یک تم جو اس میں سے اچھل کر  
 رہے خورشید پر قائم ہو پُر نور  
 کبھی اس طور اب بھی حال تم پر  
 یہ سنکر آپ نے تب کر تبسم  
 کہ اب مجھ پر خدا کا فضل و احسان  
 کراماتیں جو تھیں سو مجھ کو سب دین  
 میرا تن تھا ضعیف و ناتوان تب  
 اب اتنی مجھ کو قوت ہی میسر  
 کرین تاب اور میرے پیش آوین



نجات جن و انسان قطب دوران  
 خدا پر کر تو کُل بے تامل  
 وہاں وہ انکی والی آئی ایک دن  
 لگی وہ پوچھنے احوال اس بھور  
 فدائین تپہ اور میرے موالی  
 تھے میری گو دین اکدن بارام  
 گئے بالا سو ایر سے فلک پر  
 چکنے کو لگے بجلی کے دستور  
 گذرتا ہی یہہ فرما و و کرم کر  
 لگے سمجھائے اس سے کر تکلم  
 بہت ہی بکیران از حد فراوان  
 عنایاتیں جو کرنی تھیں سو سب کین  
 مجھے اب حق نے دی تاب تو ان سب  
 جو ہوں خورشید لاکھوں اسکے ہسر  
 تو سب مجھ میں سماوین گم ہو جاوین

نہ میں اُٹھنے کا اپنے اس مکان سے  
یہہ لکھتے ہیں محقق خیر اندیش  
کہ محبوبِ خدا عالم کے صاحب  
تھے مالکِ ساکنِ جیلانِ حبسِ وقت  
سُنی ہاتھ سے یک آواز مرغوب  
تھیں ان دو مقاموں سے ظاہر  
مقام اب کو لسا کر دوں عنایت  
تب اپنی مان سے جا کر دوسری بار  
یہہ نگر خوش ہو بولیں ای کو نام  
اگر تم پھر سنو گے یہہ صدا تب  
کہ اے مہبودِ عالم سے وانا  
کہا حضرت نے ہم حق کے پرستار  
جو خواہش اسکی ہو ہم اسے راضی  
یہہ سننے ہی ہوئیں مان انکی خوشحال  
یہہ ہی نزدیک اور ہوتا ہی معلوم

نہ اُٹھنے دیوین اب مجھ کو یہاں سے  
ولایتِ معرفت والے صفا گیش  
امامِ اولیا والا مناقب  
تھے اکدن گھر کی گننا سہین ہفت  
کہ اے بندِ میرے اب کیا ہی مطلوب  
محبتی اور محبوبی ہی فخر  
سُنا دو بار یہہ جب باکرامت  
یہہ بولے اور کیا سب حال اظہار  
میرے فرزندِ پیارے ولکے آرام  
یہہ کرنا التماس والتجارت  
مجھے محبوبیت کا دے ٹھکانا  
ہمین کیا اختیار اب ہمیں درکار  
ہمین بت چاہئے تسلیمِ مرضی  
لگین کہنے کہ اے فرخندہ احوال  
کہ حق سبحانہ کرو پوئے مقسوم



تھیں دونوں مقام عزت انگیز  
 اسی میں تھے کہ ہاتھ پیہ آواز  
 کہ امی محبوب میرے اور مقرب  
 محبتی اور محبوبی ہماری  
 محب میرے ہو اور محبوب لاشک  
 ہو اوپا ہی آخر باکرامت  
 سنو اس سے ہو حاصل یہ انجام  
 تو وہ فضل و کرم سے اپنے کیسے  
 بیان لکھتے ہیں اور یہ سراسر  
 یہہ جانا تم نے کب سے آپکے یون  
 کہا جب دس برس کا تھا اُس تاہم  
 سبق کے واسطے مکتب کی جانب  
 اور انکی گفتگو سننا تھا کیسے  
 اٹھو اور دو فراغت کی جگہ سب  
 وہاں دیکھا ہوں ایک انسان کو اور



محبتی اور محبوبی دل آویز  
 وہیں انکو سنا دی کر سر فراز  
 دے پہنچے تھیں دونوں مقام  
 عنایت ہی تھیں بانا باری  
 تھیں یہہ منصب عالی مبارک  
 کہ میں دونوں مقام انکو عنایت  
 خدا پر سوچتے ہیں اپنے جو کام  
 سنو اس سے اُسے کراس سے بہتر  
 کہ پوچھا ایک نے حضرت سے اگر  
 خداوند دو عالم کا ولی ہوں  
 میں اپنے گھر سے جاتا تھا آرام  
 فرشتے دیکھتا تھا میں جو غائب  
 جو کہتے تھے وہاں لوگوں کو پوچھ کر  
 ادب سے اس ولی اللہ کو اب  
 ندیکھا تھا اُسے میں نے کسی ٹھہر



ہو جوان فرشتوں سے وہ سایل  
 کہ اتنی آنکھوں دیتے ہو عزت  
 انھوں نے یہ جواب اسکو دیا تب  
 جو انکی شان ہوگی سب سے عالی  
 عطا ہے منع ہوگی انکو عزت  
 حضوری حق کی بے تشویش مطلق  
 پھر اسکو میں نے پہچانا مقرر  
 کہ تھا وہ مروسائل ایک ابدال  
 کیا تحقیق اس سے میں نے معلوم  
 لکھا ہے اور جو غوث الورا نے  
 کہا درج وہاں سے رول گوہر  
 جو آتی نیندا نکھو نہیں توفی الفور  
 کہ ہنئے نکواب امی عبد قادر  
 جب اس آواز سے ہوتا تھا بیدار  
 وہاں کہتے تھے اور نکوا اٹھو اب

کہ یہ میں کون ایسے ذی فضائل  
 یہ کچھ کہتے ہو تعظیم اور حرمت  
 کہ یہ وہ شخص ہیں حق کے مقرب  
 تمامی اولیا کے ہونگے والی  
 کھلی ان کی رہی سب فضیلت  
 خدا کے عاشق و معشوق اوفی  
 برس چالیس گزرے بعد یونکر  
 فرشتوں نے سنا اُس نے میرا حال  
 ولی ہوں اور ہوا یہ حال مفہوم  
 فریق اولیا کے پیشوا نے  
 کہ میں جب تھا جوان اسوقت اکثر  
 ہوا کرتی مذاائف سے اسطور  
 نہیں پیدا کیا سونے کی خاطر  
 تو سنتا تھا فرشتوں نے یہ گفتار  
 جگہ محبوب جانی کو دوسب



زہے یارو یہ قدر و منزلت ہی  
 کہ یاد حق سے بھی اوقات مہمور  
 محقق شیخ عبداللہ دیشان  
 یہہ کرتے ہیں روایت جو قوی ہی  
 کہ میں یکر ورتھا ہوش و خاطر  
 جو پوچھا ایک نے یہہ آپکا مان  
 جناب پر بولے اس بیان سے  
 کہ سچ کہنے سے اور حق بنفیولی  
 نہ بالا پن میں اپنے جسے جایا  
 اس اپنی عمر میں سب میں کسی بار  
 بیان کرنے لگے پھر آپ یونکر  
 کہ میں بچپن میں اپنے گھر سے اٹھکر  
 تعاقب جا کیا ایک گاؤ کا تب  
 کہا اب کہ سید عبد قادر  
 نہ کچھ اس واسطے پیدا کیا ہی



کمال و جاہ و عز و کرمت ہی  
 حضوری میں رہنت حق کے منظور  
 خلف قابل کے اہل علم و عرفان  
 بہت سے فائدہ و نیر محتوی ہی  
 جناب پیر کی مجلس میں حاضر  
 بڑھا کس چیز سے اور یہہ ملی شان  
 گل افشان ہو گلستانِ دہان سے  
 کبھی کچھ میں نہ جھوٹی بات بولی  
 نہ اس دم بھی جوانی میں جب آیا  
 نہ بولا جھوٹا اور ناراست گفتار  
 وہیں درج دہن سے رول گوہر  
 گیا عرفی کے دل بستی سے باہر  
 سوائے منہ میری جانب کیا تب  
 خداوندِ جہان نے تم کو ظاہر  
 نہ ایسا حکم کچھ تم کو دیا ہی

تو میں ویسا ہی ڈرتے اپنے گھر آ  
 نظر آیا مجھے عرفات تب وہاں  
 تو اگر مان کی خدمت میں اسی بار  
 کہ تم مجھ کو خدا کے واسطے اب  
 کہ جلدی جاؤں یہاں سے شہر بغداد  
 مجھے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے  
 بیان کی انکے آگے سب حقیقت  
 یہہ سنتے ہی لگی رونے اُسی بار  
 جو باقی باپ کی میراث سے تھے  
 دئے باقی مجھے چالیس دینار  
 بغل نیچے سے سب لٹکے پہاں  
 کہ سچ کہنا سدا جو کچھ ہوا خوال  
 کیا پھر گھر سے باہر آدواع اور  
 کہ ای فرزند میرے رات جان  
 خدا کی واسطے اب میں نے سب حق

کیا کوٹھے پہ چڑھتے بے تحاشا  
 کھڑے ہیں لوگ سارے جمع یکساں  
 ہوا ہوں اُن سے خست کا طلبگار  
 رضا و دنا کہ پاؤں اپنا مطلب  
 پڑھوں کچھ علم اور حق کی کروں یاد  
 جو تم کو مجھ سے اب خست طلب ہے  
 کہ اس باعث طلب کرتا ہوں خست  
 لے آئیں جا کے پھر شہتا و دینار  
 میرے بھائی کو دے چالیس اسے  
 اور انکو میرے پیراہن میں ہموار  
 رضا دیتے لیا یہ عہد و پیمان  
 نہ کہنا جھوٹے ہرگز کچھ کسی حال  
 زبان پاک سے بولی ہیں اسطور  
 سدا حق تمہارا ہے نگہبان  
 جو میرا تھا سوختا تمکو مطلق



تھارا یہ مبارک چہرہ پھر کر  
 رضا لے قافلے کے ہو کے ہمراہ  
 گئے ہمدان سے جب بڑھکے آگے  
 یکا یک آگے تب ساٹھ اسوار  
 ہوئے لاچار اہل قافلہ جب  
 نہ آیا کوئی وہاں میرے مقابل  
 تلاشی جو تھے اُن سے ایک آ  
 کہا میں نے کہ میں چالیس دینار  
 کہا اس سیر پیرا میں میں اب  
 گیا وہ بات میری مسخری جان  
 اسی دستور پوچھا مجھ سے اگر  
 یہ سن وہ بھی نہ بولا کچھ زبان سے  
 وے دونوں پھر مقدم پاس جا کر  
 مقدم نے کہا دونوں کو پھر جاؤ  
 وے دونوں آؤں مجھ کو اسی بار



نہ ہو گا دیکھنا مجھ کو میسر  
 چلے کر کوچ لے بغداد کی راہ  
 فلا نے جائے ہم ٹھہرے ہیں جا کے  
 لیٹے راہزن سارے بیکبار  
 تو لوٹا اُنکو اور جو ساتھ تھا سب  
 نہ کچھ پوچھا کسی نے ہو کے سائل  
 مجھے پوچھا کہ تو تم پاس ہی کیا  
 وہ بولا میں کہاں لا دو اسید بار  
 یہاں نیچے نفل کے سی رکھے سب  
 پھر آکر دوسرے نے بھی اُسی آن  
 اُسے بھی میں وہی بولا سنا کر  
 گیا خاموش ہو میرے یہاں سے  
 حقیقت جو تھی سو بولے سراسر  
 اور اُنکو جلد میرے پاس لے آؤ  
 گئے لیکر جہاں تھا اُنکا سردار

مقدم نے یہی پوچھا مجھے تب  
کہا میں نے کہ میں چالیس دینار  
کہا میں میرے پیر میں سارے  
مقدم نے کہا دو نوٹ کو پونے تین  
جو دیکھا کھول پیر میں اسی بار  
مقدم نے مجھے پوچھا کہ درویش  
تو میں نے کہہ دیا اس سے بیا نوار  
لیا یا کہ سچ اور راست کہنا  
خلاف اس عہد کا کیسا کرو نہیں  
مقدم کو لگی یہ بات جو ن تیر  
ہوئی تاثیر مند اسکو یہی بات  
گنہ میں میں بہون کبتک گرفتار  
کروں تو بے انجین کے ہاتھ پر اب  
یہی ٹھہرا کے اپنے ولیمین مجھے کو  
نہ توڑا عہد تم نے اپنی مان کا

یہاں تم پاس کیا ہی سو کہو اب  
وہ بولا میں کہاں دکھلاؤ سبار  
یہاں میری بغل کے اس کنارے  
کہ دیکھو کھول انکا پیر میں اب  
تو پائے اس میں سب چالیس دینار  
یہ کہنے کا سبب اب کیا تھا ویش  
کہ میری مان نے مجھے عہد و اقرار  
سچائی پر سدا مضبوط رہنا  
یہی چاہا اسی پر دل دھرو نہیں  
وہیں رونے لگا نینو نہیں لائیر  
ہو تا دم اپنے ولیمین بول سہیات  
یہ بہتر سب سے ہو کر دست بردار  
کہ دستے میں یہ صاوق نیک مشرب  
لگا کہنے کہ اسی درویش خوشخو  
کیا ہی بلکہ اسکو حرز جان کا



اور اب برسوں سے میں عہدِ خدا جو  
میرا کیا حال ہو گا اس سے اب ڈر  
اسیدم ہاتھ پر میرے ہوتا تب  
رفیق اُسکے اُسے بولے اسی بار  
ابھی تو یہ میں بھی سردار تو ہی  
مقدم اور اُسکے سب مصاحب  
لیا تھا قافلے والوں سے جو مال  
جو اول سے میرے ہاتھ پر تب  
مقدم انکا نامی شیخ احمد  
شمار انکا عدد میں ساٹھ اشخاص  
جناب میری برکت سے و سب  
اور اُسکے فائدہ و نکا جو بیان ہے  
پر اُن سے کچھ بیان کرتا ہوں تحریر  
جو پہلا ہی سو بہرہ کوئی جانے  
اطاعت و سی کرنا ہی جو ارشاد



رہا ہوں تو پُر جور و جفا ہو  
یہ تو یہ میں نے کی سب سے گذر کر  
کئے حاصل سعادت کے مراتب  
ہمارا رہنمائی میں تھا تو سردار  
یہ تو یہ ہم نے بھی کی چھوڑ سہی  
ہوئے ہیں میرے آگے آگے تائب  
سو وہ واپس دیا سب انکو فی الحال  
ہوئے تائب سو وہ یہ لوگ ہیں سب  
تعارف میں وہ بدوی ہی مُمَوِّد  
جو تو بکر ہوئے مقبول او خاص  
ہوئے کامل ولی حق کے مقرب  
سو ہر وہیوش پر ظاہر عیان ہے  
کہ آوے دھیان میں سب کے تقریر  
کہ واجب کر رکھا مجھ پر خدا نے  
نہ ہو بھولنا کرنا اُسے یاد



عبادت کے لئے پیدا ہوا میں  
 یہہ دیگر کشف ہی حضرت کی مان کا  
 جو پہلے روپین سن پیر کی بات  
 یہہ بی بی کو خیر حق سے ہوئی ہے  
 اور اس پر آپ سے تھیں خبر دار  
 پھر اس خصت کی ساعت کی وصیت  
 کہ تائن رہنمون سے کاروان کے  
 اور اس سچ کے سبب ہوا انکو عزت  
 تھے اسرار نہانی اُنہ روشن  
 اور اس میں یہہ بھی سچ کی ہی یہہ بکت  
 اثر کرتی ہے اسکی بات سب میں  
 جناب حق میں اسکی بات منظور  
 ولایت کی جگہ جانے پر وہاں  
 فلا مدین لکھی ہے یہہ روایت  
 تو اس دم دست غیب آیا نایان

اسی میں دو جہان کی خوبیاں ہیں  
 جناب ثانی خیر النساء کا  
 تو اس سے سب ہی کرتے ہیں اثبات  
 کہ انکا آخری ملنا یہہ ہی  
 نہیں کہتے ہیں حضرت جھوٹے ہمار  
 کہ سچ کہتے رہو اسی شیخ ملت  
 نہ دہشت کھاوین کچھ سے سو ٹانکے  
 جو پاوین سب ہدایت چھوڑ بدعت  
 خدا کے راز نہانی کے معدن  
 کہ عالم میں اُسے ہوتی ہے عزت  
 بڑے چھوٹے سبھی اُسکے اوب میں  
 جہان میں نیک نامی اُسکی مشہور  
 دوہیں اکل حلال اور صدق احوال  
 تو لد جب ہوئے شاہ ولایت  
 زمین پر سے اٹھا بروجہ شایان



رکھالا انکو عزت کی ردائیں  
 غذا تھی ان کی خاصی نعمتوں سے  
 عنایتوں سے تھے منظور و لشاد  
 گئے بغداد کو تب سال قمری  
 اٹھارہ سال کی تھی عمر سالم  
 لکھا ہی روضۃ الابرار میں خوب  
 لگے بغداد میں ہوئے کو داخل  
 نہیں بغداد میں جانے دیا ہی  
 تھیں جانے ندون بغداد میں اب  
 جناب پیر ہولا چار بارے  
 گیا ہ سبز جو ہوتی تھی پیدا  
 برس جب سات ہو گئے تو کرات  
 کہ امی محبوب میرے عبد قادر  
 تو حسب الحکم حضرت غوث اعظم  
 قلمند میں زیادہ ہی سو بہ بات



کہ پاوین تربیت حق کی ضامین  
 لگے پلنے فراغت فرختوں سے  
 یہاں تک جا کے پہنچے شہر بغداد  
 ہوئے تھے چار سو اٹھاسی ہجری  
 ابوالعباس احمد جب تھا حاکم  
 کہ جہدم غوث اعظم حق کے محبوب  
 تو آئے خضر پیغمبر مقابل  
 کہا یوں مجھ کو اب حکم خدا ہی  
 مگر گزریں برس سات آج سے تب  
 رہے بغداد کے دریا کنارے  
 سو وہ کھاتے رہے لندن ہویدا  
 سروش غیب سے ایسی سنی بات  
 اٹھو بغداد میں اب جاؤ ظاہر  
 گئے بغداد میں رہنے اسیدم  
 گئے بغداد میں حضرت تواسر بات

برستا تھا بہت بارانِ رحمت  
وہاں تھے ایک کامل شیخ ارشاد  
گئے انکے مکان پر قطبِ عالم  
وے بولے خادموں سے جانچنے کو  
بجھا دو یہہ دیا بھی اور کھومت  
کیا ویسا ہی خداموں نے جا کر  
نہ کھولا در نہ حضرت کو بلایا  
رہے تب آپ باہر بیٹھیہ اُس رین  
جو اس میں احتلامی خواب دیکھا  
جو آئی نیند بھرتب بھی رہے سو  
وہیں اٹھ جا بدن دھوئے حضرت  
تو ہر نوبت کیا ہی غسل جا کر  
سحر جب ہو گئی روشن کھلا در  
اسیدم شیخ حماد کے آگے  
کہا سمجھا کے پھرای عبد قادر

ہوا تھی سرورِ سرا بہ شدت  
گرامی نام انکا شیخ حماد  
کہ اُن سے مل رہیں اُس ٹھور باہم  
کہ دروازہ نہ کھولا بوت در کر لو  
کہ تا بھیت نہ آنے پاوین حضرت  
چراغ اُس دم بجھایا بند کر در  
سلوک اسطور کا سب کو دکھایا  
وہیں نیند آئی تو سوئے میں بے چین  
تو اٹھ جا غسل کر پھر آئے اسجا  
ہوئے میں میں بھی پھر محتلم تو  
جو ایسا اُنہ گز راستا نوبت  
ہوئی اتنے میں ظاہر صبح اگر  
تو حضرت لیکن تشریف بھیت  
لگا انکو گلے سے رونے لگے  
مقرر تم ولی کامل ہو ظاہر



بہت سی معذرت کی دے دلاسا  
جو مجھ کو آج یہ دولت ہے ظاہر  
یہ منصب جب مفوض ہوگا تمہارے  
یہ راہ و رسم خوبی سے نبھانا  
بزرگوں نے لکھا ہی یوں بانوار  
چلے جیلان سے تشریف فرما  
اٹھارہ سال تھے جیلان کے باسی  
اسی سال و سنہ ہجری میں حضرت  
کیا جاتے ہی پہلے حفظ قرآن  
پڑھے فقہ و تفاسیر و احادیث  
عقاید اور تصوف علم دین سب  
یہ سب تھوڑے دنوں میں خوب کرایا  
کھلے علم الیقین کے سارے اسرار  
ریاضت میں بڑی محنت اٹھائی  
ہو مشغول جہاد نفس شیطان

کہ مجھ کو آزمائے کی تھی آسا  
سو وہ کل تم کو ہوگی بامناخر  
تو کرنا عدل اس میں خوب دل و دھڑ  
رہ حق پر بھونکا دل لبھانا  
کہ حضرت غوث اعظم قطب ابرار  
ہوئے رونق فراغ بذاو کے جا  
سنہ سب چار سو پرتھی اٹھاسی  
گئے بذاو کو لانے سے نصرت  
ہوئے میں حافظ حبیب لگا دھیان  
بصرف و سخا و علم و وارث  
بجوبی کر رہے حاصل و بہن سب  
ہوئے فائق مدرس سب کے استاد  
ہو اعین الیقین کا گرم بازار  
بہت کر ذکر و فکر و پار سائی  
کیا خناس کا سب راز ویران



یہاں یہ مختصر ہی اس سے مذکور  
 ابوالمسعود احمد نے کہا ہی  
 جو فرماتے تھے ہم سب کو سنا کر  
 بیابان عراقی میں جو وہ سب  
 اکیلا سیر کرتا تھا شب و روز  
 نہ اُس دم مجھ کو عالم جانتا تھا  
 رجال الغیب اور جہات کو سب  
 بتاتا تھا رہ توحید و عرفان  
 شیاطین صوت و دہشت سے آتے  
 خدا مجھ کو قوی کرتا تھا اُن پر  
 یہ میرا نفس بھی لے خوش و جاہل  
 کبھی کرتا تھا زاری میرے آگے  
 کبھی لڑنے کو آتا سنا کر  
 مدد مجھ کو خدا دیتا تھا اس آن  
 یہ اپنا نفس میں نے ابتدا سے

کہ سامع سب میں تصدیق دے دور  
 کہ میں نے غوث اعظم سے سنا ہی  
 کہ میں پتیس برسوں تک برابر  
 تھے ہیبت ناک اور دہشت بھر سب  
 خدا کی بندگی میں ہو کے فیروز  
 نہ میں عالم کو کچھ پہچانتا تھا  
 سکھاتا تھا علوم حکمت رب  
 بیان کر دین کے احکام و ارکان  
 ہو میرے سامنے مجھ کو ڈراتے  
 نہ کچھ چلتا تھا اُنکا شور و شر  
 میرے آگے لے لانا اپنی حاجت  
 کبھی کچھ چیز اگر مجھ سے مانگے  
 تو میں ہوتا تھا اسپرستج یاور  
 نہ کچھ چلتے تھے اسکے مکروا فیان  
 عبادت پر رکھا ہوں اس اول سے



کہ اس میں کچھ خلل ہرگز نہ آوے  
 کیا ہوں بندگی میں اس کو قائم  
 اگر کوئی لکھے یہ سب مفصل  
 سنا یوسف یہ مذکور صفا خیر  
 دم اپنا ذکر حق سے جو گزارے  
 تو حق ہوتا ہی خود اس کا نگہدار  
 نہ اس کو جتن و شیطان دیویں آزار  
 مدد دہتی ہی نہ اس کو خدا کی  
 یہ وہ دشمن کھن میں نفس و شیطان  
 خدایا محکوم اند و لون عدو سے  
 ندے قابو میں ان کے محکوم یک پل  
 ہو مجھ پر وقت نزع جان آسان  
 زبان سے قول ثابت آخری دم  
 مجھے اور سب لمانوں کو یارب  
 طفیل غوث اعظم یہ مناجات



نہ کچھ ناقص اوھوری ہونے پاوے  
 نہ چھوڑا سست و کاہل نا ملائم  
 تو ہووے ایک طوبار مطوّل  
 خدا کی بندگی پر خاطر انگیز  
 خدا کی پاویں سب کو سبارے  
 سب اس سے ٹالتا ہی شتر اشتر  
 نہ اپنے نفس سے ہو جاوے لاچار  
 نہ اس کو فکر ہم غم اور بلا کی  
 ہیں سب کی رہزنی کے پی میں ہر آن  
 بچار کھ دو جہان میں آبرو سے  
 رکھ ان کے دور مجھ سے مکر اور چکل  
 اٹھوں دینا سے تائب ہو بہ ایمان  
 کہوں توحید کا کلمہ ہو خرم  
 نہت ان دو دشمنوں سے رکھ بچا ب  
 میری مقبول کر بلا یہ حاجات



روایت ہی کہ بولے پیر بہ حال  
وہاں شرعی رواجو چیز پاتا  
وہاں پھر یک برس بھوکا رہا ہوں  
نہ سویا بھی کہیں آرام پا کر  
نہایت ٹھنڈا اور جاڑا تھا کیشب  
ہوا جو احتلام اُسدم مجھے تو  
اور اپنی جا بے پر آسورہا میں  
سو اٹھ جا غسل کر آیا بدن دھو  
ہوئی چالیس نوبت ایسی صورت  
جو ہر نوبت میں ہوتا محتلم تو  
نہ ویسی ٹھنڈ کا کچھ جی میں ڈرتھا  
کیا اُس بعد کسری کے محل پر  
لکھا ہی راویان معتبر نے  
سنایا سب کو منبر پر یہ فرما  
بیابانوں میں کر رہتا تھا گذران

مدین کے بیابان میں تھا دو سال  
تو میں اسکو کر اپنا قوت کھاتا  
نہ کچھ کھایا نہ کچھ پینے پیا ہوں  
رہا تھا یا دحق سے دل لگا کر  
سو کسری کے محل میں سو رہا تب  
کیا ندی پہ جا کر غسل تن دھو  
تو اُسدم محتلم پھر بھی ہوا میں  
اور اُس اپنی جگہ پر آ رہا سو  
تھی غالب نیند اور سوتا تو پہ گت  
کر آتا غسل دریا میں بدن دھو  
نہ سستی کا کہیں دل پر اثر تھا  
تو نیند آئی نہیں پھر مجھ کو بل بھر  
کہ حضرت مرشد جن و بشر نے  
کہ تھا میں جبکہ پھر تاسیر کرتا  
تو میرے پاس آیا ایک انسان

یہ



یہ



کبھی میں نے اُسے دیکھا نہیں تھا  
بجلا اب تمکو ہم صحبت ہی مطلوب  
تو بولا اس طریق و شرط سے جو  
قبولی میں نے اسکی بات بیشک  
کیا غائب ہوتا بول فی الحال  
برس پورا جو گذر اتب ملا پھر  
یہ اٹھ بولا رہو بیٹھے اسی جا  
کراٹنا مجھ سے اُسد م عہد و پیمان  
وہاں بیٹھا رہا میں یک برس اور  
میرے نزدیک بیٹھا کر ملاقات  
اور اٹھ کہنے لگا مجھ کو نہ جانا  
بس اتنا بول کے جاتا رہا تب  
گزارا میں نے پورا جبکہ یکسال  
لے آیا ہاتھ میں دھردودہ اور نان  
مجھے ہی حکم حق جو تم سے اُسد م

لگا یہم پوچھنے مجھے اُسی جا  
کہا ہاں میں نے جو ہونیک اسلوب  
خلاف اس میں نہ ہرگز تم سے کچھ ہو  
کہا بیٹھو یہاں میں آؤں جب تک  
وہاں تنہا رہا میں بیٹھہ یکسال  
گھڑی بھر بیٹھ میرے ساتھ آخر  
یہاں تک جا کے پھر تم سے ملوں آ  
کیا میری نظر سے ہو کے پنہاں  
برس کے بعد پھر اگر کسی طور  
ٹھہر کر ایک ساعت مجھ سے کی بات  
یہیں رہنا کہ تا ہو میرا آنا  
تو میں ویسا ہی پھر بیٹھا رہا تب  
تو پھر آکر ملا مجھ سے سو خوشحال  
کہا میں خضر ہوں لو مجھ کو پہچان  
یہ دودہ اور نان کھانا ملے باہم

سو ہم دونوں نے مل کھایا ہو شاد  
وہیں ہم دونوں ہوا پسین ہدم  
یہ سکر آپ سے لوگوں نے پوچھا  
ملا کیا قوت اور کھائی ہی کیا شئی  
سنای دل سخن غوث الورا کا  
تجھے کرتا ہو نہیں یہہ ہی نصیحت  
واؤ فوجا جگہ حکم حق ہی نازل  
اگر وعدہ کریگا تو وفا کر  
وفا ہووے تو اسکا اجر دیکھے  
تو اسکا کچھ بھی اپنے ولین رکھ غم  
تو بولا مجھ سے ہو سکتا ہی کیا اب  
کلید اس قفل کی ہی اُسکے درمات  
الہی از برائے شاہ لولاک  
بحق آل واصحابش مکرم  
بحق غوث اعظم شاہ جیلان

کہا پھر اٹھ چلو جاوے بنگہ بغداد  
چلے بغداد میں آئے ہیں بیغم  
کہ ان تینوں برس میں تمکو اسجا  
کہا جو تھی وہاں شرعی روشی  
یہی ہی شان ہر وعدہ وفا کا  
کہ تو بھی سیکھ اور رکھ بول طبیعت  
رہے تو اس پر ثابت اور مایل  
نہیں تو کس سے مت وعدہ کیا کر  
وگر نین تو نہایت زبردیکھے  
یہہ پرش حشرین ہووگی یکدم  
رجوع اسکا خدا ہی سے تولا اب  
اسی سے مانگے اور کر مناجات  
وفائی میں مجھے کر خوب چالاک  
مجھے صدق و صفا سے رکھ تو ہرم  
رکھے ثابت مجھے بر عہد و پیمان

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ  
الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا



وسیدہ نکالے آیا ہوں یا رب  
روایت اور یہی ان راویوں سے  
کہ حضرت نے اُسی منبر کے اوپر  
عشا کو جو وضو میں نے کیا ہوں  
اگیا رہ برس لگ میں نے برابر  
فجر لگ ہو کھڑا ایک پانوں پر  
کہ پھر میں تیس اوچالیں تک  
تہیں سو یا تھا لے آرام گیرات  
تو میرا نفس یک شب آپ ہو کر  
کہا مجھ کو کہ کیا ہو کو تھیں اب  
سخن اسکا نہیں میں نے سنا ہوں  
میرے نزدیک خواب آتا تھا کئی بار  
غضب ہے اسپہ کرنا خوب آواز  
بھی دنیا اور دنیا کا خزانہ  
کہیں منتی تھی بد صورت کہیں خوب



طفیل انکے قبول اتنی دعا اب  
بزرگوں کے مناقب جا کیوں سے  
کہے میں نے برس چالیس مکسیر  
نماز صبح اسکے سنگ پڑھا ہوں  
نماز شام کے تین بھی ادا کر  
کیا ہوں ختم قرآن میں نے ہر شب  
نہیں کھانا تھا کچھ ہر خدیشک  
رہوں بیدار ہو ذکر خدا سات  
کیا ہی آرزو سونیکے اوپر  
جو یک ساعت ذرا سو کر رہیں اب  
کھڑا وہاں یک قدم پر ہو رہا ہوں  
بنا کر اپنی صورت نیک اظہار  
دفع کرنا رکھنا خواب کا آرز  
بنا کر اپنی صورت بے بہانہ  
میرے نزدیک آتی ہو کے مرغوب

آئینہ  
حسن و قبح

تو مین کرتا تھا یک آواز اُپیر  
 وگر نپدرہ برس در برج بغراو  
 کہ اکو برج عجمی بولتے ہیں  
 کہ مین اس برج مین یک مرتبے اور  
 نہ مین کھانیکا تاکوئی نین کھلاو  
 گدز گئے جبکہ دن چالیس اُس پر  
 رکھا ہی آگے میرے اور گیا پھر  
 کہا واللہ نہ مین کھانے کا زہار  
 نہ تو زونگا اُسے حرص و ہوا سے  
 سنا آواز تب اپنے بطن سے  
 یہی الجوع یعنی مین ہوں بھوکھا  
 اوھر سے بوسیدہ مخز می تب  
 سنی آواز یہہ سو دیکھ مجھ پر  
 کہ اسی سلطان سید عبد قادر  
 کہا یہہ نفس کی ہی اضطرابی

ترت سیت سے جاتے بھاگ کسیر  
 رہا ہوں طاعت حق سے ہولناو  
 یہہ باعث ہی کہ وہاں اتنا زمین  
 کیا ہوں عہد و پیمان حق سے اسطور  
 نہ مین پینے کا تاکوئی نین پلاو  
 تو یک شخص وہاں طعام آیا ہی لیکر  
 تو چاہے نفس نے کھانیکا خاطر  
 کیا ہوں عہد و پیمان حق سے لاچار  
 نہ یہہ کھاؤنگا مین اپنی رضا سے  
 پکارا جون کسی نے اس سخن سے  
 نہ مانا قول اسکی آرزو کا  
 چلے جاتے تھے وہاں تو یک یک جب  
 میرے نزدیک آپوچھے مین یونکر  
 یہہ کیا ہی بات بولو مجھ سے ظاہر  
 و لیکن روح چپ ہی لا جوابی



یہ سنکر تو مجھے اتنی کہی بات  
 سدھارے آیا گے ہو کے رہوار  
 مگر کوئی آدمی کے ساتھ جانا  
 تو حضرت خضر کو دیکھا اُسیدم  
 تو ویسا ہی گیا ہوں اُن کے مین  
 مجھے دیکھے کہے ای عبد قادر  
 کہے تاکو خواجہ خضر نے تب  
 لجا پھر گھر میں میرے تین بھائے  
 یہاں لگتا ہوا میرا شکم پُر  
 مبارک ہاتھ اپنے مجھے پھر  
 مجھے یعنی مرید اپنا کئے ہیں  
 وگرتحفتہ میں ہی اسطور مرقوم  
 کہ حضرت بوسعید مخزومی نے  
 پنھائے ہیں جو خرقہ غوث کو سُو  
 بھی وہ خرقہ خلافت کا ہی تحقیق



چلو باب الارض تک اوجھ سات  
 کہا دہین بجا یا یہاں سے زہار  
 نہیں تنہا قدم یہاں سے اٹھانا  
 کہے اب جاؤ وہاں اُن پاس بنیم  
 تو دیکھا منتظر دور پر کھڑے ہیں  
 بلانے سے میرے آئے نہ آخر  
 سدھارو تب میرے گھر آئے تم اب  
 بھی لقبہ اپنے ہاتھوں کر کھلائے  
 کھلائے پیٹ بھرا ہل تفاخر  
 پنہائے ایک خرقہ نیک و طاہر  
 خلافت اور فقیری بھی دئے ہیں  
 بیان کرتا ہوں تا ہو ویگا معلوم  
 وہیں پیر طریقت شیخ دین نے  
 تصوف کا ہی خرقہ معتبر او  
 اجازت مرتضیٰ کی رہ کا مطلق



کہ غوث العالمین محبوب سبحان  
ہوا خرقہ بدل یکدوسرے سات  
بھی حضرت غوث اعظم کو مقرر  
کہ ہنگامی ابوالحسن علی نے  
امانت ایک خرقہ مخزومی پاس  
وہ خرقہ مخزومی نے بار دیگر  
سنو اب سلسلہ غوث الورا کا  
ملاحظہ حضرت کو خرقہ مخزومی سے  
کہ انکو شیخ طرطوسی سے پایا  
جو انکو شیخ شبلی سے ملا ہی  
انھوں نے شیخ سری سے ہی پایا  
لئے کرخی نے از داود طائی  
حبیب عجیب حسن لہری سے پائے  
شہ مردان علی نے مصطفیٰ سے  
لکھا ہی دوسرے سلسلہ یون

ہیں دیگر مخزومی ان دو کے درمیان  
تبرک کے طریقے سے یہ سچ بات  
ملائک خرقہ اصلی کو یونکر  
خدا کے دوست و کامل ولی نے  
دیا تھا غوث کے دینے کو لا باس  
پنہائے غوث اعظم کو مقرر  
چراغ خاندان ارتضا کا  
جو وہ پائے ابوالحسن علی سے  
انھوں نے شہ تمیمی سے ملایا  
کہ جو خواجہ جنیدی سے لیا ہی  
جو انکو خواجہ کرخی نے پنہایا  
حبیب عجیب سے وہ پائے عطائی  
جو انکو شاہ مردان نے پنہائے  
لئے پہنے بعد صدق و صفا سے  
بھی میر پیر سے مجھ کو ملا یون



کہ حضرت مصطفیٰ نے با شرافت  
دے مولانا شاہ کربلا کو  
کیا زین العبا نے انکو ارشاد  
پھر اُن سے جعفر صادق نے لیکر  
انھوں نے بھی دے اُن پیشوا کو  
کہ اُن سے پائے ہیں معروف کرخی  
ہوئے خواجہ جنید اُن سے سرفراز  
تو پائے اُن سے بوالفضل تہمی  
بھی اُن سے شیخ ہکاری نے لیکر  
جو پائے اُن سے شاہ اولیاء نے  
سُنے یہ سبے دونوں قوی تر  
دونوں تحقیق ہیں اب یہاں کہے سو  
وگر یک خرقہ پدیری اُسے تو  
کہ میراثی وہ ہی خرقہ مقرر  
سواپنے باپ سے پائے ہیں ظاہر

دے مولانا علی کے تین خلافت  
انھوں نے تو دے زین العبا کو  
جو ہیں باقر امام جملہ ایجاو  
پنھائے موسیٰ کاظم کو افسر  
امام دین علی موسیٰ رضا کو  
بھی پائے اُن سستی سستی  
انھوں نے شیخ شبلی سے لئے راز  
بھی اُن سے شیخ طرطوسی ندیمی  
کے تفویض شیخ مخزومی پر  
غیاث الخلق قطب الانقیاء نے  
کہ سب عالم ہی اسکی پیروی پر  
کہ کوئی تو یہ کہے کوئی تو لکھے او  
کہے ہیں خرقہ سا واتیہ او  
نہ کس کا واسطہ ہے اُسکے اندر  
کہ اوکریسی بدکریسی تا بہ آخر



ملا حسن المثنیٰ سے تو آگے  
 ہونے خرقة بزرگوں سے مسلم  
 جو تہریزی ہی نامی شیخ یحییٰ  
 بھی پائے ان سے جوہن شیخ حماد  
 مناقب غوثیہ میں ہی مرقم  
 ہر اکیدین میں چہل گندم کے خروار  
 تناول آپ فرماتے سراسر  
 خدا کے عشق کی آتش سے اوتب  
 ہضم ہوتی تھی انکو یہ غذا سب  
 بہت دن تک کھورہتے تھے صائم  
 جو آدھے سیر چاقول پر پئے سات  
 سب سے ہر نماز فرض کے تو  
 نماز نفل پڑھتے تھے اسی بار  
 کرین اونچا لباس اور خوب پوشاک

حسن سرور سے آخر مرتضیٰ سے  
 لئے پہنے ہیں حضرت غوث اعظم  
 کہ ان سے ایک ہی تبریز یہ کر  
 بھی سید بوالوفانے اور نجاشا  
 امام عسکری سے اور ارشاد  
 اوایل میں تو حضرت غوث اعظم  
 بھی چارون گاؤں کالے گوشت یکبار  
 نہ کرتے بول و غایط کچھ ذرا بھر  
 تن پاک اُنکا لاتا جوش میں تب  
 یہ قوت حق سے تھی انکو عطا سب  
 کرین افطار روزہ اُسپہ دایم  
 ہوئے سب خرچ سوکھاتے تھے ہر رات  
 کرین تازہ وضو اور غسل خوش ہو  
 وظیفہ بہت پڑھتے اور اذکار  
 لگاؤین عطر خوشبو اور رہن پاک



بھی استقبال قبلے کے ہو سرور  
بھوکیت پڑھتے تھے سراسر  
بہت تعظیم سے بیچین مقرر  
کہ اسکو بیان لکھا ہوں میں نے لاکر

ہزار بار بشویم دین زرشک و گلاب  
ہنوز نام تو گفتن کمال بی ادبیت

کہیں پھر یون خدا کی کر کے سگند  
قلوب الساکین کو بس ہی قوت  
وگر قوت قلوب العاشقین کی  
یہہ ملفوظ غیائی میں ہی مرقوم  
کھڑے بارہ برس ہو یک قدم پر  
کہ بعضوں نے تھے وہاں یازدہ سال  
نذاحق سے ہوئی ایشاہ جیلان  
کئے ہیں عرض جو روئے زمین پر  
نہ خالی کوئی مکان رکھنے قدم اور  
رکھو اپنا قدم تم آپ ہو کر  
سو حضرت نے یہہ حکم حق ادا کر

نہیں ہی بھوک پیاں بجھو ہر چند  
یہہ لاحول ولا قوت کی ہمت  
ہی اللہ کلمہ طیبین کی  
کہ حضرت سید السادات محصوم  
رہے ذکر خدا کرتے خوشی کر  
جہاد نفس سے مشغول ہر حال  
کھڑے ہو یک قدم پر سب بیان  
بھری ہی دوستوں سے تیرے یونکر  
توق سے یون ہو اسی حکم فی الفور  
میرے روبرو ستونکے دوش اوپر  
رکھے قدموں کو دوش اولیا پر



ہو اسب اولیا پر حکم اسطور  
کہے ہیں اور نادریک روایت  
جو چلے میں رہے تھے منجھکر جب  
کہ چلے میں نہ کچھ کھانیکا زہار  
یہاں لگ تانا آوے کچھ فلک سے  
رہے تھے روز و چلے سے مطلق  
لے آیا ہاتھ میں وہ دور کا بیان  
روپیری اور تھی دیگر رکابی  
تھیں میوے بھری دونوں کا بیان  
کہا یہ آپکے کھانیکے تئیں سب  
جواب اسکو دے حضرت نے کر دور  
روپے سونیکا استعمال کیسے  
اُسی ساعت میں وہ شرمندہ ہو کر  
تو پھر افطار کی ساعت میں یخوان  
فرشتے نے لے آیا آسمان سے

قدم انکا قبولین جملہ فی الفور  
کہ غوث العالمین شاہ ولایت  
مبارک ولین گذرا اسقدر تب  
مگر پانی ذرا اور وقت افطار  
تاؤل کو مجھے ملک ملک سے  
کہ یک نے سقف حجریکا کیا شق  
سُنہری یک تھی باز بخیر و سامان  
روپیکی سب تھی زنجیران اُسے بھی  
رکھا حضرت کئے حجرے منے وہاں  
لے آیا عالم بالا سے میں اب  
کہ میرے جد پیمبر حق کے منظور  
حرام اور ناروا بولے مقرر  
کیا بھاگانہ بولا اور دیگر  
طعام آسمین بھر نعمت تھی الوان  
رکھ اپنے ہاتھ پر حفظ و امان سے



کہا یوں عرض کر یا غوث اعظم یہ ہے اطعام رحمانی ضیافت لے حضرت نے اسکو باقراغت وہ کھائے سیر ہو باشا و خاطر بہشتی تھا طعام از بس مزہ دار رکھا مجلس کو یہاں شکر و ثنا کر	وای شاہ فریق جہن و آدم خدا نے نکو بھیجا بالطافت بھی لیکر ساتھ یار و نکی جماعت کے حق کا پاس و شکر و انبر سو کھائے اور کئے ہیں شکر بسیار لگا صلوات پڑھنے مصطفیٰ پر
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

پڑھو ای دو ستونہ نقطہ صلوات  
بند اس سے تمہارے ہو وین درجات



قلم آ رہا تہ کر کر ادب سے جلالت کا ہی سب مذکور اسمین	لکھون میں مجلس چہارم طرب سے کمالت کا بیان مسطور اسمین
---------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------





کہ حضرت سرور دین فخر اکوان  
خدا کے برگزیدے خاص زہر  
ولایت کے فلک کے مہر تابان  
رسالت کے چمن کے ہن وہ شمشاد  
طراز اوپا نور سرائے  
رہے راضی خداوند اُنسے ہر آن  
کہ ہی انکی جلالت آشکارا  
سبھی میں اُنسے با اوب و انابت  
ہمین طاقت کسی غوث و قطب کو  
مقامات غیاثی میں مقرر  
کہ حضرت غوث اعظم شاہ جلیان  
شہر جلیان سے کہ سیر کا عزم  
کہ تھا وہ شہر نادر خوب خوشتر  
جولاہا ایک سفیدی بافتہ باف  
رہا تھا پاوشہ کاہو کے نوکر

غیاث العالمین محبوب بجان  
کہ محبوبوں کے ہن سالار و سرور  
کرامت کی صدف کے در لہان  
شہ جن و بشر سلطان ارشاد  
محی الدین سید عبد قادر  
ملاوے ہمسے انکا فیض احسان  
نہونے بے ادب یہاں کسین یارا  
نہایت ہی جلالت کی صلابت  
یہاں گستاخ ہو چھوٹے اوب کو  
مصنف نے لکھا ہی نقل نوکر  
غیاث جن و آدم فخر کیوان  
کہ ایک شہر میں رکھ عزم بالجزم  
مکان خوش ڈول تھا اور فرح آور  
وہاں اس شہر میں تھا اہل اوصاف  
تعلق ایک تھا اسکو مقرر



سفیدی یافتہ کا ایک طاقت  
جناب غوث کا خادم ہو جب  
ہوایوں جو غلام انکا خریدی  
بنایا ان کی خاطر اس نے یک گھر  
رہے ہیں اس مکان میں غوث اعظم  
سو وہ اُسدن سے دو طاقے بنا کر  
رکھے یک حضرت غوث الورا کو  
کسو نے اس حقیقت کو سراسر  
فلانا یک سفیدی باف ہی سو  
جو طاقہ دوسرا ہوتا ہی تیار  
سنا سو بادشہ نے ہو کے باہم  
ہوا ہی خشکین غصے منے ہو  
سفیدی باف جب صدق و صفا سے  
نہ لایا شاہ کے غصے کو دل پر  
کہ سلطان اس سبب مجھ پر سراسر



کرے یک برس میں ہو بھلاقت  
سعید و وجہان ہو کر رہا تب  
کیا تو بہ لیا ان سے مریدی  
کیا خلوت کا حجرہ اس میں خوشتر  
امام العارفین قطب معظم  
تو اس سے بادشہ کو یک لجا وے  
امام الاولیا والا تقیا کو  
کہا ہی بادشہ کے پاس جا کر  
دو طاقے اب لگا کر تین او  
یہاں آتا ہی لیکر تیرے دربار  
سفیدی باف پر ناخوش ہو سہم  
نہ گذرا اسکی پھر تقصیر سے او  
رہ فدوی ہونشہ کا التجا سے  
کہا یوں دلیں یہ کیا بات کر کر  
رہیگانا خوشی غصے میں آ کر

کیا ہی عرض تب غوث الورا سے  
مقام فقر کا دیکھے کرامت  
اوسے حضرت نے بولے درگزر کر  
ہماری اتبوی خدمت میں چالاک  
مگر وہ غوث کو ہر وقت ہر بار  
سوختے غلبے میں یک وقت سرور  
پیالہ لاکے اونڈھا مار فی الفور  
رہ سلطان اسی ساعت میں چھپکر  
سو تب اس باوشہ کی ملن اسی سال  
وطن میں اپنے پھر کروا لئے آئی  
لگی تب پوچھنے بیٹے کو آکر  
نشان اپنے سپر کی مملکت سے  
مگر اسکی جگہ جھاڑو پہاڑان  
اُسے تب اتفاقاً ایک درویش  
ہلاکی اسکی دیکھی سب نظر کر

کہ تا اسکو جلالت کچھ دکھاوے  
گمان بدکاریوں ہوتا ہی شامت  
ہمین درویش میں ہی سرور  
نہ چاہے استفادہ ہونا غضبناک  
کرے یہ ہم عرض کر احوال اظہار  
پکارے اسکو ای خدام کر کر  
کیا خادم نے تب ویسا اسی طور  
پیالے کے تلے باملک و شکر  
گئی تھی حج کیتین ہون فارغ البال  
تو سرحد ملک کی بیٹے کے پائی  
وہ ماما پار سا سلطان کی ماور  
نہ کچھ دیکھی ہی ملک و سلطنت سے  
نظر آوین ہوئی تب بہت حیران  
ملا ہی راہ میں تھانیک اندیش  
اُسے پوچھا کہ کیا حالت ہے تجھ پر



تب اُس بڑھیا نے بولا ہی بیانوار  
 سو اُس درویش نے یک اسم اعظم  
 کہا یہ مجیدہ کر کر سر کے نیچے  
 برکت سے مبارک اسم کے اب  
 وہ بڑھیا یعنی اس سلطان کی ماننے  
 تو دیکھی خواب میں ہی حکم اسطور  
 جو مہین شاہ ولایت شیرازان  
 وہاں سے بھید یہ ہو ویکھا ظاہر  
 کسی مولاعلیٰؑ کی جاز یارت  
 بشارت یہ وہاں سے پائی پھر کر  
 گئی وہاں تو ہوئی وہاں سے بشارت  
 گئی وہاں تو بشارت پائی پھر کر  
 گئی وہاں تو بشارت یوں ہوئی تب  
 کہ ختم المرسلین خیر الوراہین  
 وہاں کر التماس اپنے پر کا



تانی سرگذشتہ حال یکبار  
 دیا ہی لکھنے سے نقشِ معظم  
 اسی بستر میں رکھو رو تو پیچھے  
 جو کچھ مخفی ہی ظاہر ہو رہا سب  
 کیا ہی اسوجہ صدق و صفا سے  
 کہ جاحضرت کے اب روضہ میں فی الفور  
 امام الوقت حضرت شاہ مردان  
 کیا بڑھیا نے تب ویسا ہی آخر  
 رہی یک شب کھڑی بات تقامت  
 کہ جاعثمانؓ کے روضے کے اندر  
 کہ جاحضرت عمرؓ کی کر زیارت  
 کہ وہاں جا جو کہ مہین صدیق اکبر  
 رجوع روضہ میں پیغمبر کے سوا ب  
 شفیع المذنبین نور الہدایین  
 حقیقت پوچھ لے اس درگزر کا

کہ تا آسان ہووے تیری مشکل  
تب اس بڑھیا نے اس فرخ مکا نہیں  
زیارت سے مشرف ہو کے پھر کر  
تو دیکھی خواب میں اپنے مقرر  
پیمبر نے جناب حق میں فی الحال  
کہ اسی خلاق عالم عالم الغیب  
تیرا محبوب پیارا کون ہی  
نذا الی جناب حق سے یونکر  
وہ بند ہیں مقرب میرے محبوب  
نذا ہوتا ہی انکو غوث اعظم  
محمد مصطفیٰ سلطان دُوران  
بجائے خدا کا شکر وافر  
ہو افران کہ ای سلطان مرسل  
وہ ہیں محبوب برپید میرے خاص  
کہ میں ہوتا ہوں انکا ناز بردار

تو پاوے اپنی مطلب ہو کے خوشدل  
مبارک روضہ عالی نشان میں  
لگی کر نیکو زاری ہو کے مضطر  
جمال مصطفیٰ باشوکت وافر  
رجوع ہو کر کئے ہیں اس طرح قال  
توئی ستار اور غفار لاریب  
کہ ایسا مرتبہ اعلیٰ رکھا ہی  
کہ ای محبوب پیار حق کے سرور  
تمہارے ہیں وہ فرزندوں سے منسوب  
ہی سید عبد قادر اسم اکرم  
نہایت خوش ہوئے ہیں شاد و فرحان  
رہے ہو کر نہایت جمع خاطر  
میرے محبوب پیار سے افضل  
نہایت ہی مجھے اُن ساتھ اخلاص  
میرے ہیں دوستوں سے خاص دلدار



توجہ اب طرف انکے کرو تم  
جو اُس بڑھیا کے بیٹے کی خط سے  
سو حضرت مصطفیٰ ختمِ پیغمبر  
چلے تشریف لیکر آپ مختار  
تو حضرت غوث نے کشفِ معیان سے  
بہت جلدی سے حاضر ہو وہاں  
کہے ہیں غوث نے ای میرے نانا  
بلالؓ اوپر یہ کرتے حکم صادر  
منتھار میں ہوں بندہ حکم بردار  
تمہیں محبوبِ جانی ہو برحق  
میرے محبوب کے ہونا زبردوار  
سو گئی روز و نئے پہنچی اپنے گھر کو  
غیاث الخلق قطب العالمین نے  
رسولِ خاص سے یوں کر کہے ہیں  
سفیدی باف ہی ہمراہ ہمارے



کہ سید عبد قادر کو کہو تم  
گذر کر بخشہ واپنی عطا سے  
امام الانبیا عالم کے رہبر  
طرف غوث الورا کے ہو کے رہوار  
کے معلوم اور اپنے مکان سے  
مبارک روضہ انور کے درمیان  
تھی کیا حاجت قدمِ رنجہ لے آنا  
تو اگر تے خبر بندے کو ظاہر  
کہے حضرت نے ای ابنِ نکوکار  
مجھے یہ حکمِ رحمانی ہی مطلق  
پسر بڑھیا کا بخشہ دو یکبار  
جہان تھی سلطنت اُسکے پسر کو  
امام الاولیا سالار دین نے  
کہ ہم نے اُسے کچھ غصہ کئے ہیں  
کیا ہی اُسے غصہ اُسے بارے



کہے پھر مصطفیٰ نے اسے یہ بات  
سفیدی باف حضرت کے قدم پر  
بہت جلدی سے اپنے مکان پر  
محمد مصطفیٰ سلطان افضال  
بجالاتے بہت شکر خداوند  
مقام قرب و محبوبوں کے اندر  
وئی بڑھیا کے تین اس بعد رست  
تب اس بڑھیا نے اوتا پک لکھ کر  
وہاں بیٹے کی دیکھی ملک و شمت  
کہی بیٹے کو لے کر گود میں تب  
یہ سننے ہی حقیقت مانے وہ شاہ  
غلاموں میں شہ جیلان کے اب وہاں  
اسیدم اکی مان نے اس کو لیکر  
وسیلہ سفیدی باف کا تب  
کے حضرت نے اپنے لطف و احسان

بھلا بخشا کے دو اس شخص کے بات  
گرا ہی جانقا ہو کر مقرر  
پیالے کو دیا ہی کھول واکر  
یہہ دیکھے سے ہونے سر و خوشحال  
کہ سید عبدالقادر میرے فرزند  
رہے ہیں بے نہایت فوقیت و ہر  
کئی بڑھیا کی سب مقصد حصولت  
رکھی نزدیک اپنے اور چلی گھر  
کہ ہی امن و امان سے اکی دولت  
ایتی محنت سے میں پائی تجھے اب  
وہیں ولین کیا یہ عزم واللہ  
کروں اپنے کو داخل ہو کے قربان  
وگر فرزند جو رو اس کی یکسر  
گرے شہ کے قدم پر سار آت  
دے ہیں بخش اس کے جرم و عصیان





کہ اسکی مادر و فرزند کو یکسر  
 کہا پھر شاہ نے احوال مان ساتھ  
 مکان پر آسمان کے وہ پیالہ  
 کہ یعنی وہ ہوئی دیوار جو طرف  
 وہی سلطان کی ملن پائس موسوم  
 لکھا وہ اپنے بیٹے کو دکھائی  
 محبوب اس میں دیکھو غور کر کر  
 ہی جنکا حق تعالیٰ آپ ولد ار  
 جلالت کا ہی انکی بیہ پکارا  
 اوب سے جو رہا اسکو جزا ہی  
 اسی احوال میں لکھتے ہیں یونکر  
 شروع حال سے بعضے سفر میں  
 گئے بازار میں تشریف لیکر  
 اُبالے مرغ کے بیضے کو یکسر  
 غیاث الخلق سلطان طریقت

مرید اپنے کئے ہیں لطف کر کر  
 جو تھا چھ ماہ اسکے سر پہ آفات  
 ہوا دیوار سا چو گرد و ہالہ  
 ہین عاجز تھے وہاں کہنے سے کجرف  
 خلاصی کی وہ ہی تاریخ مرقوم  
 خلاصی کی وہی تاریخ پائی  
 رہے اس سے جلالت کوئی برتر  
 ہوا ہی آپ انکا ناز بردار  
 وہاں گستاخ کا کیا ہو چارا  
 ہوا جو بے اوب اسکو سزا ہی  
 کہ حضرت غوث اعظم جب کے سرور  
 رہے تھے غوث اعظم یک شہر میں  
 سو دیکھا ایک کو وہاں اسوجہ پر  
 پکاتا ہی وہاں تھے یہ رکھ کر  
 جو کی بیضے لئے ہیں ویکے قیمت

مبارک دلمین بہہ گذر ہی یو نکر  
انہین بنیونسے پچھے ہو کے پیدا  
کے جب دلمین حضرت نے اسی طور  
کہ چھلے اُسکے اوپر سے جدا ہو  
لگے پرواز کر اُڑنے کو یکسر  
ہوا مت ہو ر ظاہر با عنایت  
ہوا خطرہ اُسے تو یہہ بُرا مان  
کہ تم ہو شہر میں میرے مسافر  
ہماری ملک مصروفی کے اندر  
غیاث العالمین نے سن اُسیدم  
کہ مالک ملک کا ہی آپ سجان  
اجل یک جی کا تیرے ہو طلبگار  
جواب یہہ اسکتین نہ چاہی جا کر  
کیا ہی قبض اُسکا جی اُسبار  
ہر آن کہتر کہ باہتر ستیز و

آبا لے یہہ نہوتے تو مقرر  
سبھی پرواز کر اُڑتے ہو پیدا  
تو بیضے آئے ہن چندش میں فی الفور  
بھی پچھے اُنسے پھر پیدا ہوئے سو  
یہہ نا دور واقعہ اس شہر اندر  
وہاں یکرو تھا اہل ولایت  
کیا پیغام شہ کو ہو کے حیران  
تھیں ہو کون جو یہاں آکے ظاہر  
تصرف ہو لگے کرنے کو کیونکر  
جواب اسکو کہلا بھیجے ہن باہم  
تصرف یہہ تصرف اسکا ہی جان  
تو تجھ سے عذین ہنویکا زہار  
وہاں فی الفور ملک الموت آکر  
سزا پایا ہو جبے اوب وار  
چنان افتد کہ ہرگز برنجیز و



محبوب جہولی ہیں صاحبِ شان  
یقیناً اُن کی کرامتیں نوادر  
مگر محبوبِ سحان کی کرامات  
کہ جون دریاے رحمت جوش کھا کر  
یہاں نہیں کچھ کراماتوں کو ہی حد  
بیان کرتے ہیں شیخ ابو محمدؒ  
کہ جب حضرت کی دولت کے نشان نے  
نقارہ قادری کی سلطنت کا  
سنے جب جان کے کانوسے عالم  
سو تب بغداد کے یک سو فقیہان  
کئے ہیں مشورت سب ہو کے یکدل  
غیاث العالمین سے پوچھ لیوں  
گئے خدمت میں تب غوث الہی کی  
برابر متفق ہو ایکدل سب  
ترت سینے مبارک سے انھوں کے



کراماتوں کے صاحبِ اہل عرفان  
ہوئی ہیں انکی کوشش ساتھ ظاہر  
ہوئی ظاہر بخود عالی مقامات  
ابلتا موج پر موجان بہا کر  
کہاں لکھنے میں ہو وینگے محمدؐ  
مفرح ہی لقب انکا محمدؐ  
اٹھایا سر کو اونچا آسمان نے  
بجا آواز کر کر شہریت کا  
چہ اوئی اور چہ اعلیٰ جملہ باہم  
ہوئے ہیں جمع جو عمدہ تھے اعیان  
کہ ہر یک ایک مسئلہ سخت مشکل  
جو انکو موجب الزام ہو وین  
امام الاولیاء والاصفیاء کی  
مراقبہ کیج دیکھے پیر کو تب  
چمک بجلی کے مانند ایک ہو کے

پڑا ہی آئین سارو کئے اور پیر  
مگر یہ تھا میرے پر آشکارا  
ترت در حال سارے مست ہو کر  
لگے فریاد کرنے ہو اوارہ  
گئے ہیں اٹھکے منبر پر کھلے سر  
سجھون نے سر رکھا شے کے قدم پر  
گمان ہننے کے ہیں اسوجہ تب  
سو تب غوث الوری نے دیکھا پیر  
کہے سینے مبارک سے لگا پھر  
جواب اسطورہ کی ہی یہ تقریر  
ہوئی اتمام مجلس تب توفی الحال  
یہی احوال کی پوچھی حقیقت  
کہ مجلس میں حضرت کی گئے جب  
پڑھے تھے ہمنے جو علم عجیبات  
گئے ہم بھول سب وہ علم از خود

نہ کہ تھی تیرا سکی انقدر  
کہ میں وہ دیکھتا تھا بید سارا  
سب اپنے علم و دانائی کو کھو کر  
کئے ہیں پھار کپڑے پارہ پارہ  
کئے ہیں عاجزی القصہ آخر  
ہو مجلس میں ایسا شور کبیر  
کہ یہم ہی زلزلہ بغداد میں سب  
لئے ہر ایک کو اپنی گو و اندر  
کہ تیرا تھا سوال اسطورہ ظاہر  
کئے معنی میں اس کے بہت تفسیر  
ملاہوں اُن سجھوں فارغ البال  
ہوا اسطورہ وہاں کیا تھی طبیعت  
ادب ہو سبھی بیٹھے رہے تب  
وگر جو جانتے تھے بھید کی بات  
نہیں سدھ سکھو ہم سارے تھے بے سدھ



شہدینِ غوثِ اعظم نے ہمیں جب  
ہوا تھا محو ہم سے علمِ سوسب  
جو کچھ بھولے تھے سو بھولہ ہوا یاد  
نکالے تھے جو کچھ ہم نے مسائل  
کبھو ویں کہیں ہم نے سنے نین  
کئے اس شرح میں معنی نہایت  
روایت اور ہی شیخِ بقا سے  
کہ ایک دن مرویک بڑھا کہ ہر سال  
غیاث العالمین کے پاس آکر  
دعا کرنا تمہیں کچھ اس کی خاطر  
حقیقت میں نہ وہ اسکا تھا لڑکا  
سو حضرت غوثِ اعظم ہو غضبناک  
بمختار اکام اب میرے برابر  
یہی کہہ کر سدھارے آپ گھر میں  
غضب سے سرور ایجاد کے تب



لئے اپنی مبارک گود میں تب  
پڑھایا بار و گیر بھگو وہ تب  
کئے جون از سر نو بھگوار شاو  
جواب اسکا دے ہم سب کو کامل  
کو ستاد سے ویسا پڑھئے نین  
جواب اسکا کہے کہ کو نہ طاقت  
جو یون بولے ہیں اپنے دل صفا سے  
جو ان یکساں تھے اپنے ہوشحال  
کیا ہی عرض اپنا سر نوا کر  
کہ یہ میرا سپر ہی نیک ظاہر  
اُسے تھا بلکہ فصلت بد گہر گا  
بہت غصے سے بولے ہو کے چالاک  
یہاں اس حد پر پہنچا ہی آکر  
اُسی ساعت منے ساگر شہر میں  
سبھی طرف میں بغداد کے تب



لگی ہی آگ بجاری سخت پونکر  
 محلے دووی سے جاسلگتی  
 یہی راوی نے پھر پونکر کہے ہیں  
 کہ دیکھا آسمان سے میں نے پونکر  
 سیہ بادل کی گھٹ ساسب ہوا پر  
 شپکتی ہی بلا بغداد پر سب  
 جو دیکھا انکو میں غصہ میں اب تین  
 لگا کہنے کیتھین یا سیدی کر  
 کر و لطف و نوازش خلق او پر  
 ازین شدت برآمد جان عالم  
 یہاں لگ تا کہ حضرت کا غضب  
 تترت دیکھا کہ وہ ساری بلا بیان  
 کہ یعنی آگ ساری بجھ رہی ہی  
 وگرہ میں بوسید ابن احمد  
 وہ کہتے ہیں کہ یک میمری تھی دختر

جو بجبتی یک محلے سے تو اسپر  
 شراروں سے غضب کی دھرتی  
 جو وہ شیخ بقا خاصے ولی ہیں  
 اُترتی ہی بلا بغداد او پر  
 غضب سے قطب ربانی کے آکر  
 تو آیا پر کے نزدیک میں تب  
 سو یک گوشہ میں بیٹھا با ادب میں  
 کہ ای صاحب میرے عالم کے سرور  
 ہلاک اوس ہوئے ہیں خواہ ہو کر  
 ترحم یا حبیب اللہ ترحم  
 گیا ہی اور ہوئے ہیں رحم دل تب  
 دفع ہو کر ہوئی ہیں آگ پابان  
 بلا ساری دفع ہو کر گئی ہی  
 بن عبد اللہ بغدادی ہیں ارشد  
 رکھا تھا نام اُس کا فاطمہ کر





کہ وہ سولہ برس کی تھی مقرر  
محل سے تب ہوئی غائب سر اسر  
کیا اظہار اپنا حال روداد  
خراہ کرخ میں جا آج کی شب  
زمین پر دائرہ یک کھینچ لے تو  
کہ بسم اللہ انیت غوث اعظم  
تو مجھے اس دائرہ میں پھر اسی بار  
طوائف جنیون کے تجھ پہ آوین  
نہ کر کچھ خوف تو اے نذر ومان  
بسجی شکر کو لے ہو ویگا حاضر  
تجھے پوچھیکا تو سب سے کہ تو  
سب اس کام کے ایشاہ تجھ پر  
تو راوی بولتا ہیکا اسی فائت  
میرے پر آوین ٹولے جنیون کے  
سکے نین دائرہ یکے پاس آنے  
یہاں لگ تاکہ وہ جنون کا سلطان

گئی تھی ایک دن ماری پر چڑھ کر  
سوویا پیر کی خدمت میں اگر  
سو فرمائے مجھے یون شیخ ارشاد  
محلہ یک ہی وہ بغداد میں اب  
لگے جب کھینچنے تب یون کہے تو  
سکھائے اکو یون پڑھتو اسیدم  
ہو وگی رات پھر وہ سخت اندھکا  
تجھے کی طرح صوت دکھاوین  
صبح کی وقت میں جنون کا سلطان  
رہے اس دائرہ سے دور باہر  
کہ حضرت غوث نے بھیجے میں مجھ کو  
اسی بیٹی کا سب قصہ خبر کر  
کیا میں نے سو دیکھا ہوں عجبت  
ڈرائی شکل اور صوت دکھائے  
نہ مجھ سے مکر اپنا کچھ دکھانے  
لے اپنے ساتھ لشکر اور سامان

کہ وہ اسوار تھا گھوڑے کے اوپر  
مقابل دایرہ کے ہو کھڑا تب  
کہا میں نے کہ غوث العالمین نے  
یہہ سنئے ہی تیرت جنوں کا سلطان  
لیا بوسہ دے اس زمین پر  
کہا بھیجے میں کیوں کہ کام خاطر  
تب اُس نے حکم شکر کو کیا تب  
پکڑا اسکو کرو حاضر اسیدم  
کئے و حال حاضر بادشہ پاس  
تجھے کیا تھا سب جو تو یہہ دختر  
رکاب غوث اعظم سے لجا یا  
بہت پیاری لگی وہ مجھ کو دختر  
کہا سلطان نے اس بدجنم کو  
کہا میرے حوالے میری دختر  
کہ میں تیرے سر کا حکم بردار

ہوا پیدامیر کے نزدیک آکر  
مجھے پوچھا تیرا ہی کام کیا اب  
مجھے بھیجے میں اب تجھ پر یقین سے  
او تر گھوڑے سٹی آ کر تلے وہاں  
بھی بیٹھا دایرے باہر ادب کر  
حقیقت تب کیا دختر کی ظاہر  
کہ جس نے اسکی دختر لے گیا اب  
تیرت اس دیو اور دختر کو باہم  
کہا تب شاہ نے اسکو ای خناس  
کہہ ہی وہ پارسا عصمت کے اندر  
کہا اُس نے یہی خوش مجھ کو آیا  
مجھے خوش دل پسند آئی مقرر  
قتل کر بھیج دو ملک عدم کو  
کہا پھر میں نے اس سلطان کو پوچھ کر  
نیکھا ہوں مریدان کا کسوٹھار



جواب اس نخویاس ای نکوکار  
جو وہ ہر حال اپنے گھر سے یونکر  
صلابت انکی ہی ہمپر نہایت  
خدا چتا ہی کرے قطب قائم  
انھوں پر سونپتا ہی جن وانسان  
وگر لکھتے ہیں راوی اس بیان سے  
جناب غوث میں جا کر اوب وار  
کہ مجھ کو ایک جو رو ہی ہویدا  
سبھی فسوں گران عاجز ہوئے ہیں  
یہ سن فرما کے بولے غوث اعظم  
کہ ہی ایک دیوان دیوونسے بد خو  
کہ خانس ہی اسیکانام ظاہر  
تو اسکے کان میں کہہ یہ سن بس  
کہ حضرت غوث اعظم وصل رب  
وہ فرماتے ہیں مجھ کو پھر نہ آہان



کہ ہم انکی نہ کیوں ہوں حکم بردار  
نظر کرتے ہیں ہم سب جٹیوں پر  
سبھی ڈرتے ہیں دیکھ انکی صلابت  
تو انکو اُس اُپر کرتا ہی حاکم  
ہی انکی اختیار میں یہ فرمان  
کہ یک شخص کے پنیچا اصفہان سے  
کیا ہی عرض کر سب حال اظہار  
اُسے جھانجھ آکے وہ ہوتی ہی شیدا  
کیکا کچھ چلا میں تھک سہا میں  
امام الاولیا قطب معظم  
جو سر اندیکے جنگل میں ہی سوا  
اگر جو رو کو تیری آئیگا پھر  
کہ سن پیغام مجھ کو ہی یہ خانس  
شہر بغداد میں ساکن جو ہیں اب  
اگر یہاں پھر کے آئیگا تو سچ جان

ہلاک ہو ویگا تو اور ہو ویگا خوار  
 وطن کو شخص وہ وہاں گئے کیا جب  
 اُسے دیکھا ہوں پھر میں دس برس پہلے  
 کہ جو رو کا تیری احوال کیا ہی  
 جو اسکو جھانکے اس بعد از ہوا نین  
 سنے یہ نام کا حضرت کے اکرام  
 گئے یہ نام سنکر بھاگ دیوان  
 نہایت نام کی ہیگی جلالت  
 کہ گلزار معانی میں یہ ہی بات  
 انھونکے وقت میں ایسا تھا بیشک  
 جو کہتا ہو وضو ہو کر وہن سے  
 سو بیکدن اپنے جد خیر الورا کو  
 مشاہد میں جو دیکھے روبرو ہن  
 کہ ای فرزند میرے غوث اعظم  
 کہ آگے اُسکے یک ہیگا زمانہ

رہیگا بہت شدت میں گرفتار  
 جو حضرت نے کہے ویسا کیا تب  
 تو پوچھا اس سے وہ سب حال کسیر  
 انھیں کسیر میرے کہہ دیا ہی  
 جو دس برسان گزر گئے سپہا پتین  
 ڈراجنوں کا سلطان سنکے وہ نام  
 لرزتا ہی یہ سنکر نام شیطان  
 ولے کہتا ہوں کیشہ کھالت  
 کہ حضرت غوث سلطان کرامات  
 کہ انکا نام پاکیزہ مبارک  
 تو ہوتا تھا جد اسم اس کے تن سے  
 محمد مصطفیٰ نور الہد کو  
 لگے کہنے فصاحت سے میرے تین  
 جلالت کو کرو تم ترک اسدم  
 تو اسمین بہت عالم کر بہانہ





خدا کا نام عالی اور میرا نام  
 سوتب اپنے چھوڑی جلال  
 بزرگون نے لکھے ہیں اور یونکر  
 جو اونکا بے وضو سے نام لیوے  
 تو جی کے خوف سے عالم تہامی  
 یہہ دیکھے پر تہامی اہل ارشاد  
 کئے تھے التجا حضرت سے باہم  
 مجھے بھی یہ سخن آتا ہی دشوار  
 سوتب درگاہ رب المستعان سے  
 کہ میرے نام کو دی تہنہ تعظیم  
 لکھے ہیں عارفون نے اور یونکر  
 جو ناپاکی سے لیوے تو مقرر  
 و گریانت جو کچھ انکی کرے تو  
 کہ تا پھر کرند یکھے کچھ جفا کو  
 و گر جو شیرنی لاوے جمہرات

کہنے کے بہت بے ادبی سے تمام  
 سبھو نکو عفو کر بخشی اجازت  
 کہ پہلے تھی یہی حالت مقرر  
 ترت اسکا جد سترن سے ہووے  
 نہ لیتے بے وضو نام گرامی  
 کہ تھے وے اولیا اللہ بغداد  
 سو یون فرمائے حضرت قطب عالم  
 بہت ہوتا ہی ضایع خلق لاچار  
 ہو افرمان صادر اس بیان سے  
 تمھارے نام کو دی میں نے تکریم  
 کہ حضرت غوث کا نام منور  
 رہیگا تنگ دست و خوار و مضطر  
 ادا جلدی ستی اسکو کرے او  
 بھی پاوے اُسے امداد و وفا کو  
 کھلاوے فاتحہ دیکر خوشی سات



تو پاویگا بہت حضرت سے ادا و  
طعام خوشترین جو کوئی پکاوے  
تو اسکی ہی کشائش و وجہائین  
وضو سے لیوگا جو شاہ کا نام  
خدا سے بلکہ ہوگا اسپہ انعام  
لکھے ہیں اور یوں کر خوش بیان ایک  
انھیں اس عفو ہونے پر مقرر  
کہ ہر حالت میں لیچو سب میرا نام  
سو تب شے کیا ہی عرض آکر  
غیاث العالمین نے وہی بشارت  
مراقب میں گیا ہی شخص وہ جب  
کہ نیچے عرش اعظم کے اسی ٹھار  
سو کھیاں آپکولا آپہ مارین  
کئے پھر حکم اسکو کھول انکھیاں  
کہ جو کھلی کرے تنوار سے دند

رہیگا و وجہائین خرم و شاد  
پڑھا کر فائز سب کو کھلاوے  
رہیگا حق تعالیٰ کے امان میں  
تو وہ سب بن رہے بافرح و آرام  
گنہ اُس روز کے بخشیکا اتام  
ولی اللہ تھے اہل عیان ایک  
کہ حضرت نے دئے ہیں حکم کیسر  
دیا اُس نام کا سار و نکو اکرام  
کہ یہ کیا ہی سبب ہو لو سر اسر  
مراقب کا کئے اسکو اشارت  
وہاں دیکھا ہی اُسے اسوجہ تب  
برہنہ ایک لٹکا لی ہی تلوار  
ترت کٹکڑو کٹے ہوئے جاوین  
کہے پھر اس سے سب محبوب جان  
بجز اُسکے وہ کیا دیکھیگی ہر چند

تین



کہ یہ ہمیں بھیان میر مخالف  
مگر میرے محبان دوستان او  
وے سب میں عفو کے دامن میں ملوف  
پھر اسکے بعد سارے اولیائے  
لئے ہیں مانگ حضرت سے شفاعت  
محبان اور مخالف پر سراسر  
غیاث العالمین نے اور یونکر  
کہ میری سیف ہی مشہور سب پر  
مسیح ہی میرا سپہا یوں  
جلالت اور نیو دوستداران  
کہ تھے یک شیخ احمد اہل عفت  
تھے ابن بوسعید ابن ابوالخیر  
کرامت انکی تھی سارو نیہ اظہار  
پھرین شہر ہون شہر سیاح ہو کر  
جہان جس شہر میں جاتے تھے وہ جب

جوہن پر عکس میر لوگ مصرف  
جو میرا نام لیوین ہر گھڑی سو  
مخالف سب ہلاک اب ہووین مصروف  
کے رنجش طلب سوا التجا سے  
سو حضرت نے کئی اُنپر عنایت  
ہوا ہی حال یک تب سے برابر  
فصاحت سے سخن بولے ہیں خوشتر  
میرا یہ تیر چہا ما ثور سب پر  
کہ میں نار اللہ الموقدہ ہوں  
محبت کی صحن کے شہسواران  
تھی جام زندہ فیل انکی کُنیت  
سوار کا اتھا خاص انکے یک شیر  
دگر یہ تھا کہ ہو ضیغم پہ سوار  
نظارہ کرتا تھا ویکہ کبیر  
تو کہلاتے وہ انکے قطب کو تب



کرامت

صفت شہر  
کونین

میرے اس باگ کے کھانیکی خاطر  
 نہین توجھوڑتا ہوں اپنا غنیم  
 تو جسکو پہنچتا تھا اُن کا پیغام  
 کہا تب یک نے انکو ظاہر اُتب  
 کہ تا دیکھو گے وہاں کے اولیا کو  
 کہے اللہ وہاں جاتا ہوں اپن  
 لئے جب کوچ کر بغداد کی راہ  
 غیاث العالمین دو جگہ کے سرور  
 کہ شیخ احمد مین ملنے کی خاطر  
 ہوئے مین باگ کے اوپر وہ اسوار  
 رکھو فی الوقت حاضر اسکو کر کر  
 کہ وہ اگر تقاضا کچھ کریں جب  
 سو کی دن بعد شیخ احمد ہو خوشحال  
 جناب قطب ربانی مین ظاہر  
 جو لے آیا تھا وہ پیغام شہ پاس

کر ویک گاؤ لا جلدی سے حاضر  
 کر یگا آپ کا وہ کام بیغم  
 تڑت وہ گاؤ بھیجے چھوڑے کام  
 نکر تے سیر کیوں بغداد کا اب  
 ملو گے اُن سبھی اہل صفا کو  
 غرض وہاں سے روانہ ہو چلے مین  
 اسید مین دو عالم کے شہنشاہ  
 کہ مجلس مین تب یاروئے یونکر  
 چلے آئے مین نکلے گھر سے باہر  
 کر واس باگ کو یک گاؤ تیار  
 اُسے ہی کھانیوالا باگ اکثر  
 تو انکو بھیج دیوں گا وہ تب  
 ہوئے بغداد داخل فارغ البال  
 کہے مین التماس اُس گاؤ خاطر  
 اُسے بولے تو جا بخوف و سوس



جو کچھ اب شیخ کا مطلوب ہی ہو  
 مئے پیام ایسا شیخ نے جب  
 کہ سارے اولیاء نہیں مقرر  
 مگر شاہ زمان سلطان جیلان  
 اخون نے بھی میری ہیبت کے ڈر سے  
 شہ عالم غیاث الخلق نے جب  
 تو یک گنا تھا ان کے در پر وہاں  
 چلا اُس گاؤ کے پیر و ہونچین  
 ترے اس گاؤ کو دیکھے سے ضیغم  
 وہ کتا گاؤ کے پیچھے سے جا کر  
 کیا ہی پارہ پارہ اسکی تین تب  
 خدا کی راہ میں اسوقت مطلق  
 بشرف فیض خوش تریکے ساتھ  
 مرید و نہیں ہوئے حضرت کے داخل  
 خدا کا قرب گر چیتے ہو یا رو



پیر سب پیچھے پیچھے آویگا او  
 بہت رو رو کے یوں کہنے لگے تب  
 نہ تھا میری نظر میں کوئی یونکر  
 امام الاولیا محبوب سبحان  
 قبولے گاؤ دینے اپنے گھر سے  
 روانہ کر کے بھیجے گاؤ کو تب  
 پڑا رہا تھا جون دریاں ہو قربان  
 یہاں لگ تاکہ بنیچا اسجگہ میں  
 کھڑا اٹھ کر رہا اسوقت بیغم  
 زرخدان باگ کا محکم پکڑ کر  
 یہ دیکھے شیخ نے اور یوں کہے تب  
 یہی ہیں سب کے مرید خاص برحق  
 وہی ممتاز ہیں شاہ کرامات  
 عقیدہ صدق رکھو اور شوقِ کامل  
 تو جون کئے جناب پیر کے ہو

جناب پیر کا کتا مفت سر  
روایت اور راوی نے کئے ہیں  
کہ تھامین در سے مین شے یکبار  
وگر شیخ علی بن ہستی تھے  
بھی شیخ ماجدی کروی تھے اُس ٹھار  
کئے تب غوث نے خادم کو فرمان  
بچھا خادم نے سفرہ تب اسی بار  
ہوئے اطعام کے کھانے شاغل  
کہے خادم کو حضرت غوث نے تب  
کہا فدوی نے اب روزہ رکھا ہے  
کیا تکرار مین صائم ہوں یا پیر  
یہی کہتا ہے خادم مین ہوں صائم  
غضب سے اس طرف دیکھے نظر کر  
کیا پیشاپاس در سے ہو مجنوں  
مشایخ جو کہ تھے حاضر انھوں نے

رکھے ہی شرف سب شیروں کے اوپر  
وہ عبداللہ شیخ حنبلی مین  
وگر شیخ بقا تھے اہل اسرار  
بھی شیخ بوسعید قیلوی تھے  
کرے سجان مقدس اسکا اسرار  
بچھا سفرہ لے آیا طعام الوان  
رکھا سفرہ پہ لا کر خوان تیار  
خوشی و کھو ہوئی تھی سب کے حاصل  
کہ تو آ بیٹھ کھالے پیٹ بھراب  
کہے کھا تجھ کو روزہ کی جزا ہے  
کہے تب حضرت سلطان گھنیر  
سو تب غوث الودو جب کے حاکم  
پڑا اور حال بخود ہو کے گر کر  
لگاتن سے ٹپکنے پیپ اور خون  
کئے اسکی شفاعت آبرو سے



کے حضرت کے آگے التجائب  
عفو اسکو کئے ہیں غوث اعظم  
اسیدم میں ہوا ایسا وہ خادم  
گویا آفرین تھا اسکے اوپر  
بہت نادر و گرہ یک منقبت ہی  
لکھا ہے اس طرح تجار تھا ایک  
وہ تھا اونچا زیادہ قیمتی سو  
دکھایا ہی سوانے میں قبول  
چلا نوید ہو گھر کی لیا راہ  
گذرا سکا ہو حضرت کے گھر سے  
سو حضرت غوث قطب الواصلین نے  
کئے خادم کو اپنے حکم اس طور  
اُسے ویکرہزاران سات وینار  
موافق حکم کے خادم نے اسدم  
پڑی ہی پاؤ گز کپڑ کی ورکار

کہ تا نکا غضب ساکن ہو اسب  
ہوا وہ شادمان خورسند خرم  
کہ آگے جس طرح تھا خوب الم  
ہوئی صحت رہا ہی شاد ہو کر  
وہ حضرت غوث کی سب کموت ہی  
انہیں یک سات گز کپڑ الیا نیک  
بجا بغداد کے حاکم کئے او  
تو سو و اگر نے اسکو کچھ نہ بولا  
سو تب اُسکے گز نہیں ہی واللہ  
مبارک خانہ عالی قدر سے  
امام العارفین والعالین نے  
بٹالاوے وہ سو و اگر کو فی الفور  
سلایے پیرہن اس طرح کا وار  
سیا سو پاؤ گز کپڑا ہوا کم  
سو حضرت نے کہے تو کر کے گشتار





سیہ مکی کا یہ ریزہ ہی حاضر  
 خبر بغداد کے حاکم نے پایا  
 کہا اسکو تو جا غوث الوریاس  
 سلام اکو میری تو بول اوّل  
 کہ جو شئی اسکی قیمت پر نظر دھر  
 اُسے تم لیو گے تو فی الحقیقت  
 یہ پہ پہلا جو کہ مل اپنے من لوگان  
 خلیفہ پاس اب کچھ زر نہائیں  
 وگرنہ یہ ہی کہ پیسے کی طمع سے  
 بجلی کر طمع زر کی رکھا ہی  
 وزیر اسوقت نکلا ہی وہاں سے  
 تو دیکھا دور سے شاہِ زمین کو  
 سو یک ہونڈینے پر دیا ہی  
 نہ قیمت آویگی اسکی درم سات  
 کہ ان صاحب ولایت پاس اکثر

اُسے سیون وہاں ہی بہت نادر  
 سو تب اپنا وزیر اُسے بلایا  
 کہ محبوب خدا ہیں افضل الناس  
 پھر اسپر عرض کریں کہ مفصل  
 نہ لیوین ہم بکاتا مال دیکر  
 مجھے ہی دو طرحے اسین خفت  
 کہ تیکے گفت گو کہ میری باتان  
 جو قیمت دیکے یہ لینے سکانین  
 نہ کپڑا لے سکا خاطر جمع سے  
 جو اس کپڑے کو لینے نین کا ہی  
 جناب غوث کے پنچا مکان سے  
 کہ پہنے اپنے اس پیر بن کو  
 سیہ مکی کا ریزہ لے سیا ہی  
 کیا اندیش اُسے ولین اسد ہا  
 یہ قیمت وار کپڑا خوب دیکر



سیہ کمل بہم دولوں کامراتب  
یہاں گستاخ بے ادبی سے جانا  
ضرر بن تو نہیں خالی بہم ہا بات  
کیا ظاہر خلیفے سے حقیقت  
کیا غصہ وزیر اوپر اسی بار  
دیا پھر ساتھ اسکے فوج و لشکر  
کیا تاکید حضرت کو منع کر  
کہ ایسے کام میں میرے برابر  
خلیفے کا توار کا ہو کے اسوار  
مبارک سر کو غوث العالمین نے  
ترت دیکھے سے حضرت کے سر اسر  
کے غائب لجاے یک مکان میں  
بہت لرزہ خلیفہ اُسکے دُور سے  
تو شاید ہو ویکا بہم حال مجھ پر  
کروں اپنے پسری زووند بیر



برابر ہی تو مجھ کو مین مناسب  
خلیفے کا پیام انکو کہلانا  
وہاں سے بچ کے آیا ہی خوشی ستا  
خلیفے نے تب اپنا دیکھ حشمت  
کیا پھر آپکے بیٹے کو تیار  
روانہ کر کے بھیجا قطب دین پر  
کہ اس میں ہی امانت میرے اوپر  
نہو نا ہم ساری رکھ کر سراسر  
چلا ہی فوج لے وائے اسی بار  
مراقب سے اٹھا دیکھے وہاں سے  
فرشتے آکے اُن سب کو اٹھا کر  
نہ آوے کس کے وہ عقل و گمان میں  
کہا میں بھی اگر جاؤنگا گھر سے  
بھلا وہ ہی کہ اب کچھ فکر کر کر  
کیا وہاں جو تھا اسکا مرشد و پیر

کیا سب حال اپنا اُسے ظاہر  
 کہا یہ سرتلے رکھ اپنے اور سو  
 بہت کرناہ و فریاد کو تب  
 بلانا غم پیالی چار رات ان  
 ستون دین وہ دین عالم کے رہبر  
 کیا ہی عرض ان سے اپنی مطلب  
 جسے باز دھین میں حضرت غوث اعظم  
 سوا سکے پر نے پھر پانچویں رات  
 اسے لے سرتلے سویا ہی پھر کر  
 محمد مصطفیٰ سلطان ارشاد  
 جواب اکو دے حضرت نے فی الفور  
 میرے فرزند سید عبد قادر  
 خلیفہ نا امید می سے پھر ہی  
 علاج اسکا کرین کیا اور تدبیر  
 کہ ہی اب جنتی آپ باقی

انھوں نے لکھیا ایک نقش آخر  
 جسے دیکھیکا اپنے خواب میں تو  
 تو وہی ہی خلیفہ نے کیا سب  
 تو دیکھا خواب میں ہر چار پاران  
 ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ  
 تو ہر چاروں نے فرمائے اُسے تب  
 وہی کھولیں وہاں جانا اُسیدم  
 دیا ہی لکھکے دیگر نقش خوش فہات  
 تو دیکھا خواب میں ختم پیہر  
 لگا کر نے خلیفہ تب تو فریاد  
 کہے تھے چار اصحابوں نے جب طور  
 وہی کھولینگے جو باز دھے میں ظاہر  
 یہ سب مرشد کے آگے جا کہا ہی  
 کیا تب پر نے اس کے یہ تقریر  
 نہیں قدرت کہ ہوا سے ملاقی



یہی ہی فکر جو اس مرتبے پر  
 جناب قطب ربانی میں جا کر  
 زمین پر سر رکھیں وہاں ہو گے گریبان  
 تباہ اپنے حال پر شاید کہ حضرت  
 کئے یوں مشورت و نوون لاچار  
 کئے ہیں عرض اپنا سر نوا کر  
 خلیفے کا پیر و یا ہی یکبار  
 سواران اور بھی ایسے نشان سے  
 پس نے کھینچ کر شیرا سدم  
 خلیفے نے پس کو بت کہا یوں  
 میرا ہی حال اس نوبت کے اوپر  
 کہا تیرے سب سے چھوڑ فرحت  
 کہ تھا میں جنت و نعمت کے اندر  
 اگرچہ حضرت محبوب رہے  
 تیرے سے کہ جدائی اور جہان سے



کرین بخشش طلب عذر گنہ کر  
 شفاعت مانگ لیون اس خطا پر  
 نہایت عاجزی سے دل پریشان  
 ترحم کر کے فرماوین شفقت  
 جب آئے قطب ربانی کے دربار  
 نگہ شد نے کئی اوج سما پر  
 کہ جس ہیئت سے تھا گھوڑا سوار  
 اتر آئے تلے سب آسمان سے  
 چلا آیا پدر پر پہنچو کے برہم  
 جدائی سے تیری میں یوں ہوا ہون  
 تو مجھ پر طرح آتا ہی کیونکر  
 پڑا محنت میں اور پاؤں گناؤلت  
 گویا دوزخ میں اب آیا مقرر  
 ہمیں تباہ عراضی کے سب سے  
 رکھے تھے غائبانہ کر یہاں سے

ولیکن ہم تھے سب جائے خوشی میں  
 بہت نعمت کے تھے محفوظ ہم تب  
 ندیکھا ہو ویکا تو خواب میں کب  
 اسی ساعت خلیفہ پیر کے سنگ  
 کئے توبہ دل و جان سے مقرر  
 عبودیت کی پیشانی اسی بار  
 مرید انکے ہوئے مل خدا مان سے  
 جہان لگ تھا وہاں جیتا خلیفہ  
 دل و جان سے وہ فدوی ہو رہا  
 سنو دیگر بیان یا ران ہشیار  
 ہوا پر سے چلا تھا سیر کر کر  
 تو اپنے ولیمین یوں خطرہ کیا یاد  
 غیاث العالمین سلطان اجلال  
 کئے اسکی ولایت سلب اُسد م  
 غیاث العالمین کی بارگاہ پر

بہت خوشتر مقام دلکشی میں  
 کہ وہ ہنکا کر سی کامیرے تب  
 بلا یا بھٹا کیوں وہاں سنی اب  
 پس اسکا بہتہ تھنوں اہل فرہنگ  
 کیا دل صاف استغفار کر کر  
 ملا ہی خاک در پر ہو گونسا  
 رہے فدوی ہوانکے فدویان  
 نہ کرتا تھا خلاف امر شریفہ  
 جناب پیر پر ہو کر فدا تب  
 رجال الغیب سے یک مرور ہوا  
 تو جب بغداد پہنچا ہی سراسر  
 نہن کوئی مروی در شہر بغداد  
 ہوئے آگاہ اس کہنے سے فی الحال  
 ہوا پر سے گراؤ ہو کے برہم  
 کہ جنکا داب بگیا جہر و مہ پر



حاجی

الکتاب



سو شیخ علی بن ہستی نے  
کیا ہی اُس نے توبہ پیر کے پاس  
گیا وہ پھر ہوا میں کر کے پروان  
جلالت کا بیان ہی اور دیگر  
کہ حضرت غوث کے نزدیک کیا رہا  
وہ آیت ہوگی لَمَنْ الْمَلِكُ سَوَّبَ  
تَوْبَ لَوْ كَانَ اُٹھتے جو تھے حاضر  
کے حضرت نے انکو یہ اشارت  
ہو تو مت جگہ سے اپنی ز نہار  
کہے مِّنْ مِّنْ يَقُولُ الْمَلِكُ لِي تَب  
مجھے ہی ملک یوں کر کون کہوے  
کہ اپنے سے اضافہ ملک کا سب  
وہاں تھا مرد صالح ایک حاضر  
کہا اُس نے کہ میں کہتا ہوں اِدم  
سب اس کے کہ وہ حق پیر تین ہی

شفاعت منگ لئے قطب حلب سے  
کہے تَب عَفْوَا سَكُو فَضْلُ النَّاسِ  
چلا حضرت کہنے سے ہو سرفراز  
مَعَ الْاَسْنَادِ رَاوِی سے مقرر  
پُر حقاری نے یکایت بیانوار  
اُٹھے وہ سنکے آیت وصل رب  
غیاث الخلق کی تعظیم خاطر  
رہو تم حال پر اپنے اٹھو مت  
کہے مِّنْ اِسْمِ پھر حضرت نے تکرار  
کہ یعنی کون ہی کہو وہ یوں اب  
کہاں طاقت کے وہ کون ہووے  
سکے کر نیکیو ایسا کون ہی اب  
تھا اسکا شیخ احمد نام ظاہر  
کہ سکا ملک میرے پر مسلم  
اُسے کچھ مثل اور مانند نہیں ہی

دیکھو



سو حضرت سرورین قطب اکوان  
بلند آواز سے اس مرد کے سات  
کہ تو اسکو ہوا تھا کب کہ تا او  
اُسے اس مرد صالح نے سنا ہی  
پکارا نالہ جانسوز کی بات  
وہین اسکو زمین او پر شکدے  
زسر تا پا برہنہ ہو گرفتار  
سنگ ستاخ جوشہ سے ہوا ہی  
ولایت کھوکے بیجا ہونے کا  
تو یار و جنگا یہ جاہ و جلالت  
تو اس جاہ و جلالت کے بیان کا  
کسے لکھنے کی طاقت یہ حکایت  
تو کر یوسف یہاں مجلس کو تمام

شہنشاہ فریق جن وان  
کہے ای احمق و نادان یہ کیا بات  
تجھے ہو ویکجا جب یو مکر کہا سو  
تغیر حال اس پر ہو گیا ہی  
یہ کملی تھی اسکے برین خوشدھات  
برہنہ ہو چلا جنگل کی رہ لے  
ہوا جنگل کا رستہ لیکے رہوار  
سزا فی الفور وہ پا کر رہا ہی  
رہا حیران پریشان ہو گرفتار  
رفیع الشان و شوکت باکالت  
بھی اس واجب صلابت کے نشان کا  
یہ ہی دریائے پائنت و نہایت  
دروان پڑھ سول اللہ یہ مدام



پڑھو یاران درودان اور تحیت  
بروح مصطفیٰ سلطان امت



## مجلس پنجم

قلم باغ ثنا کا باغبان بن  
سنوار مجلس پنجم کو یکسر  
لکھا اس میں شہدین کے مناقب  
کہ حضرت غوث قطب دہلی جہان میں  
فریق عارفوں کے ہیں شہنشاہ  
تامی واصلوں کے پیشوا ہیں  
خدا کے دوستوں نے انکی تعریف  
کہ حضرت خضر پیغمبرؑ نے یونکر  
غیاث الخلق کے مانند انور

لے اکبر تے کے چنکے گلبن  
کیا خوشبو سے یہ مجلس مسطر  
مناقب جو کہ ہیں عالی مراتب  
خدا کے برگزیدے بے گمان ہیں  
رسول اللہ کے نائب صاحب جاہ  
گروہ سالکوں کے رہنما ہیں  
کئے ہیں کی طرح سے صلح و توصیف  
کہے واللہ قسم کر کر مقرر  
مقام قرب و مشوقی کے اندر

نکوئی آیا ہی اس دنیا میں اب تک  
 ابو مدین ہیں شیخ مغربی ایک  
 ملازمین جبکہ خواجہ خضر کے سات  
 جو ہیں قطبِ دو عالم غوثِ اعظم  
 کہے وہ رہنما ہیں صادقوں کے  
 وہی سچ معرفت کے تئیں ہی جان  
 پھرتا ہوں مراتبِ اولیا کے  
 وگرقاضی شہاب الدین ہیں ایک  
 شہ عالم خطاب انکو ہوا ہی  
 کہ حضرت شہ بدیع الدین صاحب  
 بلاوین مجھ کو اپنے پاس وہ تب  
 زبان سے انکی جو سنتا تھا میں سو  
 اسی سے ایک پہ گیا کہ یک روز  
 مناقب اور فضائل کو انھوں نے  
 کہ سن قاضی تجھے کہتا ہوں کسیر

نکوئی آئیگان کے بعد بیشک  
 کہے ہیں اس طرح مذکور کر نیک  
 تو پوچھا ہوں انھو کو غوث کی بات  
 امام العارفین قطبِ مکرّم  
 وہی حجت ہیں سارے عارفوں کے  
 مکرّم اولیا میں انکی ہی شان  
 اشارت کی طرف اس رہنما کے  
 جو پوری لہوری ہے لقب نیک  
 سو یوں تلفظ میں اپنے لکھا ہی  
 لقب ہی شہ مدار انکو مناسب  
 بزرگوں کا بیان مجھے کہیں سب  
 رقم ذکر کے لکھ رکھتا تھا سب  
 جو بعضے اولیا اگلے تھے فیروز  
 بیان کرتے تھے مجھے آپ ہو کے  
 کہ پیچھے چار یاروں کے مقرر



رسول اللہ کے ہیں وہ یار و دلدار  
بمثل غوث سلطانِ کرامت  
ہوئی نین اور نہین ہو ویگی مطلق  
وگر کوئی غوث یا قطب زمانہ  
نہ کوئی پہنچا ہی اُنکے مرتبے پر  
ولایت میں ہی انکوشانِ عظم  
جو کچھ اب مرتبہ ہی قطبیت کا  
پہم سارے مرتبے سے بڑھکے آخر  
رہے ہیں آپ با صد شان و شوکت  
و راہین ہی مقام اُنکا مقرر  
سو تب میں نے سوال اُسے کیا ہی  
کہے یوں دونوں مخفی احَدیت ہی  
نہ اسے مرتبہ ہی کوئی بڑھکر  
حقیقت با ولایت مطلقہ کر  
ولایت مطلقہ احمدیہ



ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و کرارؓ  
کسی عالی مقامی کی امامت  
سخن کہتا ہوں یہ تحقیق برحق  
نہ پایا اس مراتب کا نشانہ  
نہ پھر کوئی پہنچ سکے کا مقرر  
بزرگی کا ہوا یہاں مرتبہ تم  
وگر محبوبیت اور فردیت کا  
مقام قرب صدیقی میں ظاہر  
کہ ہی اب تک فزونی میں وحشت  
وہاں آرام کرتے ہیں سرور  
و را کہتے ہیں کس کو وہ سو کیا ہی  
یقین وہاں ذات حق کی ہاست ہی  
نہ آگے اُسکے کوئی رتبہ ہی بہتر  
اُسکا نام ہی اور وہ مقرر  
خصوصاً عین ہی اور سرمدیہ

کہ امت میں محمد مصطفیٰؐ کی  
 میں ظاہر اس مکالمین تین مردان  
 دوم خواجہ جنید وہ صاحب جاہ  
 سوم میں حضرت محبوب سبحان  
 لکھا بعضوں نے یوں جو تیس کرو  
 چہارم تو غیاث العالمین میں  
 غیاث الخلق فخر دین کے چھپین  
 سدا رہنا ورا میں سو مقرر  
 تنزل اس سے نین کر نیکا برحق  
 کہ حضرت قطب دین عالم کے سرور  
 رسول اللہؐ کی فرمانبری سے  
 قدم انکا نبی کے تھا قدم پر  
 سکھانا علم دین کا پھر بھون کو  
 وگرا رشتہ وگرا نسب مریدان  
 بہر سب جاری تھا ہر دن اور ہر آن

امام الانبیا خیر الورا کی  
 سو یک پہلوں میں مقبول سبحان  
 کہ شاہ طاہر وہ میں شہنشاہ  
 امام الاولیا سلطان جیلان  
 میں خواجہ ولس قرنی صاحب فرد  
 شہ کون و مکان سالار دین میں  
 نہ کوئی ظاہر ہو اسی اس ورا میں  
 خدا کی ہی تجلی بیچ یکسر  
 مگر بہر ادائے فرض مطلق  
 رہے تھے باوجود اس منزلت پر  
 شریعت پر تھے قائم پیروی سے  
 وگرا مشغول تھے طاعت سے اکثر  
 بھی کرنا تربیت سب طالبو کو  
 تصرف ظاہر و باطن کا یکساں  
 رہا میں اسے کچھ موقوف سبحان





بھی روحانی تصرف شاہِ دین سے  
 وگرائے قدم کو پہننے کیسے  
 خدا کے حکم سے یہہ ہی مقرر  
 کہ حضرت غوث کی ہی اسمین تعظیم  
 بجلائے خدا کا شکر وافر  
 رکھے حق پہوان کے خانان میں  
 کہے تاجائے بعث احمدی سے  
 تصرف کو ولایت کے لئے ہیں  
 بھی چوہ خانوادیکے بزرگان  
 خلافت کے ہوئے خرقہ سے مسرور  
 مجھے بھی فیض ہی حاصل وہیں سے  
 کہے پھر کر میرے یہہ کمال  
 نہ ہوتا مصطفیٰ ختمِ رسل پر  
 کہ بولے ہیں رسول اللہ نے یونکر  
 وگر ہی منقبت اہلِ خبر سے

ہی جاری آجکے دن لگ یقین سے  
 قبولے اور رکھے کا ندھیکے اوپر  
 یہہ جاری آج لگ ہی حکمِ کسیر  
 کمال اور بلاغت اور تکریم  
 کئے ہیں یوں دعا پھر اپنی خاطر  
 لکھا ہی دوسرا یوں اس مکان میں  
 وہ پہنچے اور انکی پیروی سے  
 شہ ملک ولایت ہو رہے ہیں  
 غیاث الخلق کے ہو کر مُردان  
 رہائین کوئی یک محروم اور دور  
 شہ کوئین قطب العالمین سے  
 کہ سچ واللہ اگر ختم رسالت  
 تو غوث العالمین ہوتے ہمیر  
 ہمیرین میرے پیچھے مقرر  
 عمر بزاز اور شیخ عمر سے



بھی سیف الدین سید عبدوہاب  
 کہ حضرت غوث نے منبر کے اوپر  
 کہ تھا دن سو طوان اور ماہ شوال  
 سنہ ہجری سے تھے تہ چار سو پر  
 میں دیکھا خواب میں شمس الضحیٰ کو  
 کہ فرمائے مجھے اب میرے فرزند  
 تو میں کہنے لگا اُن سے بیان کر  
 یہاں خوش گو جو میں بخداو کے سب  
 کہے تہ مجھ کو کھو لو آپ کا مُون  
 کہے دم منہ میں میرے ہفت مرت  
 کرو تم وعظ ساری خلق پر اب  
 سنو معنی ہیں اس آیت کے یوں سب  
 نماز طہرت میں نے کیا ہوں  
 سو دیکھا ہوں جمع ہیں لوگ بسیار  
 تو ویسے وقت میں شیر خدا کو

وہ ہیں ابن شہین قطب اقطاب  
 کہے لب کی صدف سے رول گوہر  
 کہ وہ منگل کا دن تھا نیک اعمال  
 برس کیسوان اسوقت اندر  
 محمد مصطفیٰ بدر الدجی کو  
 تھیں اب کس سب کہتے تہنہ پند  
 کہ میں ہوں مرو عجبی اس مکان پر  
 کہو نہیں وعظ انہر کس طرح اب  
 تو میں نے اپنے منہ کو واکیا ہوں  
 کہے ہیں حکم پھر حضرت نے اسدہات  
 پڑھے ہیں آیت اوعوا لکیتین تہ  
 خدا کی رہ طرف دعوت کرو اب  
 جگہ پر اپنی پھر بیٹھا رہا ہوں  
 زبان میری ہوئی ہی بند لاچار  
 امیر المؤمنین مشکاکت کو

صالح الدین سید وکم



وہاں دیکھا ہوں مجلس میں مقرر  
 کہ اسی فرزند کیوں کہتے نہیں پند  
 تو بولے جھکوا اپنے منہ کو کھولو  
 کہ میں دم میر منہ ہیچ چھہ بار  
 تمہیں کیوں دم کہے نہیں ہفت مرتا  
 ادب سے حضرت خیر الورا کے  
 نظر سے پھر میری غائب ہو گیا  
 کہا ہوں ذکر بحر دل میں غواص  
 سبب عرفان کے موتی کی خاطر  
 تو اسکے داستان کا ترجمہ جو  
 بکا جاتا ہی وہ اُس کے برابر  
 لگے ہیں وعظ کہنے آشکارا  
 لکھے ہیں قطب دین عالم کے سردار  
 کہ اسی اہل زمین و آسمان آؤ  
 کہ تم کچھ اس بیان سے سیکھو اب



مقابل ہو کرے فوٹے پونکر  
 کہا باوا زبان میری ہوئی بند  
 سو اپنے منہ کے تئیں کھولا ہون تو  
 تو پوچھا میں نے اسے کہ تکرار  
 کہے مولا علیؑ نے مجھ سے یہ بات  
 محمد مصطفیٰؐ نور الہد کے  
 تو ویب وعظ کہتے کو لگامین  
 لگا کرنے کو غواصی باخلاص  
 تو سنئے کے کنارے لاوے باہر  
 زبان ہی سو یہ کہتا ہی نداؤ  
 جو نقد نیک و طاعت ہی سراسر  
 سنائے ہیں بیان وحدت کا سارا  
 یہی ہر وعظ میں کرتے تھے تکرار  
 سخن میرا سنو اور فائدہ پاؤ  
 مجھے برحق تمہیں پہچانیو اب

کہ میں ہوں نائب و وارث یقین کر  
عطا اس انجن میں غلتان ہیں  
میرا اس دلہ وہ خلاقی مطلق  
انہوں کی وعظ کی مجلس میں لوگان  
انہوں سے چار سو مردان خبردار  
تام وہ وعظ ہوتا تھا بیان جب  
بھی اسکے وجہ سے اور ذوق کو مان  
کہے ہیں بوسیدہ قلیوی نے  
غیاث الخلق کی مجلس کے اندر  
وگر کی مرسل و پیغمبروں کو  
وگر شیخ بقا ابن بطونے  
کہ حضرت غوث کی مجلس میں بیروز  
سو تب کہتے تھے حضرت وعظ خوشتر  
یکایک وعظ کر موقوف حضرت  
اتر آئے ہیں اس پیچھے زمین پر

پیغمبر ختم مرسل کا زمین پر  
خدا سے ایمان ہر دم بخشان ہیں  
تجلی آپ ہو کر تابی برحق  
جمع ہوتے تھے سب تر ہزاران  
بیان اس وعظ کا لگتے تھے ہر بار  
اثر اور آپ اس وعظ کے تب  
یقین مرتے تھے دو یا تین مردان  
کہ میں نے بار بار اپنے من سے  
رسول اللہ کو دیکھا ہوں نظر کر  
فرشتے صف بعف اور حبیبو کو  
لکھے ہیں یہ کمال اسوجہ سے  
تھا حاضر شوق دل سے ہو کر فیروز  
وہ تھے منبر کے پہلے پایہ اوپر  
رہے خاموش ہو کر ایک ساعت  
گئے ہیں بعد ازاں منبر کے اوپر



تو بیٹھے دوسرے پایہ پہ جا کر  
 دراز اول کا پایہ اس قدر ہی  
 ہری سندس کا ہیکا فرش اُس پر  
 تمامی لیکے اپنے ساتھ اصحاب  
 خدا نے حضرت میران کے دل پر  
 سوتل نزدیک تھوہ شاہ جیلان  
 پیٹیر نے پکڑا نکور کھے ہیں  
 ہوئے پھر خور و لاغر اُسے ہار  
 بڑے پھر کر ہوئے شاہ ولایت  
 ہوئے میری نظر سے پھر کے نہان  
 جو تھے مجلس میں حاضر با عقیدت  
 صحابو نکو بھی دیکھے سو وہ ہی بات  
 دیا ہی حق نے انکو دست قدرت  
 اسی موجب کہ تھے دنیا میں جسدِ جا  
 سب گر نیکا حضرت کے بنا دو



وہاں دیکھا ہوں میں نے یوں ہر سر  
 کہ جتنی آنکھ کی لہنی نظر ہی  
 رسول اللہ بیٹھے اُس پر آ کر  
 ستار و نین گویا بیٹھے من مہتاب  
 تجلایک کیا ہی آپ ہو کر  
 کہ گر جاوین اُسی ساعت کے دریاں  
 پناہ و حفظ میں اپنے رکھے ہیں  
 گویا کنج شکست بعد از پکارے  
 ہوئی تب انکی سہیت ناک صورت  
 مجھے تب پوچھنے آئے وہ لوگان  
 نبی کے دیکھنے کی سب حقیقت  
 کہا اُس نے بیان کر کر خوشی سات  
 کہ انکی پاک روحان اپو صورت  
 کہے سچ اور پوچھے دوسری بات  
 کہ ہونا خور و اور بڑھنا ہو اسو

کہا پہلا تجلّا حق سے اُن پر  
 کہ اس کتاب میں تھا آدمی پر  
 اسی باعث اتنی نزدیک یہ بات  
 اگر انکو نہ پکڑیں تب ہمیں  
 ہوا ہی پھر تجلّا دوسرا سو  
 سب اسکے ہوئے میں خورد و لاغر  
 ہوئے میں پھر بڑے قطبِ دو عالم  
 خدا کا فضل یہہ ہیکا سراسر  
 نیسے میں لکھا ہی یوں بیا نوار  
 امام العارفین محبوب سبحان  
 سوتب شیخ علی بن ہشتی و ثمان  
 ملایا پسند نے تب انکو اس تھار  
 کہ تب غوث اعظم نے یہہ فرمان  
 اتر ممبر سے آشیخ علی پاسبان  
 غیاث العالمین عالی مناقب

ہوا سو اس صفت سے تھا مقرر  
 اگر ہی تو نبوت کی مدد کر  
 کہ گرجا وین شہِ عالی مقامات  
 محمد مصطفیٰ عالم کے رہبر  
 جلالت کی صفت سے خاص تھا سو  
 پکارے بعد از ان شہ نے ندا کر  
 غیاث الخلق فخر جن و آدم  
 جسے چوئے اُسے بخشنے عطا کر  
 کہ یکدن وعظ فرماتے تھے سالار  
 سراج الواصلین سلطانِ جلیان  
 رہے تھے بیٹھ ممبر پاس باستان  
 لگی ہی آنکھ تو سوئے میں لاچار  
 رہو خاموشی میں مجلس کے لوگان  
 او سے ہو کھڑے اوافضل الناس  
 نظر کر دیکھتے تھے انکی جانب

علی شہید



ہوئے شیخ علی بیدار جسم  
کہ تھے خواب میں سلطانِ دین کو  
کہو دیکھو ہویا نین اب مفسر  
کہے میں بیان پیسے کے سب سے  
کئی کس چیز کی تم کو وصیت  
تو کئی لوگوں نے جانشین علی سے  
رسول اللہ کے انکے سب کے  
کہے شیخ علی نے انکے تین تب  
اُسے دیکھے ہیں بیدار میں وہ شاہ  
و گرجا جامع علوم اندر ہی مرقوم  
تھے شغل و غلط سے مبرا نہ خوشنود  
اسی ممبر کے آخر پایہ اوپر  
گھڑی کے بعد ممبر پر گئے ہیں  
کہے تب حاضرین نے عرض کر کے  
کہو اسکا سب کیا تھا بیا نوار



تو پوچھا اُسے پوچھو غوث اعظم  
پیسے رحمتہ للعالمین کو  
کہے اُسے نعم دیکھا مقرر  
کھڑا ہو کر رہا تھا اب اوپر  
کہے کرنا تھاری میں نے خدمت  
وہ پوچھے جو کہے شیخ جلی سے  
کھڑا ہو کر رہا تھا یہ ادب کر  
جو کچھ میں دیکھتا تھا خواہ میں سب  
غیاث الخلق اصح دین کے ماہ  
کہ حضرت غوث اعظم شاہِ مصوم  
اُسے تلے بیابا ہو زود  
کھڑے رہے دست بستہ آپ ہو کر  
نصیحت و عطا پر کہنے لگے ہیں  
کہ اسی غوث الوداع عالم کے سرور  
کہے حضرت نے اُن ساروں کے اظہار



کہ میرے بھائی رسول خاص احمد  
 سپاہی مہر اور پٹھان خوش ہو  
 ولے انکا ادب رکھ یوں کیا تھا  
 روانہ ہو چلے ختم القبی جب  
 تھیں مہر پٹھان جاکر و پسند  
 کہ تخلص القلانین بیا نوار  
 کہ حضرت غوث نے فرما کہ جب  
 تو دیکھا میں نے ختم المسلمین کو  
 ہوا میں تھے سوار وہ شاہ اکبر  
 کہے جد نے میرے موسیٰ سے پوچھ کر  
 کہ امت میں تمھاری کوئی ہی اور  
 کہے موسیٰ نے امت میں میرے نہیں  
 کہ اسی فرزند میرے آؤ مجھ پاس  
 لے تبت گو دین مجھ کو بلا شک  
 جو اپنے نہیں پہنے تھے ہمیر

امام المسلمین سلطان سرمد  
 کہے تحت سے میرے تین کہ بٹھو  
 تلے آخر کے پایہ پر کھڑا تھا  
 مجھے رخصت کئے اور یوں کہے تبت  
 تو میں اسوقت بٹھا ہوں کہ خورند  
 لکھے ہیں لو کہے جو شے گفتار  
 کہ میں بند او میں مہر پٹھان  
 محمد مصطفیٰ سلطان دین کو  
 تھے بازو سے دگر موسیٰ ہمیر  
 کہ ای بھائی میرے موسیٰ ہمیر  
 میرے فرزند کے مانند اسطور  
 سو حضرت نے مجھے فرما کہے ہیں  
 گیا خدمت میں پیغمبر کے لا باس  
 پہنا ہے وہ مجھے خلعت مبارک  
 کہے درج لبون سے رول گو مہر



یہ خلیفہ غوثیت کی ہی مقرر  
 رسول اللہ نے پھر کر تین نوبت  
 رکھے منہ میں میرے اور جھکو پھر کر  
 وگر شیخ مکارم نے کہے ہیں  
 سو حضرت وعظ کرتے تھے بیانوار  
 مقامات وصال واصلان میں  
 یہاں لگتا کہ ہر حاضر کے اوپر  
 سو گزرا دلیں میرے اس قدر سے  
 نزلت در حال حضرت غوث اعظم  
 میری جانب توجہ پھر کئے ہیں  
 ارادے میں تیرے اور تجھے میں اُردم  
 قدم پہلا وہ ہی دنیا سے کچھ مٹوڑ  
 تو چھپے تو ہی اور تیرا خدا ہی  
 کہا ہی بوالفلاح نے اور یونکر  
 کہ میرے باپ کے مرنیکا ہنگام



سبھی اقطاب اور ابدال اوپر  
 لعاب اپنی زبان کا بابر گت  
 گئے یہیں چھوڑ اس منبر کے اوپر  
 کہ یکدن غوث کی مجلس میں تھا میں  
 حقیقت معرفت کی سب بیانوار  
 مشاہد اور شہود عارفان میں  
 ہوا ہی شوق غالب خوب کبیر  
 کہ پیچھے اس ارادے کو کدھر سے  
 کئے موقوف کہنا وعظ اُردم  
 مجھے پھرا ہی مکارم کر کہے ہیں  
 قدم دو میں نہ اس سے بیش اور کم  
 قدم پھرو دوسرا اس نفس کو چھوڑ  
 اسی میں یہہ تمامی مدعا ہی  
 پسر ہی بوالحسن کا وہ مقرر  
 ہوا نزدیک تو پوچھا ہوں یہ کام

وصیت کر مجھے جو تیرے پیچھے  
 کہا لے اقتدا غوث الورا سے  
 گمان میں نے کیا ہوں تب تو یوں کر  
 گھڑی ایک ٹھہر پھر پوچھا ہوں جا کر  
 کروں تجھ بعد کس سے اقتدا میں  
 تو پھر ساعت سے پوچھا تیس بار  
 کہ میں اس وقت میں غوث الورا اب  
 ہوا ہی باپ میرا فوت جب تو  
 ہوا ہوں غوث کی مجلس میں حاضر  
 وہاں دیکھا ہوں تب شیخ بقا کو  
 کہ شیخ بو سعید قیلوی تھے  
 سوائے مشائخ جو تھے حاضر  
 کہ نین ہو نہیں تمہارے مثل و مانند  
 میرا یہ وعظ ہی امر خدا سے  
 مبارک سر کٹیں اپنے اٹھا کر

کروں میں اقتدا بیت کسی سے  
 شہ کو نین قطب الاولیا سے  
 کہا یہ مرض کے غلبے سے اکثر  
 کہ مجھ کو یہ وصیت کر سراسر  
 کہا اُس نے کہ جو غوث الورا میں  
 کہا تب مجھ سے ای ابن نکو کار  
 نکرنا اور کس سے اقتدا اب  
 گیا بغداد کو اس وقت خوش ہو  
 رکھ اپنا صدق نیت جمع خاطر  
 و گریارے بزرگان صفا کو  
 و گری شیخ علی بن ہبستی تھے  
 سنا تب آپ یوں کہتے تھے ظاہر  
 جو کہتا ہوں سو ہی حکم خداوند  
 سخن کہتا ہوں حق کی رضا سے  
 نظر کرتے تو دیکھے ہیں ہوا پر



اسی ساعت کو میں اپنا اٹھا سہر  
نظر آیا کہ حضرت شہ کے سر پر  
بھی انکے نور سے خوشبوئی ظاہر  
نہ آتا تھا نظر میں آسمان تب  
تو بعضے انس وہاں رونے تھے ظاہر  
نئی آتش بعض کے گہر و نین یکسر  
جب آیا ہوش میں تب آرزو کر  
کہے تب کان دھڑ میرا ہی لڑکے  
جو پوچھا پھر بد پرست و سرکار  
رہا ہیبت سے اپنے سر تلے ڈال  
وہ توبہ ہو رہی شہ پاس مقبول  
وگر تہن شیخ احمد نیک کردار  
نظامی مدرسہ میں تھے شہنشاہ  
فقیہان و فقیران تھے جمع وہاں  
قضا اور قدر کا کہتے تھے احوال

اچھو دیکھا نظر کر کر تو ظاہر  
صفان مروف کی ہین روشن منور  
بہت انکی صفان ہونے ستین پھر  
تک سڑا لکرتے تھے وہ وہاں ب  
کرین بعضے عزم پو و شور وافر  
یہہ یکھے سے رہا بیہوش ہو کر  
کیا شہ کے کئے منبر کے اوپر  
رہا نین یک وصیت پر پردہ کے  
سنا سو ہو خجل شرمندہ لاچار  
کیا توبہ وہاں ثابت ہوئی حال  
رہا تب انکی خدمت سے ہو مشغول  
وہ کرتے ہین روایت یونکہ کیا  
کہ میں اُن ساتھ تھا اسوقت ہمراہ  
سو تب غوث الورا محبوب سبحان  
یہی سب عطا کرتے تھے ہو خوشحال

عزیز بنی نور  
اور غل ہا



یکایک اڑوٹا ماری سے آکر  
اسیدم بیٹھ کر جانے کے اندر  
گریبان سے نکالا سرکشین تب  
سواتنا سیکے حضرت غوث اعظم  
قضا اور قدر کا کہتے ہیں سب بند  
نکل آکر زمین پر اڑوٹا او  
لگا کہنے سخن حضرت سے کسیر  
کیا جس وقت وہاں سے اڑوٹا او  
یہی پوچھے امام الاولیا سے  
تھیں کیا اسکئیں فرمان کہے ہو  
کہا اس اڑوٹا نے مجھے بیغم  
ولے ثابت قدم تنہا کیکو  
تو اس طرح میں نے کہا ہوں  
قضا اور قدر کی کتابتائیں بات  
کہ میری بات توڑیں میرے افعال

گر اہی گو دین شہ کی سراسر  
لگا پھر نے مبارک تن کے اوپر  
رہا سچیدہ ہو گردن اوپر سب  
رہے اپنے جگر پر بیٹھ محکم  
ہوئے نین وعظ سے خلوش ہر چند  
رہا ہن اپنی دم پر تب کھڑا ہو  
نہ سمجھا اس سخن کو کوئی دیگر  
سبھی آئے ہیں لوگان وہاں جمع ہو  
کہا کیا تم سے اس اب اڑوٹا نے  
کہے تب غوث نے اُن سے سبھی او  
کہ میں نے آزمایا بہت عالم  
نہ پایا مرد کامل اور ولی کو  
کہ جس ساعت میں ماری سے گراتوں  
نچا ہین نے اپنے ولین اسدھات  
مخالف ہون پر میرا حوال



تو یک مخلوق رب کا ہی مقرر  
قضا جنبش مے دھرتی ہی تجھ کو  
بزرگی کا بیان ناور ہی افروز  
مقام قرب میں غوث الورا سے  
رہ راز و نیازی سے کلامان  
مذاحق سے ہوا یا غوث اعظم  
کے تب عرض محبوب خدا نے  
کہ ای پروردگار عالم الغیب  
جو کچھ تھے مرتبے عالی سو کیسر  
نبوت اولین خیر الورا پر  
ولایت مطلقہ مرتضیٰ کو  
شہادت اکبری تھی تیسری سو  
چہارم قادریت ہی سوظاہر  
ہوا فرمان تب یا غوث اعظم  
کیا دونوں جہانین تم کو قادر



نہ تجھ سے ہو سکے کچھ اور دیگر  
وہ ساکن اور کچھ کرتی ہی تجھ کو  
بزرگوں نے لکھے ہیں یونکہ کیروز  
خداے پاک بچوں کبریا سے  
ہوے پاکیزہ گرد و نوہین باتان  
جو چاہے مانگ لو مجھ سے اسیدم  
غیاث الخلق قطب الاولیا نے  
قدیم و باقی ولا ریب بے عیب  
دیا پہلے اُسے تقسیم کر کر  
محمد مصطفیٰ شمس الہدا پر  
شہ مروان علی مشککشاکو  
کیا تو نے عطا حسنین کو او  
ر کھا مخصوص کر تو اپنی خاطر  
و یامین قادریت تم کو اسدم  
صفت قدرت کی بخشا تم کو ظاہر



دیامین نے تصرف کو اس پر  
تامی واصلان اور عارفان کے  
عوام الناس اور اشیاء دیگر  
تامی حال میں اور ہر زمان میں  
ابد لگ یہ تصرف کو دے کر  
تصرف یعنی سب کا خرچ یکسر  
ہوئیں معلوم رہے دو باتان  
یہ پہلے ہی کہ سارے اولیا پر  
پناوے کوئی ولایت اہل عرفان  
چھالیوں ولایت اُسے یکبار  
ولایت جسکو چاہیں اسکو دیوں  
تصرف دوسرا ہی اس وجہ پر  
اخفون کے ہاتھ میں سونپا ہی اُنکو  
اگر وہ یہاں رجوع ہوویگا اگر  
تو حاجت اُنکی برآوے اُسیدم

جو کچھ میں حاجتان عالم کی یکسر  
محبان عاشقان اور طالبان کے  
تصرف اب دیا اُنکے مہم پر  
سبھی چیز و نمین اور سارے مکانین  
کیا ہوں عہد میں تم سے مقرر  
عیات الخلق کو بخش کر م کر  
کہ وہ دونوں میں موصوف صفاتان  
کیا ہی اُنکے تین والی سراسر  
اخفون کا جب تک میں حکم و فرمان  
ولی جو اُنسے ہووے اب وار  
سچا ہیں سو ولایت چھین لیوں  
کہ ساری حاجتان عالم کی یکسر  
کہ یعنی ہووے حاجت حق سے جسکو  
وسیلہ نہ کالے مانگے دعا کر  
ہوویگا کبھی محروم یک دم



تو البتہ براوے اسکی مقصد  
سنو غوث الورا کا یہہ مراتب  
کیا ہی آپ حق نے اُنکو قادر  
خدا نے عہد یہہ اُن سے کیا ہی  
تصرف اُنکو سب چیزوں کا یکسر  
تو اب یوسف نکر کچھہ ولین اندیش  
کہ ایسے پیر پایا رہا تو  
جو کچھہ ہی مقصد دل اور حاجت  
کہ تاخولی سے پاویگا سر انجام  
کیا ہی حق نے قادر اُنکو برحق  
لکھے ہیں راویوں نے یوں بیانوار  
مدینے شہر اقدس میں گئے ہیں  
مبارک روضہ پر نور میں وہاں  
مدینے میں گئے جب دوسرے بار  
نبی کی قبر اقدس پاس جا کر

کرین حاجت روا خود غوث امجد  
فضیلت اور بزرگی کا مناقب  
کہاں اُن کی بزرگی کو محاصر  
سیا قادر کیا قدرت دیا ہی  
عطا حق نے کیا ہی آپ ہو کر  
سمجھہ برحق سعادت ہی تیرے پیش  
یقین پاویگا اپنا مدعا تو  
انھوں پر سوئے تو با صداقت  
ہوویگا تیرا خاطر خواہ انجام  
وہاں اُن کو تصرف سب پر مطلق  
کہ حضرت سرور کونین یکبار  
وہاں چالیس دن تک خود رہے ہیں  
پڑھے ہیں دست بستہ ہو دُعایان  
امام الواصلین عالم کے سردار  
پڑھے ہیں شعرِ نادر یک دعا کر



کہ اسی خیر البشر ختم رسالت  
جب اپنے شہر میں جا رہا تھا  
تو وہ آتا تھا میرا ہو کے نائب  
زمین قبر انور پر فدا ہو  
ہوا ہوں اب تو اپنے تن سے ظاہر  
مبارک اپنے دو ہاتھ اب مجھے دو  
ترت و دوست حضرت کے مبارک  
طرف غوث الوراق قطب زمان کے  
لئے تب غوث نے بوسہ دے دیا  
کے ہین گوہر نعمت کو حاصل  
کے شیخ علی بن ہاشمی نے  
شہ معروف کرخی کی قبر پر  
غیاث الخلق شاہ دین کے سات  
کہے ہین السلام ایسا صاحب شان  
کہ ہم آئے ہین یک تے سے یہاں اب

امام المرسلین شاہ جلال  
تب اپنی روح کو یہاں بھیجا تھا  
بجا لا کر ادب اور با مطالب  
دیوے بوسہ لبونے چوم کر او  
تھکا رکھو ضہ عالی مین ظاہر  
کہ تالون انکو بوسہ با ادب ہو  
ہوئے ہین قبر سے ظاہر بلا شک  
شہ دین پیشوائے دو جہان کے  
ادب سے چوم کر سر پر رکھے ہین  
یہی بجر کرم سے ہو کے واصل  
روایت خوب و نادر اسوجہ سے  
کیا جا کر زیارت فاسخہ پڑ  
سو حضرت غوث نے اسوقت اسد ہا  
شہ معروف کرخی نیک بُرمان  
تھیں رتبہ بڑا یک بیگان اب



کلام دیکر



سو پھر کئی روز سے فخر سیادت  
تو میں اسوقت بھی حاضر تھا شہادت  
گذر رہنے کے دو مرتبے اب  
وئے ردِ سلام اور شادمان ہو  
جواب انکو دئے اپنی قبر سے  
کرامت اور لکھتے ہیں بہت نیک  
وہ کہتا تھا بیان شہ کادل افروز  
بغل میں تھی نہان میری کتاب ایک  
مذبحی تھی کتاب اسکے تو اول  
کہ امی منصور وہ بد آشنا ہی  
بشو اور اق گر ہد رس مائی  
تو دیکھا میں نے جو ہرگز میر اول  
سبب یہ تھا کہ مجھ کو شوق اسکا  
کیا ہوں عزم میں نے یہ کتاب اب  
نہ ہرگز لاؤنگا شہ پاس پھر کر

کئے معروف کرنی کی زیارت  
کہے تب السلام ای ذوالکرامات  
ہوئے افروز و دور تھے تھیں سب  
کہے تم سرور اہل زمان ہو  
سنا کے یہ سخن عزیز و قدر سے  
کہ تھا منصور ابن واسطی ایک  
کیا تھا غوث کی مجلس میں کیروز  
تھا اس میں علم روحی فلسفہ نیک  
کہے حضرت نے یون مجھ سے مفصل  
اُسے دھواٹھ بچھے اس میں بھلا ہی  
کہ علم عشق و ر و فقر نیائی  
نکرتا میں دھوئے اسکو یک تل  
بہت تھا بے نہایت ذوق اسکا  
رکھونگا گھر میں پھرتا ہوں یہاں کب  
کئے شہ نے نظر پھر میرے منہ پر

سکائین وہاں سے اٹھ جائیکے تین تب  
اُسے کھولا تو دیکھا میں نے کسیر  
لکھا ایک حرف تو اُس پر رہا نین  
شہر دین نے پھر اُس کے ورقان  
یہ ہے قرآن امجد کی فضیلت  
کہ توبہ کر تو اپنا صاف دل ہو  
کہا اسی شیخ میرے پیر کامل  
فراموش وہ ہوئے اور محو باب  
گویا ولین نہ کچھ گذر تھا پتین  
کہے ہیں یہ کمال خوب و خوشتر  
کہے ہیں تھا جوان اُس وقت اندر  
جو ہی علم کلام اور علم حکمت  
کتاب اس علم کی میں نے پڑھا ہوں  
یہاں لگ میں پڑھا ہوں علم آخر  
چچا میرے منع کر مجھ کو اُس سے

کہے شہ نے کتاب وہ دے مجھے اب  
ہوئے کاغذ سفید وہ سب مقرر  
سو لیکر ہاتھ میں شہ کے دیا میں  
کہے منصور دیکھا یہ کتابان  
کہے پھر مجھ کو سلطان طریقت  
جو کہتا ہے زبان سے ولین میں او  
جو کچھ تھے اس کتاب اندر مسائل  
ہوئے مٹوئے سید سے میرے سب  
کہ جون اُس کا درس میں نے پڑھا نین  
شہاب الدین سہروردی نے پوئکر  
رہا تھا علم سے مشغول ہو کر  
وگر اس علم سے ہی علم سہیت  
زبان پر حفظ اسکا کر رکھا ہوں  
فقیہ بنکر رہا عالم میں ظاہر  
پھر رکھتے تھے پڑھنے کی ہوس سے



نہ خاطر بیچ لانا انکی وہ بات  
 سو یک قرآن کی آیت پڑھے تب  
 تجھے میں یک بزرگ دین کے پاس  
 کہ دل انکا خبر دیتا ہی حق سے  
 وہاں تو آپکو رکھنا خبردار  
 برکت دیکھنے کی ان کی ہی جو  
 مجھے یک روز اپنے ساتھ لیکر  
 جناب غوث میں جب ہم گئے ہیں  
 چچائے تب کہے سلطان دین سے  
 کہ امی والی میرے عالم کے سرور  
 جو ہیں علم کلام اب اسکو مطلوب  
 پھر ارکھتا ہوں اب میں اسکو ہر چند  
 تو حضرت پیشوا اے اولیائے  
 میرا لے نام بولے امی عمر تب  
 کہا میں نے فلانہ اور فلانہ



رہوں مشغول تپتے میں خوشی ست  
 مجھے یوں ای عمر کر کہے تب  
 لجاتا ہوں کہ وہ میں افضل الناس  
 وگر جو بھید ہی رب الخلق سے  
 کہ میں قطب زمان عالم کے سردار  
 نہ رہوے اس سے محروم وبری ہو  
 جناب غوث میں آئے مقرر  
 ادب سے ایک جگہ بیٹھے رہے ہیں  
 غیاث الخلق قطب العالمین سے  
 بھٹیجا یہ میرا نامی عمر کر  
 وگر ہی علم حکمت بہت مرغوب  
 نہ پھرتا ہی نہ میرا ماننا پسند  
 امام العارفین غوث الورا نے  
 کتابان تو پڑھا ہی کوئی اب  
 علم پر دل کے ہی انکا نشانہ



مبارک ہاتھ کو تپ اپنے سرور  
قسم حق کی کہ جو کچھ تھا مجھے یاد  
رہنیں یاد تب یک لفظ واللہ  
ولیکن قصصاتی نے اُسی بار  
کیا دل پر میرے اُس درکشین باز  
تو آگے غوث کے ہو کر اب وار  
کہے شہ نے مجھے اسی عمر کر کر  
عراق اندر ہوئے ہیں جو کہ مشہور  
شہا الدین سہروردی کا لاشک  
سنی شہ کی کمالیت کو برحق  
یہاں لکھا ہوں ایسا منقبت اب  
کہ حضرت غوث اعظم قطب عالم  
کہ وہ قطبیت کبرا ہی برحق  
تو اس دم حق تعالیٰ جل شانہ سے  
ہوا فرمانِ عالی شان یوں کر

پھر اے میں میرے سینہ کے اوپر  
سبھی بھولا ہوا وہ جملہ بر باد  
گو یا کچھ نین پڑھا تھا علم حاشا  
مجھے علم لدن کا دیکے اسرار  
ہوا علم لدنی سے سدا فرار  
اٹھا ہوں حکمتان کہتے اُسی بار  
کہ تم آخر ہو مشہور و نیک اندر  
تم اپنے وقت کے ہو شیخ منظور  
عمر اسم مسمیٰ ہی مبارک  
کہ ہی شہ کا تصرف تین مطلق  
کہ اس پر ختم ہووے منزلت سب  
بلند رہتے کیشین پہنچے ہیں جہدیم  
وگر غوثیتِ عظمیٰ ہی مطلق  
خداوند زمین و آسمان سے  
کہ اسی محبوب میرے خاص دلبر



پنجم



جو کچھ رتبے ولایت کے تھے اوپر  
کیا میں نے تمہارے تین عطا  
اگر ہو ویگی اسکی آرزو تو  
سخن یہ آزمائش کا ہوا جو  
کئے ہیں عرض حضرت غوث اعظم  
کہ بند کو تیرے لطف و کرم بن  
نبوت کے خصوصاً مرتبے پر  
کہ میرے جد کی شان بہتری کو  
ہو فرمان کہ انکوائس و جان پہ  
سو آیا انکے ہی ایک خلق دیگر  
کئے ہیں عرض حضرت نے کہ یارب  
جو اپنے جد کے رہنا تابعون میں  
حشر میں جد کئے اپنے پھرون میں  
کہاں طاقت کہ ہوں اُسے برابر  
جناب حق سے تپ آیا یہ فرمان

نبوت کے تلو وہ سب مقرر  
مگر رتبہ نبوت کا رہا اب  
عطا فرما کروں بخش تمہیں او  
زراہ امتحان شاید کہا ہو  
کہ اسی مبعود من خلاق عالم  
نہیں ہی آرزو کچھ ولین ساکن  
کروں کس طور خواہش کیا وجہ کر  
کہا ختم البقی دے سروری کو  
کیا خاتم سبھی بنیبران پر  
نبوت ملکوتین ویتا ہوں انپر  
نہ اس کے کوئی عالی مرتبہ اب  
انصوت کے پیروان اور خادموں میں  
انہیں کے پاس خدمت میں رہیں  
رکھوں دعویٰ نبوت کا سر اسر  
کہ اسی محبوب میرے شاہ جیلان

مناسب

طلب مجھے کئے ہوتے وہ شی  
وگر خواجہ سہیل شیخ ارشاد  
بہت ڈھونڈھے شہ عالم کتبیں جب  
سو پائے انکیتین وجہ ندی پر  
کہ سب دریایا کی ماہی فوج در فوج  
سلام آواہے کرتے ہیں آکر  
تو حضرت عوثؓ پر اور ماہیان پر  
یہاں لگ وقت پہنچا ظہر کا تب  
مرصع کے ہرے سجاوہ اوپر  
کہ تھا سونے سے اور روپے قوم  
سٹرین اولین تھی وہ کتابت  
لکھا تھا جو سٹرین دوسری سو  
وہی سجاوہ اُس وجہ ندی پر  
زمین اور آسمان میں تھا معلق  
رجال الغیب پھر آئے مقرر

نہ بہتر اسے درگاہ میں میری ہی  
کہے نوکر کہ ایک دن اہل بغداد  
پائے سو لگے پھڑھونڈھنے تب  
وہاں دیکھے ہیں پھر اس وقت نوکر  
چلے شہ پاس کیسے موج در موج  
وہ سب لیتے ہیں بوسہ دست و پا پر  
کھڑا ہو دیکھتا تھا اس مکان پر  
تو دیکھا کیسیک وہ دلبر رب  
لکھے تھے دو سطر اس پر مقرر  
تھیں یہ دو آیتان قرآنی مرقوم  
الَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ کِیْ اَیْت  
لکھا ہی حاشیہ پر اسکے سب او  
کشاوہ اور لٹبا کر مقرر  
کہ جون تخت سلیمان تھا وہ برحق  
توان کی شکل تھی شیرون کی کبیر



مقدم ایک تھا ان سب کے اوپر  
 کھڑے تھے جب وہ سجادہ کے وہاں  
 کہ گویا ہی لگام ان سب کے اوپر  
 نماز اُس بعد پڑھنے کو لگے ہیں  
 ہوئے ہیں مقتدی پھر اہل بغداد  
 اسیدم عرش کے سب جلالان نے  
 لگے تسبیح جب پڑھنے کو سرور  
 لگے جب حمد پڑھنے آپ سالار  
 عنان آسمان تک پہنچتا وہ  
 اٹھائے ہاتھ اپنے تبت دعا کر  
 فرشتوں نے کہے آمین آمین  
 مذاہنف سے آئی ہی مقرر  
 قبول ہوں تمہاری یہ دعا اب  
 لکھے ہیں اور یکدن شاہ دین کو  
 ہوا خطرہ کیا ہی ولین اُمد ہات



سو کرتے تھے تواضع شہ سے رو کر  
 نہ ہلتے تھے نہ کچھ کرتے تھے باتان  
 لگام قدرت حق سے مقرر  
 توب نے اقتدا شہ سے کئے ہیں  
 کہے تکبیر جب سلطان ارشاد  
 کہے تکبیر اور کرو بیان نے  
 فرشتے جب لگے پڑھنے کو تکبیر  
 تو ہوتا منہم سے انکے نور اظہار  
 نماز وہ سب ادا شہ نے کیا سو  
 سنا میں جو پڑھے شہ نے سراسر  
 کہے تبت سب نے انکے ساتھ آمین  
 بشارت تلمو ہو جو خاص کبیر  
 جو ہی مطلوب تو کمودیا اب  
 غیاث الخلق قطب العالمین کو  
 کہ یک مذہب کو مذہب دوسرے سات

بدل کرنا مقرر نقل کر کر  
محمد مصطفیٰ محبوب کرتار  
امام احمد حنبل نکو کار  
پیغمبر پاس اپنے عرض کر کر  
نواز نش کر کے ان قطب زمان کو  
رضا ویکر تھین اتنا کہو جو  
رسول اللہ نے نب خوش ہو وافر  
کہ امی فرزند میرے فخر انجم  
قبولے لغوث نے حضرت کا فرمان  
مصلیٰ حنبلی تھا جس مکان پر  
لکھا ہے اور اس راوی نے یونکر  
اکیلا تھا امام اور کوئی نہ تھا جو  
غیاث الخلق شیخ دین نے جب  
ہوئے ہیں اس قدر وافر مصلیٰ  
نجاوین اس مصلیٰ پر اگر شاہ

اسی شب خواب میں دیکھے پھر  
سبھی اصحاب لے بیٹھے ہیں یکٹھا رہ  
کھڑے ہیں ہاتھ میں لے لیں بھیا رہ  
یہی کہتے کہ امی عالم کے سرور  
غیاث العالمین شاہ جہان کو  
حمایت محجہ ضعیف اوپر کریں او  
تبسم کر کے یہ حکم صادر  
قبولو التماس اُن پیر کا تم  
صبح ہو نہیں خود اٹھ کر چلے وہاں  
نماز اگر پڑھے ہیں وہاں او اگر  
کامدن میں مصلیٰ حنبلی پر  
نماز اگر جماعت سے پڑھے او  
توجہ اس طرف فرمائے ہیں تب  
رہی نہیں اُن صفوں میں جا کالی  
تو اس مذہب کی ہوئی منقطع راہ



مذہب

کہے ہیں ایک دن قطبِ دو عالم  
 امامِ حنبلی کی قبر اوپر  
 امام حنبلی اُس دم قبر سے  
 لے آئے ہاتھ میں یک پیرہن کو  
 گلے سے لگ کر تپ دونوں ملے ہیں  
 کہ میں علمِ شریعت میں مقرر  
 جو علمِ حال میں ان سب میں مطلق  
 سو حضرت نے تواضع تپ کئے ہیں  
 ہوئے ہیں بعد اسکے آپ رخصت  
 لکھا ہی اور یک شب واصلِ رب  
 امام اعظم نے مل غوثِ الورا کو  
 کہ اے ولیِ خدا کے غوثِ اعظم  
 قبو لے حنبلی کا تم نے مذہب  
 تمہارا جد کا میں جو خوشہ چین ہوں  
 لیا ہوں فائدہ اُن سے برس دو

جماعتِ اولیا کی لے کے باہم  
 گئے ہیں فاتحہ پڑھنے کو سرور  
 نکل آئے ہیں باہر داب و فرسے  
 دے غوثِ الورا قطبِ زمین کو  
 امام احمدؒ نے پھر یونکر کہے ہیں  
 طریقت کا وگر علمِ منور  
 یقین محتاج ہو نہیں تم سے برحق  
 بہت تعظیم رکھ کر حرمت دے ہیں  
 شہ جن و بشر سالار اُمّت  
 امام اعظم کو دیکھے خواہ میں تب  
 لگے ہیں پوچھنے اس ماجرا کو  
 سبب کیا تھا کہو مجھ سے اسیدم  
 میرا مذہب کا چھوڑنے مشرب  
 امام جعفرؒ ہی انکا نام میہوں  
 کیا ہوں انکی خدمت صاف دل ہو



مکتبہ



کہے شہ نے کہ اسکے دو سبب ہیں  
سبب پہلا تو یہ ہے ہیکہ مقرر  
سبب پہم دوسرا مسکین تھے او  
میرے جد مصطفیٰ خیر البشر نے  
طلب مسکینیت حقہ رکھے تھے  
امام اعظم سراج المؤمنین نے  
کہ ہم مسکین کا مفلس رکھے نام  
میرا مذہب جو تم نے نین قبولے  
کہا ہی شیخ حامی نے اسدھات  
جموعہ کے روز جامع مسجد اندر  
وئے عطسہ تو سب عالم نے یکبار  
کہے یرحمکم اللہ تعالیٰ  
خلیفہ کے پڑا ہی کا نین تب  
کہے عطسہ نے ہیں غوث اعظم  
کہ اس آواز کا یہ شور ہی اب

سنو اسکا بیان کہتا ہوں اب میں  
جو تھے اس طرف تھوڑے لوگ اکثر  
یہی دونوں سبب ہیں میں کہا سو  
تشیع عاصیان تو م اکثر نے  
اُسی رتبے کی خواہش کر رہے تھے  
کہے تب یوں غیاث العالمین سے  
تو میں مفلس ہوں اب ایشاہ اکرام  
کہے اتنا دگر اور کچھ نہ بولے  
بیان شہ کی صلابت کا خوشی سات  
امام الاولیاء عالم کے رہبر  
جواب اسکا دئے ہو کر او بار  
تو یہہ آواز اس کا اور غوغا  
کہا اُس نے کہ یکا شور ہی اب  
جواب اسکا دیا عالم نے ادم  
رہا چرتے چپ کچھ نہیں کہتا تب



مکتبہ  
علیہ السلام

اسی

مناقب دیگر



یہی راوی سے یہی روایت  
 بڑا رکھتے تھے ہیبت اور صلابت  
 نگہ کر دیکھتے تھے جسکو حضرت  
 جمع ہوتے تھے انکے پاس لوگان  
 نظر آتے تھے جو انہیں غضب  
 رہن وہ سب طبع و حکم برور  
 کہے شیخ علی بن ہستی نے  
 کہ میں بغداد میں آیا ہوں یکروز  
 تو پایا انکو میں نے مدرسے پر  
 نگہ میں نے کیا ہوں جب ہوا پر  
 صفائے چالیس میں مردان سے برحق  
 کہ ہر یک صف میں میں تھا و مردان  
 کہے سب نے کہ جب تک غوث اعظم  
 ناز و ورود سے فارغ نہوین  
 قدم انکا ہی کا نہ ہے پر ہمارے

کہ غوث العالمین شاہِ جلالت  
 تھا انکا شان غالب با مہابت  
 یقین وہ دھو جاتا تھا کھاکے ہیبت  
 تو انہیں بیٹھتے جب آپ سلطان  
 صلابت دار چہرہ ہووے انور  
 خدا ہوا اپنے جی سے شہ پہ لکھبار  
 بیان حرمت کا شہ کی اسوجہ سے  
 گیا ملنے کو شہ کے ہو کے فیروز  
 ناز ظہر کو پڑھتے تھے سرور  
 تو دیکھا ہوں نظر کر کے سراسر  
 ہوا میں وہ کھڑے میں سب معلق  
 کہا انکو نہیں کیوں بیٹھتے یہاں  
 امام الاولیا قطبِ مکرم  
 مذہبین حکم ہم کو تو نہ بیٹھین  
 ہی انکا حکم نا خدا ہے بارے

وئے میں جب سلام ان فخر دینے  
اترائے میں حضرت پاس کیا پر  
مبارک دست و پا پر شہ کے آکر  
یہی راوی کہ میں شیخ علی او  
کہ میں جب دیکھتا تھا شاہ دین کو  
توسب کچھ دیکھتا تھا خیر و بہتر  
اسی خیر و سعادت پر یہ محفل  
لگا پڑھنے درودان مصطفیٰ پر

شہ کو میں قطب العارفین نے  
سلام آکر کئے ہو کر ادب وار  
وئے بوسہ ادب سے دل صفا کر  
کہے میں اس طرح سب سے خوشی ہو  
غیاث المخلوق فخر المؤمنین کو  
سعادت و وجہان کی کر میسر  
کیا اتمام ہو کر بیت خود دل  
رسول خاص ختم الابدی پر

پڑھو یا رسول خدا صلوات اکل  
بروح یرفتوح ختم مرسل

مجلس ششم

کھلا کیا رگی طالع تسلیم کا  
ششم مجلس میں یہ نہ کر مرقوم

لگا لکھنے بیان شہ کے قدم کا  
مراتب ہی قدم کا شہ کے مفہوم



کہ حضرت کا قدم سب اولیا نے  
قبولے سب نے نین کیا چون  
کیا ہی اس قدم سے جسے انکار  
جو حضرت کے قدم سے ہو و مشک  
کہ اگے غوث کے جو تھے بزرگان  
قرن میں یا پچوین بعد او میں جو  
ہی انکا عید قاور نام انور  
کہیں یہ قول قدمی ہند کا  
اسیدم اس عیاں پر صدق لا کر  
منازل اولیا ہگی کتاب ایک  
کہ ایک حضرت عمر فاروق صاحب  
یہہ دونوں کو حسد مصطفیٰ نے  
کئے ہیں حکم میرے بعد رحلت  
مقتضیٰ دونوں لجا کر اگلے تین دو  
یہہ ہی انکی امانت انکو دیکر

لے کا ذہم پہ اپنے التجا سے  
ہوئے اس سے مراتب اسکے افزون  
ولایت اُسے کھویا اور ہوا خوار  
نہ شک اس میں اگر ہو جاو کا فر  
ہوا ہی ان سبھو نہ حق کا فرمان  
عجم سے شخص یک ظاہر ہوئے تو  
جمہ کے روز خطبے میں مقرر  
قبولو یہ قدم تم سب انہی کا  
قبولے ہیں قدم شہ کا سراسر  
بیان اس میں لکھا ہے با صواب نیک  
دویم مولاعلیٰ عالی مناقب  
نشیع عاصیان خیر الورا نے  
میرے اس پیر میں کو با عقیقت  
کہ خواجہ ولیؒ قرنی شخص ہیں او  
کہو اُنے میری امت کے اوپر



صلی اللہ علیہ وسلم

شفاعت کی دعا کرنا خدا سے  
 سوتب دونوں صحابان متفق ہو  
 کہ رحلت بعد ختم الایام کے  
 ہوئے عازم اودھ دونوں شہنشاہ  
 وہاں پہنچے سو دیکھے ہیں نظر کر  
 بہت ہو عجز اور زاری سے مشغول  
 تو ساعت بعد دونوں ہوا مقابل  
 اٹھا سجدہ سے سروہ صاحب حال  
 کے خواجہ نے دونوں سے ملاقات  
 مبارک پیرہن آئے تھے لیکر  
 تو خواجہ نے ادب سے پیرہن کو  
 رکھے سر پر کہے ہیں تبت تو یونکر  
 تو سر سجدہ میں رکھنا لگا شفاعت  
 ہوا فرمان جناب حق سے اسد جا  
 کہ آدھی امت اپنے دوست کی اب

گنہگاروں کو بخشنا خطا سے  
 کئے ویسا جو کچھ تاکید تھی سو  
 محمد مصطفیٰ نور الہدٰ کے  
 مبارک پیرہن لے اپنے ہمارے  
 کہ ہیں سجدہ میں خواجہ و پس سرور  
 رکھے سجدہ میں سرو شاہ مقبول  
 سلام انکو کئے ہیں ہو کے خوشدل  
 جواب انکو دئے ہیں ہو کے خوشحال  
 ملے یکدوسرے تب خوشی سات  
 سو خواجہ کو دئے تعظیم و کبر  
 لئے ہیں اور لگا اپنے نین کو  
 کہ پہلے جب کہے حتم سمیہ  
 خدا یا بخش اب عصیان امت  
 کہ بس کرویش ابن تو میری بات  
 تیری اس عرض سے بخشاد فی سب



رہی موقوف آدھی اور ہی سو  
 کہ وہ ہیں خاص محبوب اور منظور  
 کیا تب عرض ای حاضر و ناظر  
 کہاں رہتے ہیں وہ عالی فضائل  
 نذا الی الہی سے میرے تئیں  
 مکان ہی انکو دایم قاب قوسین  
 پیہر کے خلاصے ہیں بلا شک  
 قدم انکا ہی دوش اولیا پر  
 محبان اور محبوبان پہ یکسر  
 پیہن اپنا کیا ہوں سرنگون تب  
 لکھا ہی اور شاہ پاک باطن  
 جمعہ کے روز میں منبر کے اوپر  
 ہوا ان پر تجلّا حق سستی تو  
 زبان سے انکی تو نکلا سخن تب  
 کئے خم اپنی گردن سر لوائے

شفاعت پر میرے محبوب کی او  
 ہی سید عبد قادر نام مشہور  
 کہ وہ ہیں کون سید عبد قادر  
 کہ تائین انکو دیکھوں ہوں کے خوشدل  
 مکان صدق میں جا کر رہے ہیں  
 رسول اللہ کے ہیں وہ نور عینین  
 میری حجت زمین پر ہیں حشر تک  
 نامی غوث و قطب و انصیا پر  
 جو آگے ہو میں یا پیچھے سبھو نہر  
 کیا تقدیق و شکر حق فزون تب  
 جو ہیں خواجہ جنید او شاہ موقن  
 کھڑے پڑھتے تھے خطبہ آپ ہو کر  
 نہٹ بیچو دھوئے ہیں خواجہ دین او  
 میرے کا ندھے پہ اول وہ قدم اب  
 کہ منبر کے دویم پائے پہ آئے



روایت

موقن بنی

یعنی اس

نور



لگا ہی انکے یار و کو عجب او  
 سبھو نکو یہم ہوا تب شہ پہ اختصاص  
 ہوئے شہیا رجب وہ خواجہ عالم  
 کے خطبے کے پڑھنے میں مجھے تب  
 سو دیکھا یوں کہ قرن پانچویں میں  
 رسول اللہ کے ہیں ولید منظور  
 کہ وہ ہیں قطب عالم غوث اعظم  
 کہ سید عبد قادر نام انکا  
 ہو ویگا حکم حق سے انکو اشدات  
 تو معنے اسکے یوں ہوتے ہیں سنیو  
 ہی سار اولیا کے دوش اوپر  
 سوایا انکے جو ہیں چار یاران  
 و گروہ ہی جو ہیں بارہ امامان  
 کہ انکا ہم زمان کچھ میں نہیں ہوں  
 اسید میر تین درگاہ رہے

جو خطبہ کے رہے پڑھنے میں چپ ہو  
 کہ ہی خواجہ کے اوپر حالت خاص  
 تو پوچھے حاضرین نے اسے ہا ہم  
 ہوا تھا کشف عالم غیب کا تب  
 نبی کے ایک فرزند و نئے آوین  
 اسی بغداد میں ہو وینگے مشہور  
 محی الدین لقب انکا مکرم  
 ہی جیلان مولد فرجام انکا  
 کہ قدمی ہندہ کہوین خوشی سات  
 کہے ہیں یہ قدم میراجو ہی سو  
 تمامی اول و آخر کے یکسر  
 نبوت کے چمن کے نوبہاران  
 تو میرے ولین یہ خطہ ہوا و مان  
 قدم انکا میر کا ندھے یہ ہو کیوں  
 نذا اسطور آئی ہی تعب سے

انصاف  
 خاص کیا



گران آیا تھے یہہ کام کیونکر  
کہ انکا شان یوں ہیگا مقرر  
کہ جیسا شان ہی سلطان دین کا  
وہ قدیمی نذہ کہوینگے جسوقت  
ولایت جنگوہی مروزنوں سے  
کرونگا ب کو حاضر تاکہ یکسر  
کہا تب بہن مین نے خوشی ہو  
جو رہہ انکا اپنے مرتبے پر  
بلندی انکو ہی سب اولیا پر  
لکھے ہیں اور یوں کہ اس بیان میں  
انھیں خواجہ سے یوں بولا ہی یکدن  
جو بغدادی لقب ہی انکا مشہور  
تھاک بعد اس بغداد میں یہہ  
وہ قدیمی نذہ کا قول بولین  
کریں گے پشت خم گردن کو نم کر

وہ ہیں محبوب میر خاص دلبر  
نامی غوث اور قطبوں سے یکسر  
رسول حق شفیع المذنبین کا  
جمع سب اولیا ہووینگے اسوقت  
مولیٰ روحوں سے اور جیتے نمون سے  
قدم انکا قبولین سر تلے دھر  
کہ پہلے میرے کا ذہ سے پر قدم او  
نظر کر مین نے دیکھا ہی تو برتر  
کیا شکر خدا حمد و ثنا کر  
تھا یک صوفی جنیدی صوفیان میں  
جو ہیں خواجہ جنید وہ شاہ موقن  
کہ یک مجذوب یوں کہتا ہی کور  
ہو ک جیلان سے یک شخص ظاہر  
تو سارے اولیا اسکو قبولین  
پھرے جو اس قدم سے تو مقرر



روایت

ولایت کھوکے ہوو بلکہ زندیق  
کہ ہن جیلان سے آویگے سید  
یہاں بغداد میں ہووینگے ظاہر  
یہ قدمی ہندہ تو اولیا سب  
اگرچہ وہ تلک جتار ہونگا  
وگر خواجہ محمد سنبلکی سے  
جو حضرت بو بکر بن ابن جرار  
چلا تھا اولیا کا ذکر سب تو  
عراق اندر عجم سے ایک سید  
کہ عند اللہ عالی منزلت ہوں  
ہی انکا عبد قادر نام روشن  
کہینگے قول قدمی ہندہ جب  
ہووین اسوقت میں یتیمائے آفاق  
روایت دو بزرگون سے ہی نوکر  
گئے مجلس میں تاج العارفین کی

کہے خواجہ نے آپ اور تحقیق  
حسن سرور کے فرزندوں سے ارشد  
جمہ کے روز خطبہ میں کہیں پھر  
قدم کا ندھے پلویں باصفا تب  
قدم وہ اپنے کا ندھے پر رکھونگا  
روایت یہہ کئے ہیں اسوجہ سے  
انھوں کی مجلس عالی میں یکبار  
کہے یوں بو بکر نے ان سے خوش ہو  
ہووین ظاہر کہ وہ ہیں غوث امجد  
سبھی عالم میں شاہِ کرمت ہوں  
شہر بغداد و انکا ہووے مسکن  
تو یوں دوش پر انکا قدم سب  
نشانے انکے ہووے اہل اخلاق  
کہ یکدن غوث اعظم کے ولہر  
وہ سید بو الوفا ہیں شاہ دین کی

روایت



روایت

جوان تھے تب تو حضرت غوث اعظم  
 بھونکھو وعظ کہتے تھے بانیوار  
 اخصون نے توڑ کر وعظ و سخن کو  
 تو لوگوں نے نکالے شہ کو باہر  
 شہ دین آئے وہاں پھر بار دیگر  
 امام الاولیا عالم کے سردار  
 سوتاج العارفین اس وقت فی الحال  
 لئے غوث الورا کو گو دین سو  
 کہے لوگان کتنے جو وہاں تھے حاضر  
 کہے بغداد کے لوگان سب  
 حضرات کے سب انکو کہانین  
 کہ تمام سب بچھانو گے اخصونکو  
 قسم معبود کی جو انکے سر پر  
 کہ وہ بڑھتا چلا جاتا ہی ہر روز  
 کہے پیچھے ای سید عبد قادر



سوتاج العارفین منبر پر بیغم  
 نظر کر غوث کو دیکھے تو یکبار  
 کہے باہر کر مجلس سے انکو  
 لگے تب وعظ وہ کہنے کو ظاہر  
 کہا باہر نکالو حکم کر کر  
 گئے مجلس میں پھر کر تیسرے بار  
 اوتر منبر سے آئے ہوئے خوشحال  
 دئے انکو منیہ بوسہ باادب ہو  
 اٹھو سب اس ولی اللہ کی خاطر  
 کہ باہر انکو کرنے کو کہا جب  
 مگر اس واسطے ای کیا نین  
 کہ یہ ہم ہن رہنا سب عالموں کو  
 نظر کر دیکھتا ہوں نور انور  
 جو ہی مشرق سے مغرب نور افروز  
 ہمارا آج کے دن وقت ہی پھر

کہ آخر یہ تمہارا وقت ہیگا  
 اسی سید عبد قادر غوث مطلق  
 کیا بانگ اور دماغا موش ہو کر  
 قیامت لگ کر یگا بانگ آواز  
 بیان کر کر شہنشاہ کی فضیلت  
 لے شیخ اور کاسہ پیرین اور  
 دئے ہیں قطب عالم کو مقرر  
 تلے آئے ہیں منبر سے اتر کر  
 مبارک ہاتھ حضرت کے پکڑ کر  
 تھیں یک وقت ہو دیگا مقرر  
 مبارک ریش کو اپنی پکڑ ہات  
 تو اس بوڑھیکو تم نے یاد کرنا  
 وگر شیخ بقا اور بو المظفر  
 کہ پہلے قطب عالم افضل الناس  
 جو انکا بوالوفا ہی نام ظاہر

تھیں اس سلطنت کا تخت ہیگا  
 جو کوئی مرغا تھا سوا اپنے جی  
 مگر مرغا تھا را سو مقرر  
 کہ وہ مرغا تو لاثانی ہی ممتاز  
 وہاں اس وقت میں تب باعقیدت  
 عصا پھرا سنا ان چاروں کو فی الفور  
 ہوئی اتمام وہ مجلس تو پھر کر  
 تو بیٹھے آخری پایہ کے اوپر  
 کہے اسی شاہ سید عبد قادر  
 جب وہ وقت آن پہنچا تو اس پر  
 کہے ہیں التجا کرانے یہ بات  
 فراموشی سے مجھ کو نابہرنا  
 یہ دونوں نے کہے ہیں نقل ہو کر  
 چلے جاتے تھے تاج العاقین پاس  
 انھوں سے ملے تھیں شاہ خاطر



سوانح العارفين جب شہ کو دیکھیں  
بھی آگے آپ استقبال کر کر  
کہیں پھر حاضرانِ انجمن کو  
نہ اٹھتا جو تو کہلاتے اُسے تب  
خدا کی دوست کی حرمت کے باعث  
اتنا دیکھے جو انکے ہمنشین نے  
کہ تم کو اس جوان سے یہہ اوپ کیا  
لگے کہنے کو ان سے شاد ہو کر  
تو جب وہ وقت آپہنچا انکا  
ہوین محتاج انے خاص اور عام  
تو ایسا دیکھتا ہوین کہ اُس وقت  
یہاں بغداد میں حالاً کہ وہ بات  
یہہ قدمی ہڈہ کا قول الحق  
قدم نیچے انھوں کے آگے یکدم  
یقین برحق وہ قطب الاولیاء ہیں



اوپے ہو کھڑے تعظیم دیوین  
یہی مجلس میں بیٹھا وین شاکر  
اٹھو تعظیم دو شاہ زمین کو  
کہو اسکو کہ وہ جلدی اٹھے اب  
رسول اللہ کے جوین خاص و ارث  
تو پوچھے رب تاج العارفين سے  
جو یہہ تعظیم دیتے ہو سب کیا  
کہ ہی یک اس جوان کو وقت خوشتر  
خلق محتاج تب ہو ویکا انکا  
بھی اولیٰ و اعلیٰ جملہ اتمام  
کہنیکے یہہ جوان صاحب بخت  
یقین تحقیق ہو کہوین اسید حیات  
تو سارے اولیا اُس وقت مطلق  
رکھیں گردن کو اپنی پشت کر خم  
سچے محبوب خاص کبریا ہیں



اگر وہ وقت تھے پاویگا جو  
وگر عبد المجیب عبد قادر  
انھوں نے نقل یہ یونکر کے ہیں  
کہ وہ تھے ہشتین غوث الورا کے  
جب وہ قطب جہان نور سرائے  
سائین نے کہ حضرت شیخ حماد  
کہے ہیں یونکر اس عجمی جوان کا  
قدم ہی ایک سو وہ اپنے ہنگام  
جواگے انکے ہیں ان اولیوں پر  
کمانکو حق کا ہو حکم اسدھات  
تامی اولیاء اللہ کے یکسر  
انھیں سے ہی کہ جو ہیں شیخ حماد  
کہ جب انکے کہنے کرتے تھے مذکور  
جوان اس وقت تھے سالار عالم  
کہے تب شیخ نے میں انکے سر پر

قوشہ کا ہشتین ہو کر رہے او  
سہروردی لقب ہی انکا ظاہر  
کہ تھا مجلس میں شیخ حماد کی مین  
شہ عالم امام الاولیا کے  
اٹھے ہیں اسجگہ سے آئے باہر  
شہنشاہ تھے بعد از ہولشاہ  
خدا کے دوست قطب دو جہان کا  
رکھین دوش ولی اللہ یہ تمام  
جوانکے بعد ہونگے ان سبھوں پر  
کہ قدمی پندہ کہوین خوشی سات  
قبولین سر کو آگے رکھ مقرر  
لکھے ہیں نقل یونکر اہل ارشاد  
غیاث العالمین کا ہو کے مسرور  
شہ ملک ولایت فخر آدم  
جو ہیں غوث الورا عالم کے سرور



علم وہ دیکھتا ہوں یوں کہ بارے  
تے تحت الثری سے لیکے اوپر  
یہی سنتا ہوں صبح و شام ہر گاہ  
نہ کرتے ہیں صدیقیوں کا القاب  
جماعت سے بزرگوں کی یہہ مذکور  
کہ شیخ بوٹناہن ابن احمد  
وگر شیخ بقاہن بطو پھر  
انھوں میں بوسعید قیلوی ہیں  
جو میں پھر شیخ ماجد عرف کردی  
وگر ہیں خواجہ یوسف ابن ایوب  
کہ شیخ احمد ابو الحسن رفاعی  
مشیخ اور تھے سب اہل عرفان  
انھوں نے سب جگہ وقتوں کے اندر  
کہ ہم تھے غوث کی مجلس میں حاضر  
کئے اسوقت قدمی بندہ کر



دئے ہیں کھول اتے ہیں فرارے  
سماوات معلیٰ لگ مقدر  
سبھی ساتوں فلک پرستہ کو واللہ  
بجا لاکر سبھی حضرت کا آداب  
کروں بعضوں کا السنے نام مسطور  
محمد نام کردی عرف امجد  
کہ ہیں شیخ عدی ابن مسافر  
وگر شیخ علی بن ہستی ہیں  
کہ شیخ بو النجیب سہروردی  
ہی شیخ حماد سلم رب کے محبوب  
وگر او شیخ موسیٰ ہیں زوالی  
جو سب عمدہ تھے وہ پنجاہ اعیان  
دئے ہیں یہہ خبر بولے ہیں یوں کر  
تو حضرت غوث ہوتے شاد خاطر  
سو تب پنجاہ پر کی اور دیگر

تھے وہاں حاضر عراقی سب بزرگان  
 بھوننے اپنے گردن کو کئے خم  
 کسی نے نین کیا اسوقت انکار  
 سفینے میں تو ہی اسطور مسطور  
 تمامی تپ شاخ اور بزرگان  
 انھوں میں تھے وہی سار مشایخ  
 وہاں حاضر تھے یہ سار مقرر  
 اسی خطبہ میں بولے ہیں یہی بات  
 تمامی اولیائوں نے قبول  
 کہ حضرت بوسعید قلیوی نے  
 کہ قطب دو جہان سلطان ہیں جب  
 تجلّا ہی کیا حق نے مقرر  
 رسول مجتبیٰ ختم پیامبر  
 دگر فرقتے بفرقتے سب فرشتے  
 تمامی اولیا حاضر تھے سب وہاں

مشائخ صاحب شان اہل عرفان  
 دئے کا ذہا قدم کو پشت کر خم  
 قبولے ہیں قدم شہ کا بیکبار  
 کہ جب حضرت نے یہ فرمائے مذکور  
 قریباً ایک سو تھے صاحب شان  
 لکھا ہوں انکا آگے نام راسخ  
 تو خطبہ آپ وہ پڑھتے تھے سرور  
 کہ قدمی پندہ فرخندہ آیات  
 ہوئے ہیں سرگون تحقیق بولے  
 کہے ہیں یہ بیان کر اسوجہ سے  
 کہے ہیں قول قدمی پندہ تب  
 شہ جلیان کے دلیر آپ ہو کہ  
 وہاں آئے ہیں خود کشریف لیکر  
 وہاں حاضر تھے وہ نوری سرشتے  
 سب آگے اور پیچھے کے بزرگان



مولیٰ روحوں نے اور جیتے بدلتے  
 پہنائے ایک خلوت شاہ دین کو  
 فرشتے اور رجال الغیب یکسر  
 لئے تھے درمیانہ باندھ کر صرف  
 رہنمائی کوئی ولی روئے زمین پر  
 لکھے ہیں شیخ عارف نے بیان ایک  
 کہ غوث العالمین شاہ جہان نے  
 یہ فرمایا ہے میں قدمی ہذا جب  
 اٹھا اور آئے حضرت مسیح کی جانب  
 غیاث الخلق کے قدموں کو لیکر  
 پھر آئے غوث کے دامن کے نیچے  
 کہ تم نے اسوجہ اتنا کیا کیوں  
 کہ وہ مامور ہیں کہنے سے یہ بات  
 جو کوئی منکر ہوگا اس رضا سے  
 ولایت اس سے لیون چھین پھر کر



سو تب ختم رسل فخرِ زمن نے  
 غیاث الخلق قطب الواصلین کو  
 شہ جیلان کی مجلس حلقہ کر کر  
 کھڑے تھے سب ہوا میں ہو صوف  
 مگر اسے کیا خم پشت اور سر  
 جو اور سی لقب ہی انکسٹین نیک  
 امام الواصلین قطب زمان نے  
 وہاں شیخ علی بن ہستی تب  
 چڑھے منبر پر وہ عالی مناقب  
 رکھے ہیں اپنے کاذھے پر مقرر  
 سوئی لوگوں نے پوچھے ہیں انھوں نے  
 کہے اس واسطے میں نے کیا ہوں  
 ہوا ہی خاص انکو حکم اسدِ ہات  
 کرین موزول اسکو اولیاء سے  
 تو چاہیں نے تب یون و ملین کر کر

کہ اب ہو جاؤں اول شخص میں او  
وگر شیخ خلیفہ نے کہے ہیں  
محمد مصطفیٰ نور الہدیٰ کو  
کیا ہوں عرض ای ختم رسالات  
کہ قدمی ہندہ کے ہی بیان سے  
رسول محبتی عالم کے سردار  
کہ ہاں وہ بات سچ ہی اور برحق  
نہ کہوین کیوں غیث الخلق وہ بات  
انھوں نکامین تو حامی ہوں مقرر  
ہو احکم خدا کا یہہ اشارا  
بیان شیخ ابوالبرکات نے پھر  
میرے والد نے مجھے یہہ کہی بات  
جو میں شیخ عدی ابن مسافر  
کہ تم یہہ جانتے ہو بات راسخ  
انھوں میں کوئی ایسا یک ہوا ہی

کہے جلدی اطاعت حکم کی جو  
یقین دیکھا ہوں اپنے خواہ میں  
شیخ عاصیان روز جزا کو  
کہ حضرت غوث نے فرمائے یہہ بات  
کہے تب مصطفیٰ فخر جہان نے  
ورود ہو جو خدا کا اُنیہ ہر بار  
شہ دین نے کہے ہیں صدق مطلق  
کہ ہیں قطب جہان شاہ کرامات  
میرے ہیں خاص نائب شاہ اکبر  
کہ کہوین اس سخن کو آشکارا  
لکھے ہیں یہہ روایت کر کے ناور  
وہ کہتے تھے کہ میں اپنے چچا سات  
یہی پوچھا حقیقت شاہ خاطر  
جواگے اور پیچھے کے مشائخ  
جو قدمی ہندہ اسنے کہا ہی



راوی  
محمد بن عبد اللہ

بجز غوث الورا کے کوئی دیگر  
یہہ کیا معنی کہ بولے ہیں اھوں نے  
مقامِ فردیت سے اپنے وہ شاہ  
کہا کس فرد نے کوئی وقت یہ بات  
کہے کوئی فرد ان فردوں سے ہر چند  
بجز غوث الورا شاہِ جہان کے  
سو پھر میں نے کیا ہوں بات یونکر  
تو اُنکے قدم کے سب بزرگان  
کہے ان واسطہ فرمان کا ہی  
ہو احکم خدا جب ان سبھوں پر  
کیا آدم کو سجدہ تب تو سب نے  
نہیں ابلیس نے سجدہ کیا ہی  
اگر یار و بیان دیکھو گے اگر غور  
کہ جو منکر ہوا شے کے قدم سے  
نہ سچ مانا انھیں یہ سب حکایات



کہے میں تب کہا ہوں میں نے یونکر  
کہے میں سب حقیقت یہ میرے  
کئے اظہار اپنا عزت و جاہ  
سخن ایسا ہو اہی کس سے اثبات  
نہ پایا اس طرح حکم خداوند  
امام الاویا قطبِ زمان کے  
ایا تحقیق ہیں مأمور سرور  
کرین تم اپنے سر کو اہل عرفان  
فرشتوں پر جو تو نہیں دیکھتا ہی  
کہ و آدم کو سجدہ سارے ملکر  
بجالاتے ہو جو حکم رب سے  
ہو ملعون کافر ہو گیا ہی  
تو یہاں سے اب نکلتا ہی اسی طور  
تو وہ منکر ہوا حق کے حکم سے  
ہو اتب اس سے اسکا کفر اثبات



جو منکر حکم حق کا ہے سو کافر  
 قدم سے شہ کے جو منکر ہوا ہے  
 گواہی اور یہہ جو شیخ صنعان  
 کئے انکار جب اس سے تو انپر  
 قریب کفر نیچے کھو ولایت  
 کہ طفسو نجی میں شیخ عبد رحمان  
 میر والد نے گردن پست کر کر  
 کہے ہیں پھر کہ یوں سلطان جلیان  
 شہر بغداد میں منبر کے اوپر  
 کہ بیٹے یہہ قدم میرا مقرر  
 سو میں بھی اس قدم سے غم نہ ہوں  
 تو آئی ہی خبر بغداد سے پھر  
 کہ حضرت قطب دین گیسو دراز او  
 لطایف میں لکھے ہیں اس باغین  
 وہ ہیں شیخ نصیر الدین محمود

تو وہ کافر یہاں ہوتا ہے ظاہر  
 کہ ہو وہ کون کافر نہیں تو کیا ہے  
 ولی اللہ تھے وہ صاحب شان  
 ہوا کیا حال بھاری اور زبونتر  
 سونگے تم یہہ گے سب حکایت  
 کہے یوں ایک دن طفسو نجی درمیان  
 ہوئے ہیں سرنگون یارون کے اندر  
 غیبات العالمین محبوب سبحان  
 کہے ہیں قول قدمی ہڈہ کر  
 تہامی اولیا کے دوش اوپر  
 یہہ گردن اپنی خم نیچے کیا ہوں  
 کہ یوں حضرت نے فرمائے تھے ظاہر  
 تعرف جنکو ہے بندہ نواز او  
 کہ یکدن قطب عالم کی زبان سین  
 چراغ دہلوی ہے عرف مسعود



سنا ہوں یونکہ سلطان کرامات  
جو قدمی کا سخن ہی تب مقرر  
کئے خم اپنی گردن کو اسی بار  
کہے ہندالولی میں چپت سرور  
ریاضت سے تلے ایک کوہ کے تھے  
خبر پائے تھے اس امر خدا سے  
کئے جلدی کہ اپنا سر مبارک  
کہے میں بل علی را اسی مقرر  
اسی ساعت میں حضرت غوث سرور  
کہے مجلس میں ان سب اولیا کے  
پس خواجہ غیاث سنجرى کا  
کیا ہی وضع میں جلدی بھونکے  
کہ اس حسن ادب اور عاجزی سے  
خداوند جہان خستاق اکبر  
کہ ہی نزدیک جو وہ اہل حرمت



ہوئے مامولیوں کہنے سے یہ بات  
جہا تک تھے ولی روئے زمین پر  
سو تب خواجہ معین الدین سالار  
جوان تھے وہ خراسان میں مقرر  
وہاں مشغول طاعت پر رہے تھے  
تب اپنے عصر کے سب اولیا سے  
زمین پر خم ووتا ہو کر کے لاشک  
کہ یعنی بلکہ میرے سر کے اوپر  
عیان سے اپنے سب معلوم کر کر  
جو حاضر تھے وہاں صاحب عطا کے  
جو گوہر ہر کرامت کی لڑی کا  
بزرگان اور سارے اولیوں سے  
ہو کے خوشنود اور رضی اسی سے  
بھی تاج الانبیا ختم پیہر  
ہو وینگے ملک کے صاحب کثمت

مقرر رہا ظہور پین اسید حات  
 کہ سیر العارفین میں ہی بیا نوار  
 لقب ہی چشت اور زند الولی کر  
 جیل میں تاکہ ستاون دنوں تک  
 بہت انواع کا فیض و فتوحات  
 تھی خواجہ کی عمر نو و دو سال<sup>۹۲</sup>  
 ستاون برس تھے انکی عمر کو  
 لکھے ہیں یک روایت اور یونکر  
 ملے غوث الورا سے ہو ملاقی  
 تو فرماے شہ عالی قدر نے  
 عراق اب تو دیار ہون میں نے مطلق  
 تمہیں اب میں نے ہندوستان دیا ہوں  
 کہ جس وقت حلت شاہ جلیان  
 شہاب الدین سہروردی کو پھر کر  
 لکھے ہیں یونکہ حضرت قطب دوران

ہو وین وہ ملک کے صاحب سچی بات  
 جو حضرت شاہ معین الدین سالار  
 انھوں نے غوث اعظم کو مقرر  
 رہے ہیں غوث کی صحبت میں بیشک  
 کے حاصل و گروا فر عنایات  
 و گریب و نکا جو تھا اس طرح قال  
 وہ خواجہ دو جہان عالی قدر کو  
 معین الدین خواجہ چشت سرور  
 کے درخواست تب ملک عراقی  
 غیاث الخلق قطب سجد و برنے  
 شہاب الدین سہروردی کو برحق  
 شہ ہندوستان لکھو کیا ہوں  
 تھی خواجہ کی عمر بائیس برسان  
 عمر بائیس برسان تھی مقرر  
 غیاث العالمین دریائے عرفان



جمعہ کے روزین منبر کے اوپر  
 عیان اُپڑ ہوا ہی ذاتِ اوغیب  
 کہ اعلامِ تہ جو کچھ کہ تھا تب  
 سوت اُنکی زبانِ حق ترجمان پر  
 جنابِ حق سے پھر آواز یونکر  
 کہ دیوین یہ چہر سب عارفون کو  
 جو اپنی نیکیاں کرنے کو حاصل  
 تمامی اولیا ئے اہلِ عرفان  
 قبولے ہن قدم کو پشتِ کر خم  
 جو زندے تھے دگر جو فوتے تھے او  
 تو شاہِ عارفین کی جب قبر پر  
 فرشتے نے کہا اسطور آ کر  
 تو خواجہ نے اٹھائے سر قبر سے  
 فرشتے نے کہا نینِ حشر کارِ روز  
 محی الدین سلطانِ دو عالم



کھڑے پڑھتے تھے خطبہ آپ ہو کر  
 ہوا کشوف سب حق غیبِ لاریب  
 تلے انکے قدم کے آ رہا سب  
 ہوا جاری یہ قدمی ہڈیہ کر  
 ہوا ہی عالمِ ملکوت او پر  
 میرے پیار نے بولا اس بیان کو  
 کرین اسکی اطاعت پہ کو خوشدل  
 موافق حکمِ سبحان کے اُسی آن  
 جو آگے اور پیچھے کے تھے یکدم  
 قبولے نم کے سراور پشتِ خم ہو  
 کہ خواجہ بائزید وہ ہن مقرر  
 کہ ایخواجہ اٹھو حکمِ خدا پر  
 کہے ہن حشر شاید اس قبر سے  
 مگر محبوبِ سبحان شاہِ فیروز  
 غیاثِ الخلق شاہِ جن و آدم

شہر بغداد میں ساکن وہ ہیں اب  
 سخن اُنکا خداوندِ جہان نے  
 قبولیت کے رتبے میں رکھا کہ  
 کہ اس فرمانبری سے سرِ نماوین  
 ترقی کے رتبے کی تو معروف  
 قبول اسکو ہو حاصل یہ کہین سب  
 کہ ہی عادلِ خدائے پاک برتر  
 سب کیا کونسا باعث کیا ہی  
 فرشتے نے جنابِ کبریا میں  
 جواب آیا کہ انکی فوقیت او  
 سب پہا تو یہ ہی خاص سنیو  
 دوم تو فارغِ المشغول تھے تم  
 کہ یعنی تم تو ہو فارغِ جہان سے  
 انھوں نے رکھے سب دنیا کا اسباب  
 سو حضرت بایزید اس بات کو تب

کہے خطبے میں قدمی ہند جب  
 کہ ہم و پاک و بیشیہ و نشان نے  
 کیا فرمانِ تہامی اولیا پر  
 قبولین وہ قدم کچھ شک نماوین  
 رہے اس حکم برواری پہ موقوف  
 تو خواجہ بایزید ایسا کہے تب  
 جو سیدِ عبد قادر کو مقرر  
 بزرگی بایزید او پر دیا ہی  
 کیا ہی التجاحمد و ثنائین  
 ہی تمہیں اس سبب جو ہیں سبب و دو  
 رسول اللہ کے فرزند و بنین ہیں او  
 وہ ہیں مشغول و فارغِ فخر انجم  
 رہے مشغول او کارِ نہان سے  
 ہوئے ہیں ذکرِ نہانی کو دریاب  
 سے اور پست گردن کر کہے تب



سنا اور حکم برداری کیا ہوں  
 ہر آن کو سر بزیر پاشش کر دند  
 لکھے ہیں یوں کہ سلطانِ کرامات  
 کہ قدمی پندہ ہی تا بہ آخر  
 سبھی مشرق سے مغرب لگ مقرر  
 بہت تعظیم سے شہ کا قدم تب  
 مگر نین شیخ صنعان نے قبولے  
 کہ میں بھی ہوں خدا کے دوستانین  
 قبولوں کس سبب انکا قدم او  
 ہوئے پہلے نکلے کہنے سے خبردار  
 کہے ہیں انکے اب کا نہھیکے او پر  
 کیا پھر شیخ صنعان نے راوت  
 لئے صاحب کمال اپنے مُردان  
 ہوا تب اتفاق ایسا ہی لاشک  
 نظر انکے پڑی ہی ایک عورت



قدم انکا تو کاذھے پر لیا ہوں  
 سر خود را با وج عرش بردند  
 ہوئے مامور حق سے یہہ کہی بات  
 تاحی اولیا غائب و حاضر  
 نامے سر کو اپنی پشت خم کر  
 لئے کاذھے یہ اپنے ہو مؤدب  
 اسی رغبت کے باعث تب یہہ بولے  
 انا کیا ہی ضرور ابس زمانین  
 موقوف الہین شہ عرب و عجم او  
 زبان حق ترجمان سے پھر یہ گھٹار  
 قدم خنزیر کا ہو گا مقدر  
 کروں اب جلے گلے کی زیارت  
 سبھی وہ چار سو تھے خاص لوگان  
 کہ بیت اللہ کے رستے میں یکایک  
 کہ وہ تھی میفر وشی کی تو زوجت



سہو کے شیدا جو دیکھے کسی صورت  
 سو یکدن انکو خدمت کر مقرر  
 کہی خضر پیر کے بچوں کو بارے  
 کہ رہ چلنے سے تا عاجز نہوں اب  
 سبھی خادم زراہ بد عقیدت  
 مگر دونوں جنے باقی رہے سب  
 کہ ہن عطار دیگر شیخ محمود  
 کئے دونوں نے مکر مشورت تب  
 اٹھے جھٹھار سے بیٹھے وہن تھے  
 رہ صنمان کنے تب شیخ محمود  
 وہ جب بغداد کو پہنچے تو اسپر  
 نہ پائے ہن کہیں خالی ٹھکانا  
 تو کچرے کی وہان خدمت کے اوپر  
 سکے نین تاکرین یہ ہاتھ خدمت  
 کنسان سے بہت ہو جلد جا کر

وہان ٹھہر قبولے اسکی خدمت  
 رکھا خوکان چرائے امر کر کر  
 اٹھا اپنے کا مذہب پر تو سارے  
 تو ایسا بھی کیا کی مرتبے تب  
 گئے صنمان ستی پھر لکے نفرت  
 سو یک شیخ فرید الدین تھے تب  
 لقب ہی مغربی وہ شاہ محمود  
 کہ آتش انکے شیدائی کی یہ اب  
 تو چاہا عفو جاہا لگین انھین سے  
 چلے پھر آپ اٹھ بغداد کو رُو و  
 لگے تب ڈھونڈنے خدمت مقرر  
 کئے ہن قصد جا کچرا اٹھانا  
 کنسان ہنگے خادم سب مقرر  
 سب انکے نگہ رکھ وقت فرصت  
 سو کی دن سر پہ کچر پکوا اٹھا کر



کتابخانہ

کتابخانہ

دہلی

لجا کر ڈالتے تھے تب تو یکروز  
 کئے احوال کی شہ سے شکایت  
 کہ امی غوث الورا کئی روز سے اب  
 رہے دُختے سے اس خدمت کے محروم  
 کہے جالیو خبر اب گھر کے اندر  
 کئے ہیں عرض تب اُسے کہ کئی روز  
 کہے ہیں سرور عالم نے یونکر  
 وضو کو جب اُٹھے ہیں آپ ایکرات  
 سو دیکھے قطب عالم واصل رب  
 لجاتا تھا وہ اپنے سر پہ رکھ کر  
 اُسے پوچھے شہ قطب زمان نے  
 کیا ہے عرض اُس نے ہو کے ناوم  
 کہے تب مہربان ہوا سکتین تب  
 کہا ہی آپ کو روشن تو شہ نے  
 کیا ہے عرض اس سے اور مطلب



کناساں سارے ملکر ہو کے دلسوز  
 لگے کرنے کو نالش تب نہایت  
 جو ہی خدمت کا ذمہ کیا ہیں سب  
 کہے یہ سرور عالم نے معلوم  
 کہ آیا ہی کہیں درویش دیگر  
 نیا درویش ایک آیا ہی دلسوز  
 کہ ہاں ایسا ہی ہو ویگا مقرر  
 برساتا تھا بہت اُس رات برسات  
 جو ان یک لیکے کچرا جمع کر سب  
 ٹپکتے پینگے بوندان اسکے تن پر  
 کہ تو ہی کون آیا کس مکان سے  
 کہ میں تو شیخ صنعان کا ہو خادم  
 جو کچھ چتا ہی سو تو مانگ لے اب  
 کہنے اعلیٰ طلب کر اور اس سے  
 نہیں اعلیٰ و بہتر کوئی شئی اب

کہ پاؤں کا جب اپنے پیر کو میں  
 کہ تیرے پیر کو بخشا تیرے سات  
 ولایت پا ہوئے فی الوقت ہشیار  
 جو اپنا آپ میں پائے کمال  
 اس عورت می فروشی سے اُسیار  
 جو کہتے ہیں کہ اس عورت کی تین تب  
 تو ہمرہ ہو چلی ہی انکے لاچار  
 کہ نسبت حج سے اور تجھے رہی نین  
 یہ ہستے ہی ہوئی ہی وہ مسلمان  
 دل و جان سے قبولی انکی خدمت  
 کہے ہیں شیخ بو الفرج حسن نے  
 کہے حکم خدا سے اس بیان کو  
 تو دیکھا مشرق و مغرب ملک سب  
 مگر یک مرد عجیبی نین ہوا ختم  
 کہے ہیں بو سعید قلیوی نے

سو حضرت غوث اعظم نے کہے ہیں  
 اسیدم شیخ صنمان با عنایات  
 ہوئے ہیں حال سے اپنے خبردار  
 کھلا غنیمہ بگلزار شفاعت  
 جدے ہو کر رہے وہ نیک اطوار  
 ہوا ہی عشق پیدایشچ پر جب  
 کیا تب شیخ نے اس ساتھ تکرار  
 تو ہیگی کفر میں مسلم تو ہوں میں  
 سبھی اپنا قبیلہ لے اُسی آن  
 مسلمان ہو کے کی حاصل سعادت  
 کہ جب غوث الورا شاہ زمیں نے  
 وہ قدمی پڑھ فرخ نشان کو  
 رہے ہیں اولیا ہو سرنگون تب  
 ہوئی اسکی ولایت سلب اسدم  
 کہ جب قطب جہان شاہ چلی نے



یہہ قدمی بندہ فرما کے خوشتر  
 تاحی حاضر و غائب جو تھے سب  
 مگر اک اصفہانی مرد تھا سو  
 ولی ہونین خدا کا اور وہ شاہ  
 یہہ کیا حاجت ہی سر نیچا کروں اب  
 سبھی احوال اُسکا سب کر کر  
 گرائے کربت و کلفت کے درمیان  
 سو تب لاچار یہ اصفہان نے  
 پشیمان ہو کے آیا شہر بغداد  
 جناب غوث مین اب بے شباہت  
 کہے سب ہمیں صولت سے انکی  
 نہ رکھتے مین سخن کہنے کی طاقت  
 انھو کی مجلس عالی مین آکر  
 جو ہی رسم ہوا داری کریں ہم  
 غرض وہ غوث کی مجلس مین آکر



تھے جتنے اولیاء اللہ یکسر  
 سر تسلیم کو آگے رکھے تب  
 لگا کہنے کو اپنا سر پھراو  
 خدا کے مین ولی اور خاص درگاہ  
 سو حضرت سرور کونین نے تب  
 مکان قرب سے اسکو مقرر  
 ولایت گم ہوئی اُسکی اُسی آن  
 یہہ دیکھا حال اپنا اس نشان سے  
 کہا شیخ علی سے کہ کے فریاد  
 کرو تم آ کے سب میری شفاعت  
 جلال و داب اور شوکت سے انکی  
 وے کوئی وقت مین تو با صداقت  
 او سے ہو کھڑا عذر خطا کر  
 جو کچھ ہووے تو اس نا پھرین ہم  
 کہا تھ نصیر سب اپنا خطا کر

تو پوچھے غوثؒ یہی کہاں کا  
کہے پر اپنے آپ ہو کر پیمان  
کہ حضرت آپ کے قدم مبارک  
کہے غوث اور اے کچھ نہیں کام  
نکات اسرار میں بیگیاں ایک  
کہ مجلس میں شہ عالی قدر کی  
ہو اسی ذکر حضرت کے قدم کا  
کہے شیخ فرید الدین نے یونکر  
نہایت آرزو سے میں تو لاشک  
لے رکھتا اپنی ان مینو کے اوپر  
سب یہ تھا کہ میرے پیر کے پیر  
تھے داخل اولیاء اللہ میں اہم  
اسی باعث سے میں کہتا ہوں یونکر  
اسی موجب کہے پیر سید اکرم  
کہ گجراتی لقب ہی مشہور سے

کہے سنے ولی ہی اصفہان کا  
کیا ہی آ کے توبہ بادل و جان  
یہم جتا ہی قبولوں اب بلا شک  
وہی تھا وقت اسکا نیک فرجام  
شہ دین کے مراتب کا نشان ایک  
فرید الدین محمد گنجشکر کی  
امام دین شہ عرب و عجم کا  
اگر اس وقت ہوتا تو مقرر  
غیاث الخلق کے قدم مبارک  
زیادہ بینش چشموں کے اوپر  
جو ہیں خواجہ حسین الدین گنجہ  
کئے ہیں سر کو غم اور شبت کو خم  
میری آنکھوں کی بینائی کے اوپر  
جو ہیں سید محمد شاہ عالم  
یہی مضمون کہے جو گنجشکر نے





لکھا ہی واقعات احمدی میں  
جوہن یک شیخ یعقوب اہل حرمت  
سو بیجا پور سے وہ اہل ارشاد  
سو یکدن انکی مجلس میں مقرر  
تعارف انکو ہی گیسو وراز کا  
کیا یک نے بیان شے کے قدم کا  
کہ قدمی پڑہ ہی قول تحقیق  
زبان حال ہی عاجزہ مقصّر  
جو کچھ میں انکے سب کشف و کرامت  
یہی راوی نے جب بولا یہ گفتار  
ہوا انکار کا خطرہ نمودار  
سو میں آگے کے سارے اولیا پر  
اسی خطرہ کی ساعت میں ہو غلوب  
بدن انکا بھی سارا نسل ہوا ہی  
وہا کرنے سے اسکی تھک رہے سب

کتاب مستبر اس امجد می میں  
لقب سیاح کر کہتے تھے شہرت  
گئے تشریف لیکن احمد آباد  
جوہن سید محمد شیخ اکبر  
لقب ہی انکی تین بندہ نواز کا  
غیاث الخلق شاہ محترم کا  
جو آمنا و صدقنا بہ تحقیق  
بیان کرنے سے اسکا وصف کبیر  
وہ بجد بے حصر ہیں بے نہایت  
تو وہن و فہم میں سید کے یکبار  
کہے ہیں انکے پر عظمت و آثار  
نہ سمجھے اس زمانے اقلیا پر  
ولایت کے ہوئے رتبے سے مہلوب  
گو یا جماد کے مثل ہوا ہی  
علاج اسکا نہیں پایا کسے تب



کئے کئی طور سے تدبیر انجام  
 کہ جب تجھے خاص دور گاہِ رب میں  
 ہوا تب ہفت غیبی سے آواز  
 سبب وہ ہی اسے مرضِ شکم کا  
 رکھے ناخوش وہ حضرت غوث کی بات  
 پھر واسطیٰ تم ہو حکمِ بروار  
 تمہارے حال پر شاید شفقت  
 ہو واجب غیب سے آوازِ انہر  
 عقیدت کے تو حلقے کو اُسی بار  
 لباسِ اعتقاد و حسنِ نیت  
 کے ہیں عرضِ حضرت شاہ سے تب  
 کے پھر غوث کے نام کو تصنیف  
 پڑھیں گی ورو اور دیگر عایان  
 لکھے ہیں جب کیا سید نے یونکر  
 اُسے پورا کئے انجام کر کر

نہ پایا تندرستی اور آرام  
 مقرب تھے ولی باشند سب میں  
 کہا یہہ اُنکے گوشِ ہوش میں راز  
 کیا انکار جو شہ کے قدم کا  
 جو قدمی پندہ ہی باعنیات  
 سچا کر ناقبولو بات یکبار  
 کہ نیکے حضرت سالار ملت  
 رہے ہیں بفضلِ شرمندہ ہو کر  
 رکھے ہیں گوشِ جانین ہوا دُبار  
 پہنائے دلو اپنے باعقیدت  
 غیاثِ الخلقِ عالی جاہ سے تب  
 لگے شام و سحر پڑھنے کو توصیف  
 ہمیشہ ہر گھڑی باصدقِ ایمان  
 شروع حضرت کے نام کو کئے پر  
 ہوا آرام انکو تب مقرر



ہوئے اعضا و رت اور تندرستی  
 شفا ذاتی ہوئی انکو میسر  
 پھر اپنے سلسلے کے اولیاء سے  
 کہ تا اونگیا اپنے مرتبے پر  
 بنا کر آپ کے تئیں قادری تب  
 کہ یعنی ہو مریدِ قادریہ  
 کہ سرپوش ہو جو دامنِ تمھارا  
 تو پیچھے عالم ارواح اندر  
 سو یک خواجہ معین الدین چشتی  
 دوم خواجہ نظام الدین صاحب  
 کئے ہیں عرض یوں ای غوثِ امجد  
 تمھاری بارگاہ میں ہو کے مرغوب  
 امید مہربانی ہی خصوصیت  
 اسی ساعت ولایت کا مراتب  
 ہوا حاصل و گرفتیں و عنایات



ہوئی حاصل گئی ہی ساری سستی  
 پئے ہیں عافیت کا جام بھر کر  
 رجوع ہو کر ملے صدق و صفات  
 کمالت اپنی پاوین بار دیگر  
 کہ تا پاوینگیا اپنے دکنے مطلب  
 کہے ہیں یہہ کلامِ نادریہ  
 میسر سر پر جو ہون مجرم بکار  
 و ولون صاحب کی روحون مقدر  
 کہ ہیں ہندالوی دنیا کی پشتی  
 کہ بدوائی لقب ہی با مراتب  
 کہ اب اس بارگی سید محمد  
 کئے ہیں قادری کر خود کو منسوب  
 کرینگے آپ اب مہر و عطوفت  
 کرامت اور کمالت کا مراتب  
 فزون رتبے کو پھر پامائوشی ست

کہ حضرت غوث کے فیض و عطا سے  
محبو و یکھئے یہ عزت و جاہ  
کہ یہ انکا مراتب اور یہ شان  
کہان کسکو یہ جاہ و جلالت  
قدم انکا تو دوش اولیا پر  
جو آگے اور پیچھے انکے ہیں سو  
قبولے وہ قدم سب اہل عرفان  
یہ ہمہ گیا حکم جاری تا بہ مشر  
یہی ظاہر سبھوں پر ہی سلوک  
یہاں سے ختم ہوگا مرتبہ اب  
ازل سے شہ کا یہ رتبہ ہوا ہی  
رکھوں اُس فضل پر موقوف یہ بات  
پڑھو صلوات ختم فرسلان پر

ہوئے ہیں بہرہ و رصف و صفائے  
عجب حرمت یہ ہے اللہ اللہ  
نہیں کسکو جو ہوگا اہل عرفان  
کہان کسین یہ ہے عز و کمال  
ہوا ہی اور سارے اتقیا پر  
سبھوں پر ہی یقین شہ کا قدم او  
کہے تحقیق یہ حضرت کافران  
جو ہووین اولیا اللہ کے سر پر  
یہ دعویٰ ہی کمال کا خصوصت  
نہ آگے اس سے کوئی رتبہ رٹاب  
یقین سمجھو کہ یہ فضل خدا ہی  
کروں یہاں ختم مجلس کی حکایات  
حبیب حق شفیع عاصیان پر



پڑھو صلوات یاران مل خوشی ہو  
کر وصلوات سے روشن دلون کو





قلم نے دیکھہ باران کی لطافت  
کہ جسوقت اکی ہوئی ہی روانی  
چلاتی ہی نئے سرتازہ ترکر  
بوٹوہ رکھہ باوب لوک قلم سے  
کیا کاغذ کا صفحہ تازہ وتر  
جو حرقان اسکے اوپر مشکفامی  
تو ہفتم انجمن میں اس سبب کر  
کہ سوکھا تھا جنھوں کی عمر کا جھاڑ  
تو ابر فیض سے غوث الورا کے  
ہوئی جب اُسہ بارش تب اُسیبار

یہہ ہی اسکے برسے کی شرافت  
زمین کو بخشی ہی زندگانی  
نکلتی ہی گیاہ سبز اُسپر  
بہا حروف کے قطر و کی رقم سے  
جلایا ہی نئے سرخوش نمط کر  
نظر آتے ہیں جون گلزار نامی  
لکھا مذکور سب وہ ہی ادب کر  
سموم فوت سے ہو بے پرو بار  
شہ دین منبع لطف و عطا کے  
ہوا وہ تازہ ترا و ربار پروار



نئے سرے سے پایا زندگانی  
 کہ چون شیخ عمر مقبول و معصوم  
 عمر بزاز دیگر نیک کردار  
 کہ حضرت غوث اعظم قطب عالم  
 حیاتی جن سے ہی زندہ و لون کو  
 غیاث العالمین محبوب ربی  
 کہ حضرت آپکا فرخ لقب یہم  
 کہے تے سروجن و بشر نے  
 طرف بغداد کے آتا تھا لباس  
 اُسے دیکھا کہ ہی رنجور و غمخوار  
 میرے قدموں پہ وہاں آکر گرا ہی  
 کہ ای مقبول حق عالم کے سلطان  
 تم اپنے چشمہ جوان سے مجھ پر  
 کہ لینے مجھ پر کرنا آپ کا دم  
 تو اسکو تب بٹھایا ہوں اسٹینار

رہا دل شاد ہو کر شادمانی  
 کہ یہاں لقب ہی انکا مفہوم  
 یہہ دونوں سے روایت ہے ہائیوار  
 شہ کوئین فخر نسل آدم  
 جوہن قبلہ تہامی مقبلہ نکو  
 یہی پوچھے ہن لوگوں نے او سے  
 محی الدین ہوا ہی کس سبب یہہ  
 کہ یکدن مین گیا تھا سیر کرنے  
 یکا یک شخص یک آیا میرے پاس  
 درخت خشک سا ہیگا نمودار  
 یہی پھر عرض کر مجھ سے کہا ہی  
 بٹھاؤ مجھ کو کر لطف و احسان  
 چھڑکد و ایک قطرہ لطف کر کر  
 کرو یہہ دور مجھ سے شدت و غم  
 کیا دم اسکے اوپرین نے یکبار





اسی ساعت ہوا ہی اسکو آرام  
درخت خشک سا تھا سو ہیوقت  
لگا کہنے مجھے تم جانتے ہو  
کہا نہیں جانتا ہوں مجھکو زہار  
کہا اُس نے مجھے بانیک آئین  
کہ میں اس حد کو پہنچا تھا مقرر  
وہیں چھوڑا اُسے میں اور اُسیار  
یہ جامع مسجد بغداد کی طرف  
لے آیا شخص یک نعلین اُسد  
وہاں سے پھر تو میں مسجد میں آکر  
کیا تھا خالصاً اللہ نیت  
ہوا مجھ پر هجوم خلق بسیار  
پکارے ہیں مجھے اُسوقت رہنے  
کہ آگے اسکے کہنے مجھکو زہار  
لکھے ہیں یوں بزرگان زمان سے

ہوا صحت کا اسکے تازہ ہنگام  
ہوا سر سبز تازہ جون جوان سخت  
کہ میں ہوں کون تم پہنچانتے ہو  
کہجو مجھکو نہیں دیکھا کوٹھار  
تمہارے جد رسول اللہ کا ہی میں  
ہوئی اب تم سے یہ فرحت میسر  
چلا آگے وہاں سے ہو کے رہوار  
برہنہ تھے قدم میرے تو بحیرف  
کہا ہی مجھکو محی الدین بیغم  
پڑ حاق کا دو گانہ تباہ و اگر  
سلام اسکی دیاجب ہو غنت  
میرے تب دست و پا کو چوم کیا  
یہم محی الدین کہہ کر اس لقب سے  
نہ بولا تھا محی الدین یکبار  
کہ یک خادم کو قطب دو جہان نے



پہنچے پاس اپنے بھیج دے کر  
 کہ انکا نام ہیگا سید احمد  
 کہ وہ پیغام تو مالِ عشق کا ہی  
 تو خادم نے رفاعی پاس جا کر  
 رفاعی نے وہ سنے تحریف جانکاہ  
 کہے الْعِشْقُ نَارٌ اَللّٰہُ کر کر  
 کہے ہیں بعد از ان ہذا ہو الْعِشْقُ  
 تھا انکے روبرو وہاں ایک بڑا جھاڑ  
 کہ خاکستر ہوئے پھر آپ جل کر  
 سو خادم پھر کے آیا وہاں سے لاچار  
 کہے پھر کر اُسے شاہ کمالا ت  
 کہ وہ پانی جگہ سے نین بہا ہی  
 تو گردا گرد اس کے عطر خوشبو  
 وہاں دیکھا ہی اگر جب وہ خادم  
 کیا ہی گرد عطریات سے تب

کیا پیغام یہ ہی پوچھنے کر  
 رفاعی موسوی ہی عرفِ امجد  
 یہ معنی اسکی یعنی عشق کیا ہی  
 وہی پیغام پوچھا ہی سراسر  
 شرار عشق کی آتش سے کراہ  
 کہ عشق آتش خدا کی ہی مقرر  
 کہ یعنی یہ ہی ہی عشق باصدق  
 لگا جلنے کے تئیں تب وہ اُسیار  
 ہوا پھر آب پانی اسجگہ پر  
 کیا حضرت سے وہ احوال اظہار  
 کہ جاتو اس مکان پر دیکھ اُس دھات  
 وہیں اپنے مکان قائم رہا ہی  
 جمع چو طرف کر رکھ صاف دل ہو  
 کہ پانی ہی جگہ پر اپنے قائم  
 تو ساعت سے رفاعی وصل رب



سند سے حقیقت کے جو باہر  
وجود غصہ می سے ہو کے پیدا  
کہ یعنی پھر ہوئے ویسے ہی ظاہر  
دئے جا کر خبر یہ شاہ دین کو  
کہے دو شخص سارے اولیا سے  
کہ پہلے ایک آگے ہو گئے ہیں  
وگر نہ جو ولی پہنچا ہی اُسٹھار  
سوغہ بہترین نقل سماعی  
پسرین دختر سادات کے خاص  
رفاعی کو اسی باعث سے عالم  
وگر حضرت رفاعی نے مقرر  
بہت فیض و کرم حاصل کئے ہیں  
وگر خرقہ خلافت کا لئے ہیں  
کہ یعنی غوث سے پائی خلافت  
سبب اسکے اسی باعث کے اوپر

کہا ہے آگے پہنچے تب تو ظاہر  
ہوئے ہیں سر اٹھا اپنا ہویدا  
نئے سر شکل صورت سے مفاخر  
غیاث الخلق فخر الواصلین کو  
قنا ہو کر پھرے ملک بقا سے  
وگر اُن سے رفاعی اب ہوئے ہیں  
پھر انین پھر کے وہ ہر حنیز ہمار  
کہ حضرت سید احمد رفاعی  
جو سادات حسینی ہیں باخصا  
پہنچے غوث کے کہتے ہیں بے غم  
غیاث الخلق کی خدمت میں یکسر  
ہدایت اُنکی صحبت میں رہے ہیں  
کہ نعمت اور برکت پار ہے ہیں  
مریدی سلسلے کی ہی اجازت  
غیاث العالمین نے شعر انور



بہار  
یہ خاص  
۱۱

کہے ہیں شان میں انکی بیان کر  
 کُنْ اَبْنُ الزَّوْجِیْ کَانَ مِیْنِی  
 دیگر مذکور لکھتے ہیں کہ حضرت  
 بقصد سیر جب سیاح ہو کر  
 سو اپنے میں یک دریا کنارے  
 وہاں تب قطب عالم پر کامل  
 کے ولیمین کہ یہاں اب ٹھہر جانا  
 تو دریا کی گزرگہ پر فراغت  
 وہاں فرقے بفرقے عورتان تب  
 شہر سے جو کہ تھے دریا کنارے  
 گئی ہیں عورتان وہ سب وہاں سے  
 لئے اپنے سمجھی کو زونکو بھر کر  
 مگر بڑھیا شکہ حال اور زار  
 رہی گوشے میں اسے دھرکنارا  
 زمین پر بعد وہ کوزہ رکھی سو

سو وہ میں نے لکھا ہوں اس مکان پر  
 بِسْطِیْ فِی الطَّرِیْقِ وَاشْتِغَا  
 امام الواصلین سلطان ملت  
 چلے گئے سیر کرتے آپ سرور  
 تو دیکھا جوش ہی دریا میں سارے  
 کہ ہیں دریاے ول فور منازل  
 تماشے کا مکان ہی خوش ٹھکانا  
 قراری لیکے ٹھہرے ایک ساعت  
 لگے آنے پانی ناگہان سب  
 سبب پانی کے لینے آئے سارے  
 جہاں بیٹھے تھے حضرت اس مکان  
 چلے عادت موافق اپنے پھر کر  
 جدی اُن عورتوں سے ہو کے اُسٹھار  
 لیا پانی سے بھر کوزہ کو سارا  
 رہی دریا کنارے پھر کھڑی ہو



نکالی سر سے اپنے کھینچ چاور  
 کئی ہی اس طرح ماتم وزاری  
 کہ اسکا ہونہ سکے کا بیان سب  
 امام الاصفیا سلطان اجلال  
 جو اسپر ظلم اب کس نے کیا مین  
 کہ کوزہ اسکا کس نے مار پتھر  
 یہ کس باعث ہی اسکی آہ و فریاد  
 بلا یک شخص کو شہ نے اُسی بار  
 اُسے پوچھے مین بڑھیا کی حقیقت  
 کہون کیا حادثہ بڑھیا کے غم کا  
 حکایت اسکی ہی جانسوز پر آہ  
 پس تھا اسکا یک یوسف کے ہموار  
 ارادہ اسکی شادی کا کیا جب  
 بڑی یک دھوم سے ہاشان شوکت  
 کیا تیار آرایش کا سامان



لگی کیا بار روئے نوحہ کر کر  
 نہایت بقراری اشکباری  
 سو حضرت غوث قطبِ دو جہان تب  
 تعجب ہو رہے یہم دیکھ کر حال  
 اُسے آزار اور ایذا و پانین  
 نہ توڑا ہی جفا اور کچھ قسم کر  
 سبب کیا اسقدر ہی بہت ناشاد  
 کئے بڑھیا کی اس حالت کا گفتار  
 کہا اُس نے کہ آئینا ہِ فضیلت  
 یہم سکے سوز اور دردِ والم کا  
 کہ ہی یعقوب کے قصے سے جانکاہ  
 فلک چمن کے تھا چاند کے سار  
 بڑی خست سے تھا جو دنیا تب  
 بہت زرخیز کر کے بے نہایت  
 زرد پور جو کچھ تھا دلمین ارمان

کہ لازم ہی جو کچھ شاہین چہیزان  
 بنا شادی کے دنکاسب انجام  
 سوتب کی نوکرو چاکر سواران  
 وگراس شہرین تھے تب جو لوگان  
 روانہ اس طرف دریا کے ہو کر  
 سلامت جا کے پہنچی اس مکائین  
 نکاح و عقد کا جو رسم تھا سب  
 کیا دو لے کو دلہن ساتھ وصل  
 سوتب دو لے نے لیکر اپنا سامان  
 بہت فرحت سے تھے دلشاد و خندان  
 چلی گھر کی طرف ہو کر روانا  
 وہ کشتی آنکڑ پہنچی کنارے  
 یکایک کھلبلا دریا اسی بار  
 پچھاڑے دست و پا ملاح ہر چند  
 کہ پاؤں نفع اب اس شور زود

رکھا تیار کرانے عزیزان  
 ہوئی وہ شاد خاطر پاک آرام  
 کہ گھوڑے اور اونٹوں کی قطاران  
 لئے ہمراہ اپنے ہو کے شادان  
 بیاہنے کو گئی ہی آرزو کر  
 کھلا غنچہ خوشی کے گلستانین  
 بجالائے یہی تھا مدعاسب  
 کہ جون بیل کو گل کا وصل حاصل  
 دیگر ہمراہ جو تھے وہ سولوگان  
 چلا آیا ہی پھر کشتی کے درمیان  
 کہ تھا نزدیک جو مقصد کو پانا  
 ہوا تب حکم حق اسطور بارے  
 اٹھی ہی موج ہایل اسپن بسیار  
 جو ورطے سے ملا کی کے کھلے بند  
 کیا نین نفع کچھ تب اور کچھ سود



قصا جب حق کی ان لوگوں کے اوپر  
 پڑی بھورے منے کشتی اسیدم  
 وہاں کشتی تلے بیٹھی گئی ڈوب  
 رہائین اسے باقی کوئی انسان  
 سوا اسکے نہ نکلا اور باہر  
 گئے دریا میں ڈوبے ایکدم سب  
 مقیمان اس شہر کے اور عالم  
 محائے کئی گھڑی تک شور و غلغلا  
 مگر بڑھیا کوہین اب میں برسان  
 اسی دریا کنارے آ کے یکبار  
 جہان دولہ سپر اور اسکی دلہن  
 جہاز انکا گیا ہی ڈوب کر سو  
 چلی جاتی ہی پھر کر آ کے گھر  
 ہوا حضرت یہ تب یہ حال پیدا  
 سو تب یکبارگی دریا نے رحمت

لکھی تھی سو ہوا وہاں مقرر  
 جہان بڑھیا کھڑی رہی تھی پر غم  
 ہوا وہاں غرق سب بڑھیا کا مطلق  
 مگر یہ ہم ہی جو بڑھیا ہی پریشان  
 بچائین مخلصی یا کوئی آخر  
 ہوئی یک پل منے کشتی عدم تب  
 سنے یہ حادثہ جب تو اسیدم  
 مصیبت کا پڑا تھا انہی جنجال  
 کہ وہ ہر روز پانی کے سبب یہاں  
 کھڑے ہوا سبکدہ غمناک و لاچار  
 و گر لوگان کہ جو تھے مرد و اوزن  
 کرے اسکے سبب یہ شور و شہر سو  
 سنے یہ حادثہ ناور عجب تر  
 کیا ہی وجد نے غلبہ ہویدا  
 ہوا ہی خوش میں با صد عطا و نعت





زبان پاک سے تب اپنی سالار  
تو اس بڑھیا کو روٹے منع کر  
جو چاہے دل تیرا تیری مطلوب  
سو اس عورت کئے وہ مرد جا کر  
لگا کئے ولا سا دلبری کر  
وہین تھی آپ روئین وہ قایم  
پھر آیا وہاں سے حضرت پر کے پاس  
ہو مرہم پاش زخم و لنگار ان  
کہہ اب اس کے دل پر بقراری  
ولا سے سے زبان کے اسکا وہ غم  
سو حضرت غوث نے تو اسکو پھر کر  
کہے جا اور اُسے روٹے کر باز  
اُسے کہنا کہ اب تو تیرا لڑکا  
جو کوئی تھے ساتھ انکے سب بیہ گان  
کہ جو ڈوبے ہیں اس دریا کے اندر

کچھ ہیں ای جوان جا تو اسی بار  
اوسے کہنا کہ تو خاطر جمع کر  
جو کچھ ہی سو بھی ہو جا بیگا خوب  
موافق رہے فرمود یکے آکر  
ولے اُٹھنے نہانا کر کے باور  
کرے آہ و فغان بس سو کے نام  
کہا ای قطب عالم افضل الناس  
ہو راحت بخش جان درویشان  
جو تیغ ہجر کا ہی وارکاری  
نہ کم ہوتا ہی ای سلطان عالم  
بہت تاکید اور تہدید کر کر  
نہر و تودیکھ کیا ہوتا ہی اب باز  
عروس اسکی و گر عالم شہر کا  
سبھی خیل و شرم باشوکت و شان  
فتا کی موج میں ہو غرق یکسر



کھڑی رہ تو یہاں حاضر و ناظر  
اسی ساعت میں دریاے عدم سے  
یہاں موجود وہ ہوتے ہیں ساک  
جوان نے بہمن شہ کا ساج  
ہوئی باورائے تحقیق یہ بات  
کہ کی شخصوں نے اس بڑھیا کو آکر  
دئے تقدیر پر آخر حوالہ  
مگر یہ قطب عالم غوث اعظم  
سخن انکا یقین کر جاتا ہوں  
مقرر بات یہ سچ ہیگی تحقیق  
گیا بڑھیا کنے پھر کر اسی بار  
کہا ہی اسکی تین سبھا کے یکسر  
ہوئی بڑھیا کیتین تسکین باطن  
ہوئی ہی منظر اسکے نشان پر  
سو حضرت نے جاب حق میں اس بار



خدا کے حکم سے وہ ہوین ظاہر  
کنارے آوین سب حق کے کرم سے  
پیری آنکھوں کے روشن کرنے ہمارے  
تو اسکے دل کیتین تسکین ہوا تب  
کیا ہی فکر اپنے ولین اسد حات  
ولا سا ولبری کر کر سراسر  
کنے ہیں صبر پر سب انفصالہ  
جو ہیں خضری قدم اور عیسوی دم  
تامی صدق ہی پہچانتا ہوں  
کیا دیکھے عقیدے ساتھ تصدیق  
بھی وہ یاد رکھ حضرت کا تکرار  
کہ اُس نے صدق مانا صدق ہے کر  
رہی حیرت زدہ پھر ہو کے ساکن  
لگی چپ دیکھنے تب اس مکان پر  
دعا یونکر کہے اسی پاک کر تار

یہ عورت کا پس جو غرق ہی بہان  
 گزر گئی ایک لمحہ سپہ یکبار  
 کئے ہیں پھر دعائے غوث اعظم  
 گیا اس پر بھی یک لمحہ گزرتب  
 سوتب غوث الورا سلطان اخلص  
 درنگ آتا ہوا دیکھے توفی الحال  
 سوتب شیو یسے محبوب کے یکبار  
 کئے ناز و نیاز آغاز امدم  
 کہ ای پروردگار بے نیازی  
 میرے بھی کام میں ہی تجھ کو تاخیر  
 ندا آئی جناب کبریا سے  
 تمہارے کام میں ای میرے محبوب  
 کہ وہ ہی بلکہ میری حکمتوں سے  
 میرا تدبیر سے سب کام ہیگا  
 سمجھتے ہو میری قدر کی شان کو

تو کرید اور وہ جو تھے لوگان  
 ہوا میں کچھ اثر اس کا نمودار  
 چلا کر انکو پیدا کر اسیدم  
 نہ کچھ ظاہر ہوا اسکا اثر تب  
 کہ محبوب کے ہیں رتبے منے خاص  
 ہوئے ہیں جوش میں وہ شاہِ احوال  
 کہ ہی وہ طورِ محشوقی نمودار  
 عتاب آمیز ہو جذبے سے برہم  
 خدائے دو جہان و کار سازی  
 درنگ و دیرای و نامائے تقدیر  
 خدائے پاک بچوں و چرا سے  
 درنگی کچھ نہیں ہی ہکو مطلوب  
 میرے جو کام ہیں سو صنعتوں سے  
 شتابی کا نہ اس میں نام ہیگا  
 اگر چہ تار میں اور آسمان کو



تو پیدا انکو کرتا طرۃ العین  
 کہ تا سمجھیکا عالم میری درگاہ  
 ہوئے ہیں اب مقرر بنیں برسان  
 ہوئے ہیں اسکے لوگان غرق کیا  
 جو کھائے تھے مگر چھہ اور نہنگان  
 بٹھاری پاس خاطر انکو کیس  
 سوئی برسوں کے وہ کھائے ہو تھے  
 انھوں کو اپنی قدرت سے ایسا  
 پھراپنے حکم جاری سے مقرر  
 اسی کا استخوان اندام اور پوست  
 رچا ہوں اک جگہ ترتیب دیگر  
 کیا تیار اور ہر بدن میں  
 دیا ہوں پھونک و جان انمے سب  
 سبھی چیزان جو تھیں کشتی میں وہ تب  
 پہنا یا ہوں لباس زندگانی



وے میں نے کیا چھہ و میں کو نہیں  
 شتابی اور جلدی کو نہیں راہ  
 جو کشتی غرق ہی دیر کے درمیان  
 تو انکو مچھلیاں کھا گئیں اسی بار  
 کہ اس پر واسطے ہو گئے ہزاران  
 کہ انکے بند بند اعضائے دیگر  
 سبھی نابود کیس ہو رہے تھے  
 جو منجھکے گیا ہوں جمع کیٹھا  
 ہر اک تن کو ایسی شکل دے کر  
 ایسے بال و پروں دیگر گوشت  
 کہ یعنی انکا جٹہ جوڑ کیس  
 کہ چون انسان اور حیوان کے نہیں  
 کیا جیتے موئے کی برس کے اب  
 کیا پیدائے سر ان کی تین اب  
 دیا جیتے کی ان کو کامرانی

میری قدرت کو اب دیکھو نظر کر  
ہو اہی جوش دریا میں اُسی بار  
وہی سب شان اور شوکت سے یکسر  
وہی شادی کا باجا اور آواز  
وہی دو لکی دُہن اور انسان  
جو تھا اسبابِ سوسالم سلامت  
تجربہ پورہ دیکھے سے عالم  
مسلمانوں کتنے صدق و صفات  
بہت کر کا فران اسلام لائے  
ہو خاموش جب غوغائے عالم  
بہت ڈھونڈھے پائے شاہِ دین کو  
کہ شیخ ابو الحسن احمد رفاعی  
کہ یکن خادموں نے شاہِ دین کے  
مواہی ایک خادم تو اُسی بار  
جناب قطب ربّانی میں آکر

یہی لطف و کرم میرا مقدر  
وہی سے غرق تھی کشتی وہ جسٹار  
وہی سامان اور اسباب و گیر  
اُسی بڑھیا کے بیٹے کا وہی جہاز  
کہ حیوانات اور جو کچھ تھے جنسان  
اوپر آئی ہی کشتی جو امانت  
ہوئی بڑھیا نہایت شاد و حرم  
زیادہ اُسکے دیکھے سے ہوا تب  
پڑھے کلمہ مسلمانِ مین آئے  
مٹی جب غل کی ہو تاتب اسیدم  
رموز آگاہ رب العالمین کو  
انھوں سے یک روایت ہی سماعی  
غیاث الخلق تاج العارفین کے  
بہت روتی تھی جو رو اسکی لاچار  
لگی ماواہ کرنے کو سراسر



ایک

لگی روئے نہایت ہو کے پر غم  
 مراقب میں اُسیدم آپ ہو کر  
 وہاں پہنچے جو چوتھا آسمان ہی  
 وہ ملک الموت کے نزدیک جا کر  
 کہ ملک الموت اُنھے جلدی کھڑا ہو  
 غلامانام اُسکا وہ مُواہی  
 تو اُسکی روح پھر لا دے مجھے اب  
 سو ملک الموت نے تنگی کیا ہی  
 کیا مگر ار حضرت سے سراسر  
 قضا پر قبض میں کرتا ہوں رُوحان  
 حصوری میں جناب حق کی پھر کر  
 سو کیوں میں حق کے بحکم و رضا سے  
 غیاث العالمین محبوب رب نے  
 کہے ہیں اس طرح پھر بار دیگر  
 تو چاہے جان خادم کا ہمارے



سو تب غوث الورا قطب برکترم  
 گئے ہیں عالم بالا کے اوپر  
 کہ عزرائیل کو رہنے مکان ہی  
 کہے ہیں یوں منحن اسکو سنا کر  
 جو میرے خادموں سے ایک تھا سو  
 خدا کے حکم پر اب جان دیا ہی  
 یہ ہمنا حکم کرتا ہوں تجھے اب  
 نہ اُسکی روح حضرت کو دیا ہی  
 کہ حق کے حکم سے عالم میں آ کر  
 میرا فیصل پہنچا حق کا فرمان  
 لجاتا ہوں وہ رُوحان جمع کر کر  
 تمہیں دُور روح اُسکی اب دعا سے  
 شہ کون و مکان عالی نے ہے  
 کہ ہم جب تجھے کو فرمائے ہیں تو مگر  
 پھر اسیچھا ہیں اب دیو بارے



سو ملک الموت نے رشکے کہے پر  
سخن یہہ شاہ کا مانا نہیں جب  
کہ ملک الموت کے نزدیک آستھار  
رکھے روحان بھی اسین جمع کر  
وہ بھرتی تھی جب روح نے سو تب  
سو شہ نے زور سے محبوبیت کے  
لئے ہاتھوں سے ملک الموت کے چھین  
دئے سب کھول روح کو سراسر  
سوراوی بولتے ہیں یونکہ اس روز  
جناب حق میں ملک الموت نے تب  
جو حضرت غوث کا داب و صلابت  
کیا ہی عرض درگاہِ خدا میں  
کہ ملک الموت سنے بات یہہ خوب  
انھو نکاتوں نے رکھکے پاس خاطر  
کہ کھینچی ہی مذمت تو نے یہہ اب

دئے میں روح اسکی پیچھے پھر کر  
یہہ انکا داب پہچانا نہیں تب  
جو تھی زنبیل سی یک نشی طرح دار  
جو روحان قبض کر لانا تھا یکسر  
لجانا تھا جناب حق میں وہ تب  
وہ اپنے قرب سے معشوقیت کے  
وہی زنبیل گویا نیک آئین  
کئے تھے قبض جو اسد میں جا کر  
موتے جلتے ہوئے سب ہو کفیروز  
کیا فریاد ظلم غوث کی سب  
ہوا تھا آپہ واقعہ بامہابت  
ہوا آواز حق سے اس ندائین  
میرے میں غوث اعظم خاص محبوب  
تہ کیوں پیچھا دیا خادم کا جی پھر  
دیا کھوٹا تھے سے ارواح وہ سب



کہاں یارو کے یہ قرب و ہمّت  
کہ عزرائیل ہی حق کا مقرب  
چھٹا کر اُسکے ہاتھوں لیوے زمیں  
مگر ہی حضرت غوثؒ اور اکو  
حقیقات الحقائق میں دگر ایک  
کہ یک بڑھیا تھی عورت اُسکا لڑکا  
ہوا تھا عرق دریا میں مقرر  
جو میں فریادیں سب عالموں کے  
نہایت عاجزی سے کر کے زاری  
میرا تو اعتقاد اسطور کا ہی  
ولاؤ گے مجھے میرا سراب  
کہ حضرت نے جاتو اپنے گھر کو  
تو آئی گھر کو بڑھیا ہوئے کشادان  
چلی پھر غم سستی روتی بہ لاچار  
کہے ہیں پھر اُسے غوثؒ اور اُسے



کہاں یہ وہاب و صولت اور قوت  
اڑے جا اسے وہ اساکرے سب  
رکھے اسطور وہاب و شان تفضیل  
امام الاصفیاء و الاتقیاء کو  
لکھے ہیں یہ روایت خوبتر نیک  
نہ لڑکا بلکہ دُر عصمت کی لڑکا  
سوا اُس بڑھیا نے حضرت پاس کر  
کئی ہی عرض خدمت میں اُٹھوئے  
بہت ہو غمزدہ کہ شکباری  
تھیں اس بات کی قدرت عطا ہی  
جو دنیا سے گیا ہی کر گزرا ب  
یقین پاویگی تو اپنے پسر کو  
نظر کر گھر میں دیکھی تو نہیں وہاں  
غیاث الخلق فخر الدین کے دربار  
شہ عالم امام الاصفیاء نے

کہ جا بختہ کو ملے گا تیرا فرزند  
 نظر کر گھر میں آدیکھی اُسیدم  
 جناب غوث میں پھر تیرے بار  
 رکھی سر شاہ کے آگے زمین پر  
 سو حضرت غوث اعظم واصل رب  
 اٹھا پھر کیتین بالا کئے ہیں  
 کہ جا گھر کو تیرا آیا ہی لڑکا  
 گئی اس مرتبے گھر تو اُسیدم  
 سو تب غوث اور شاہ سرفراز  
 کئے ہیں بارگاہ کبریا میں  
 سخن شوخی سے گستاخانہ ہموار  
 کہ کس باعث سے اس بڑھیا کے اب  
 نذا آلی یہہ درگاہ خدا سے  
 کہ فرمودہ تمہارا راست برحق  
 پر گندہ ہوئے تھے اسکے اعضا

سو بڑھیا پھر چلی گھر کو ہونورند  
 نہ پائی اپنا لڑکا تب ہو پر غم  
 لگی بتیاب ہو روئے کیتین زار  
 لگی غمناک ہو روئے یقین کر  
 مراقب میں کئے ہیں سرتلے تب  
 زبان پاک سے یوں کر کہے ہیں  
 تب اس بڑھیا نے رستایکے گھر کا  
 پس کو پائی حاضر ہو کے خرم  
 نیاز عاشقی معشوقیت ناز  
 خدا کی پاک درگاہ علیٰ میں  
 ہوئے موسیٰ کلیم اللہ کے سار  
 کیا شرمندہ باتوں میں مجھے اب  
 مقدس بارگاہ کبریا سے  
 یقین تھا صدق اور تحقیق مطلق  
 تو پہلے مرتبے ان سب کو یک جا



فرشتوں نے جمع لاکر کئے ہیں  
 کہ دیگر مرتبے ای میرے محبوب  
 کہے جب تیسری نوبت تو لاچار  
 دئے پہنچا کے اس بڑھیا کے گھر کو  
 غیاث الملق نے تب عرض کر کر  
 کہ تو نے حرف کس ساری خلقت  
 پھران سب خلق کے اجزا کو کیا  
 پاک لگنے میں انکو جمع کر سب  
 حیاتی بخشی یک تن کو اسید م  
 و رنگ کا تیرے آگے کیا ہی مقدور  
 ہو افواں جناب حق سے صاور  
 عوض میں اسکے مانگو جو ہی منظور  
 سو حضرت غوث اعظم نے اسید م  
 کہے یارب ہونہیں مخلوق برحق  
 میری ہی عقل اور دانش کے موجب



پر گندہ سبھی اعضا رچے ہیں  
 دئے ہئے حیاتی اسکیتیں خوب  
 اسی وریا سے باہر لا اسی بار  
 ملا اُس سے دئے اسکے پسر کو  
 کہے ای کرو کار و خلق پرور  
 کیا پیدا ہوئی نین ایک ساعت  
 کہ میں جید عدد سے بہت بسیار  
 کر لگا سب نے جتنے سے حشر تب  
 اُسے پھر گھر کو پہنچانے کو بنغم  
 کہان تاخیر کا تجھ پاس مذکور  
 کہ ہی آرزو گی خاطر پہ ظاہر  
 عطا کرتا ہوں تلو ہو کے مسرور  
 زمین عجز پر رکھ سر کو بے غم  
 جو چہتا اور دانش میری مطلق  
 تو ہی خالق میرا تجھ کو مناسب

تو اپنے فضل سے مجھ کو عطا کر  
 ہو اسی حکم یوں درگاہ رب سے  
 جمعہ کے روز میں اسی فخر انجم  
 تمھاری یہ نظر ہو وگی جس پر  
 نظر کر جس زمین کو تم جو دیکھو  
 کہے تب عرض غوث العالمین نے  
 الہی مجھ کو اُن دو میں نفع کیا  
 زیادہ اُس ستین رتبہ عطا کر  
 کہ میرے بعد وہ ہو وگیا رب  
 کہ نامو کو تمھارے فائدے سے  
 میرے نام کو جو بھی فائدہ اب  
 جو کوئی ایک نام نامو سے تمھارے  
 ثواب و مرتبہ ہو وگیا حاصل  
 سو تب غوث الہی محبوب رب نے  
 بجالائے خدا کا شکر بسیار

کرم کر کر زیادہ مرتبہ کر  
 خدائے پاک خلاق خلق سے  
 نگہ سے اپنی دیکھو گے جسے تم  
 ولی اللہ وہ ہو جاوے مقرر  
 تو ہو جاوے زرخالص بھی او  
 شہ عالم سراج العارفین نے  
 مجھے اب اس میں جاہ و مرفع کیا  
 میرا اور عالی اس سے مرتبہ کر  
 جناب حق سے پھر آئی ذات اب  
 دیا نفع و اثر اس قاعدے سے  
 اسی موجب اثر اس کو دیا اب  
 پڑھیکا تو اُسے اسطور بار  
 گویا میرا پڑھا ہی اسم کامل  
 رکھے ہیں سر کو عبدین او سے  
 کہ اس طرح سے حضرت نے تکرار

بدر پشیمانی



کہے اسمیٰ کا اسم اعظم کر  
کہ یعنی یہ میرا اسم مبارک  
کہ یوسف تجھ کو اب کسا نہیں غم  
اُسی کا ورواب رکھنا ہمیشہ  
یہی کام آویگا دونوں جہانین  
برکت سے اس کے تیری حاجات  
لکھی ہی منتخب میں یہ روایت  
کہ یکدن ایک عورت غوث کے پاس  
کہا ہی عرض کرای واصل رب  
سو دیکھے آپے بر لوح محفوظ  
وہاں اس کو لکھا میں ایک فرزند  
سو تب غوث الوراعا لم کے سرور  
کہ اسی بار خدا خلاق و اور  
نذاور گاہ حق سے یون ہو اہی  
کہے میں پھر کے اسی خلاق عالم



اشارت یہ ہی اس معنی کے اوپر  
مثال اسم اعظم ہی باشک  
لگا یہ نام تیرے اسم اعظم  
سعادت کا تجھے پایا ہی پیشہ  
رہیگا حق کی تو امن و امان میں  
بھی برآوین رہیگا خوشی سات  
بیان ہی اس میں حضرت کی عنایت  
جو میں غوث الخلاق افضل الناس  
و عا فرزند کی کرتا مجھے اب  
کہ ہی وہ قدرت سبحان سے محفوظ  
نہیں اس کو پس ہو نیکا ہر چند  
جناب حق میں بولے عرض کر کر  
تو اس عورت کو ایک لڑکا عطا کر  
نہ اس کے حق میں یک لڑکا لکھا ہی  
دو فرزند ان عطا کر اس کو با ہم



جناب حق سے پھر آئی ندایوں  
 کہے پھری خدا یا اسکیتین تون  
 ہو آواز پھر ویسا کہ یک غین  
 خدا یا کر عطا اسکو پس چار  
 کہے ہیں پھر کہ اے خلاق وانا  
 مذا انکو ہوئی پھر کرا سید ہات  
 کہ اس عورت کو چھ لڑکے عنایت  
 نہیں ہی حق میں اسکے ایک فرزند  
 کہ اے محبوب و اسکو پس سات  
 زیادہ اس سے مت مانگو تھیں اب  
 دے اس حق کے فرمان پر بشارت  
 کہ چٹکی خاک تب اسکو دی ہی  
 اُسے تعویذ یک رو پی کی کر کر  
 گلے میں باندھ کر اپنے رکھی جب  
 دے اسکو خدا نے سات فرزند

لکھانین ایک تم کہتے ہو دو کیوں  
 کرم کر بخش تہ فرزند میمون  
 سو تب غوث الورا نے یون کہے ہیں  
 ہو فرمان پھر ویسا اسی بار  
 کہ اسکو پانچ بیٹے لطف کرنا  
 سو پھر بولے کہ اے رب السموات  
 سنے فرمان حق کا باکرامت  
 کہے پھر یون کہ محبوب خداوند  
 مذا حق سے ہو ہی تب تو اسد ہات  
 سو حضرت سرور ایجاد نے تب  
 کہ لڑکے سات ہووین کرا بشارت  
 سو اُسے صاف نیت لے رکھی ہی  
 رکھی ہی اُسے اپنا صدق دھر کر  
 نہایت شاد دل ہو کر رہی تب  
 کہ تھے ساتوں سعادتمند و بلند



قضا حاجت سے جبر فارغ ہو اہی  
 وثاق اندر وہ جب اپنے گیا ہی  
 وہ سو یا سو یکا یک دیکھتا ہی  
 پڑا آدوڑ کراس قافلے پر  
 چھری لیکر جو آیا اُن سے یک تن  
 یہ دہشت سے بہت گھبر کے تاجر  
 سو دیکھا آپ کے حلقوم پر تب  
 کیا ہی یاد پھر کر آپ کا مال  
 اُسیدم اس ستایہ میں گیا زود  
 پھر وہاں سے تو آیا شہر بغداد  
 ہو اندیشہ اسکو یہ کہ اوّل  
 اسی میں تھا کہ اپنے روبرو او  
 کہا تب شیخ نے ای بو المظفر  
 جو ہن غوث الوریہم کے سردار  
 کہ ستر مرتبہ حق جلّ شان سے



کیا بھول اس سے غافل ہو رہا ہی  
 تو غلبہ خواب نے اُس پر کیا ہی  
 عرب کا ایک ٹولا آپڑا ہی  
 جو مارے قتل کر لوگوں کو مکسیر  
 کیا ہی ذبح اس نے میری گردن  
 ہوا ہتھیار اُس سونے سے آخر  
 تو وہ ہی خون کا پیگا اشرسب  
 جو بھولا تھا ستایہ میں توفی الحال  
 تو اپنا مال وہاں پایا ہی موجود  
 سلامت با فراغت ہو کے دلشاد  
 کہا کس پر سے ملنا ہی افضل  
 نظر دیکھا ہی شیخ حماد کو سو  
 تو پہلے سب جان پاس بہتر  
 وہ ہن غوث الوریہم محبوب کرتار  
 کے درخوست تیری اس امان سے

کہ تا وہ قتل ہو تا تیرا خاص  
تلف نہ ہو تا تیرا مال اور زر  
جب آ یا قطب ربانی کے دربار  
کہ جو کچھ ساتھ تیرے شیخ حماد  
وہ کہنا انکا سب ہی راست برحق  
کہ ستر مرتبہ حق جل شان سے  
کہ تیرا قتل بیداری سستی اب  
تیرا وہ مال جانا اسکو تبدیل  
کر امت اور نادر اس بیان سے  
ہو ابندا وین یک وقت یونکر  
جو ہر دن میں ہزاروں ہزار ان  
سو تب لوگوں نے حضرت غوث کے پاس  
کہے ہیں یہ حقیقت عرض کرتے  
کہ غوث الورا شاہ جہان نے  
حرارت سے یہ ہی آزار ظاہر

ہو اسی خواہین تبدیل انحصار  
بدل وہاں ہو رہا ہی بھولنے پر  
سو پہلے غوث نے فرمائے گفتار  
کہ میں شرح سب سلطان ارشاد  
قسم معبود کی ہی مجھ کو مطلق  
کیا درخواست رکھنا تجھ لمان سے  
کیا تبدیل سوچیں اسے رب  
کیا ہی بھولنے سے سن تو تفصیل  
لکھے ہیں صاحب کشف و عیان سے  
کیا طاعون نے غلبہ مقرر  
اسی آزار سے مرتے تھے لوگان  
کہ وہ ہیں غوث اعظم افضل الناس  
کہ حضرت لوگ مرتے ہیں بہت اب  
امام الواصلین قطب زمان نے  
علاج اسکا یہ ہی کہتا ہوں آخر



ہمارے مدرسے کے گرد چو طرف  
اسے حل کر جو پی جاوے تو برحق  
ہوئے اس بات سے لوگان خبردار  
خداوند جہان نے سب کو یکسر  
کہ تھے لوگان بہت اس شہر کے سو  
گیا ہ سبز و مان کی ہو رہے پر  
ہمارے مدرسے سے کوئی انسان  
شفا پاویگا ہو کر شفا و خاطر  
پئے پانی شفا پائے ہیں کامل  
سو پھر بعد اذین طاعون زہار  
عجب یار و یہم گھا فیض برتر  
کے حل پی گئے ہیں تب مقرر  
تو کیوں نہیں مرض دل آرام پاو  
کہ عبد اللہ حسینی نے کہا ہے  
وہ کہتے تھے کہ میں تیرہ برس تک



گیا ہ سبز او گے ہی وہ بحیر ف  
شفا طاعون سے پاویگا مطلق  
عمل میں اسکو لائے ہیں اسی بار  
شفائے کاملہ بخشا کر م کر  
لجائے ذرہ ذرہ کر سبھی او  
کہے پھر قطب ربانی نے یونکر  
ذرہ پیو گیا پانی تو اسی آن  
تو سن لوگون نے آئے ہیں واپس  
ہوئی ہی تندرستی انکو حاصل  
نہیں پیدا ہوا پر گز کسو بٹھار  
گیا ہ سبز جسکے در کا لیکر  
گیا آزار انکے تن کا یکسر  
جو خاکس در کی اپنے سر لگا و  
کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے  
کیا خدمت شہ عالم کی بیشک

کرامات و خوارق اُنسے وافر  
تو اُنسے ایک پہ پہ بچا ہوں یونکر  
دو اکرتے طبیبان تھک کے جاوین  
وہ آزاری کو لاتے غوث کے پاس  
مبارک ہاتھ اپنا اُسکے تن پر  
اُسے تب عافیت ہوتی تھی و حال  
امام مسجد اسکے اقربا سے  
جو اسکا پیٹ پھولا تھا بہت سخت  
مبارک ہاتھ اسکے پیٹ پر جب  
اسیدم مین تلے بیٹھا شکم او  
وگر یک وقت احمد بو المعانی  
غیاث العالمین کے پاس آکر  
کہ اسی قطب الورا عالم کے سردار  
میرا ہی ایک لڑکا اس کشین تب  
ہمیشہ گرم رہتا اس کا اندام

ہمیشہ دیکھتا تھا بے محاصر  
کہ آزاری تھے جو کوئی سخت اُنپر  
علاج اسکا چلنیں باز آوین  
سو حضرت غوث اعظم افضل الناس  
پھرتے اور دعا کرتے مقرر  
وہ صحت پاکے ہوتا فارغ البال  
تھا ایسا شخص یک اور سوصا  
سو حضرت قطب ربانی نے ہوقت  
کئے مالش پھرتے لطف کرتے  
ہوئی فرحت گیا ہی دکھ عدم ہو  
کہ ہی بخدا و کرائی نشانی  
کیا ہی عرض عذرو التجا کر  
مقرر رہ کر زیدے رب کے دلدار  
برس گیا رہ ہوئے آتی ہی تیاب  
نہ تپ جاتی نہوتا اسکو آرام



کہ حضرت زہراؑ بول اسکے درگوش  
 یہ کہہ کر ملے ہن تجھ کو غوث اعظم  
 سوین اکی طرف جا کر اسید حات  
 کہا ہوں کان میں اسکے اسی طور  
 نہ تپ آئی اے اُس بعد ہر چند  
 کہ شیعہ ہستی سے ہی یہہ مذکور  
 تو میرا ایک مکان تھا خوب و ناور  
 وہاں جا کر رہوں اس مرض کے روز  
 ہوا یک وقت جو غوث الخلاق  
 چلے بغداد سے تشریف فرمائے  
 ہوئے ہم جم وہاں دونوں بزرگان  
 وہاں تھے سبکدہر میکے دو جھاڑ  
 کہ اسکو چل نہیں آتا تھا زہار  
 سو حضرت تلے یک جھاڑ کے جا  
 تلے دیگر شجر کے پھر گئے ہن



کہ سن ای ام مہدم انتو با ہوش  
 نکل بیٹے سے میرے جا اسیدم  
 کیا ہوں جو کہے تھے شاہ زبات  
 سو تپ جاتی رہی ہی اکی فی الفور  
 تو صحت پا ہوا خوشحال و خورسند  
 کہ جب مرض سے ہوا تھار بخور  
 شہر بغداد سے تھا دور باہر  
 گزاروں مرض کے ایام ولسوز  
 کہ ہن وہ منظر ہر حقایق  
 میری بیار پر سی کو وہاں آئے  
 کہ یک مین اور حضرت شاہ جیلان  
 جو ہو کر خشک گندے تھے برس چار  
 کیا تھا کاٹنے کا قصد لاچار  
 کئے ہن تب وضو بادل تسلّا  
 نماز دو دو گانہ وہاں کئے ہن



اسی ہفتے میں وہ دونوں درختان  
لگے دینے کو پھل وہ جھاڑ بسیار  
لیا تھوڑا سا میوہ اور جا کر  
وڑا سا اس سے حضرت غوث نے جب  
برکت اور نیچھے دیوے وہی رب  
کہ تیرے مانپ میں اور درہان میں  
تو راوی بولتے ہیں اس سے پھر کر  
بہت محصول آتا تھا نہایت  
کبھو سوین اگر رکھتا تھا یکٹھار  
وزن میں پھر وہی ہوتے تھے سوین  
مواشی میں نتیجہ اتنا آتا  
برکت سے وعائے شاہ دین کی  
برکت پر کروں مجلس کو اتمام

سہوے میں تازہ تر اور مثل ریحان  
تو پہلے بارگی میوے سے یکبار  
رکھے آگے شہ حیلان کے لا کر  
تناول کرو عا کرنے لگے تب  
زمین میں اور بار ٹھین تیری سب  
خدا دیوے برکت ہر زمان میں  
زمین کھیت میں میرے مقرر  
بہت وہ چند سے وافر زیادت  
تو نیم اس سے کرنا خرچ ہر بار  
کحالت پیر کی تھی سب یہہ روشن  
سمجھنے میں شمار اس کا نہ ماتا  
غیاث الخلق تاج العارفین کی  
پہنچ پر پڑھوں صلوات مدام



پڑھوای دوست و صلوات ہر آن  
کرے کوین میں حق تکموزیشان



تو میں ابریق کو لایا ہوں آگے  
 کئے میں عزم باب المدرسہ جب  
 چلے باہر شہنشاہِ دو عالم  
 کیا تب فکر اپنے ولین اُسدات  
 مجھے معلوم کیوں کرتے نہیں اب  
 کہ تادروازہ بغداد کے پاس  
 وہ دروازہ کھلا ہی تب اُسیباہ  
 تو میں تھا انکے پیچھے پیروی سات  
 کہ پہلے جسطرح تھا بند اُسطور  
 چلے تھوڑے آگے کر کے رِقار  
 نہ میں اس شہر کو پہچانتا ہوں  
 گئے ہیں یک مکان پر پیر کا مل  
 تھے اس میں شخص چھ سو وہ تو فی الحال  
 تلے اسکے کھڑا ہو کر رہا میں  
 کہ روئیکا سبھی آتا ہی آواز



بھرا اسکو رکھے شاہِ ہدائے  
 تو دروازہ اسیدم میں کھلتا تب  
 چلا میں انکے پیچھے ہو کے ہدم  
 کہ حضرت غوث سلطانِ کرامات  
 کہ پیچھے انکے ہونہیں بالیقین اب  
 چلے آئے ہیں حضرت افضل الناس  
 چلے باہر وہاں سے ہو کے رہوار  
 وہ دروازہ ہوا پھر نیداُسدات  
 غیاث العالمین تب اُنسے فی الفور  
 تو دیکھا یک بیک شہر اُستحار  
 نہ دیکھا تھا کبھونین جاتا ہوں  
 رہا یکے مکان کے تھا مقابل  
 کئے تسلیم شہ کو سرتلے ڈال  
 سو یک گوشے میں اُس گھر کے سناین  
 ہوا ساعت سے پھر خاموش آواز

کہ اس گوتے میں آیا شخص دیگر  
 چلا آیا نکل کر گھر سے باہر  
 کھلا سراو سکا اور بی تھی موچان  
 اُسے تلقین کر کلمہ شہادت  
 کتروائے میں پھر موچھوئے بالان  
 محمد نام اسکا کر رکھے ہیں  
 جو میں اوتا دچھے انین تجھے اب  
 یہ کہہ دیاں تھی اُسے میں باہر  
 چلے تھوڑے تو ہم یکسب  
 کھلا در حال دروازہ مقرر  
 وہ دروازہ ہوا پھر گھڑی باز  
 ہوا ہی صبح کا جب وقت پر نور  
 غیاث الخلق کے آگے ادب کر  
 سکائیں انکی تب درشت سے پڑھنے  
 کہ ای فرزند پڑھ تو ہو کے چالاک

لیا ایک شخص کو کاڈھے کے اوپر  
 سوا کے بعد ایک شخص اور ظاہر  
 وہ آیا پیر کے آگے ہوشادان  
 منڈائے اسکے سر کو کر حجامت  
 پہنائے تاج سر پر شاہ جیلان  
 وہ چھ تھن اسے داخل کئے ہیں  
 بجائے تھن قائم کئے اب  
 تھا پیچھے انکے میں اسوقت حاضر  
 گئے بغداد کے در کے کنے جب  
 سو پھر پیچھے میں باب المدرسہ پر  
 گئے تب گھر میں وہ شاہ سرفراز  
 تو میں عادت موافق ہو کے سرور  
 رہا ہوں بیٹھ پڑھنے کے سبب پر  
 کہے تب سرور جن و بشر نے  
 کیا تب عرض میں نے ہو کے بیباک



کہ ای صاحب میر عالم کے سردار  
 کہے حضرت نے وہ یک شہر تھا خوب  
 تن ہفتم ہوا تھا ان سے بیمار  
 تو میں حاضر ہوا تھا اُس کے سر پر  
 بجائے اپنے کا ذہے پراٹھا کے  
 کہ تا اسکو کرین تجہیز و تکفین  
 پڑھا کلمہ شہادت کا مقرر  
 ہوا مامور تائین اسکو جا کر  
 لے آئے اسکو خواجہ خضر نے وہاں  
 کہ ہی اسوقت انہیں وہ مقرر  
 کئے ہیں منع پھر مجھ کو شہنشاہ  
 جاتی میں میری تو یہ حکایت  
 سیرا لکین ہگی کتاب ایک  
 کہ غوث العالمین عالم کے سرور  
 تو دو شخصوں کو دیکھے گفتگو میں



کلمہ شہادت

جو دیکھارات کو بو لو بایں وار  
 وہاں چھے شخص تھے اوتا دم غوب  
 ہوا امریکا اسکے وقت لاچار  
 مگر وہ شخص جو اُسکو مقرر  
 تھے خواجہ خضر سفیر خدا کے  
 دگر وہ جو کیا ہوں اسکو تلقین  
 وہ نصرانی تھا قسطنطنیہ کر کر  
 کروں منصوب میت کی جگہ پر  
 ہوا ہی وہ میر آگے مسلمان  
 مسلمان ہو رہا اوتا دم ہو کر  
 نہ اسکا نقل کرنا کس سے حاشا  
 نہ کہنا کس سے ہی میری نصیحت  
 بیان اسہیں لکھا ہی باصواب نیک  
 چلے جاتے تھے رستے سے گذر کر  
 مباحث اور جدل کی آرزو میں

کرانے یک مسلمان احمدی تھا  
مسلمان اس سے کہتا تھا یہی بات  
خدا کے برگزیدہ بنی خاص  
انھے اپنے پیغمبر کو سہایا  
سو حضرت قطب عالم غوث اعظم  
کہن تیرے پیغمبر کی فضیلت  
کہا میرے بنی حق کے منظور  
کہن وہ قم باذن اللہ حبوت  
کہے تب حضرت غوث الورانے  
کہ میں ہوں ایک امت سے نبی کی  
جوانکی پیروی میں ہوں شب و روز  
اگر سبات کو اب میں بھی چاہوں  
کہوں میں قم تو جیتے ہو نیگے زود  
ابھی تو چل کسی کہنہ قبر پر  
ہمارے اب پیغمبر کی کمال

وگرا میں نصارا عیسوی تھا  
پیغمبر میں میرے ختم رسالات  
نہایت مرتبہ ہی انکا اختصاص  
بزرگی مرتبہ انکا بڑھایا  
کہے میں اس نصارا کو اسیدم  
ہی کس حجت سے ثابت بعقیدت  
یہی تھا معجزہ انکا تو مشہور  
کرین مرو کشین جیسا تو اسوقت  
شہ عالم امام الاو لیا نے  
امام المسلمین شاہ جلی کی  
شرعیات پر ہوں قائم ہو کے فیروز  
تو کی مرو نکو جیتے کراٹھاؤں  
اٹھ آوین قبر سے باہر ہو خوشنود  
ہوئے ہوں خاک جسکے استخوان ستر  
نظر کر دیکھ یہ جاہ و جلالت



سومر و عیسوی نے شاہِ دین کو  
 بجایا ساتھ یک کہنہ قبر پر  
 کہا غوثِ الورا کو اسنے یونکر  
 وہ جب مرد کیو جیتا کر نے چہتے  
 سنے حضرت نے اکی بات وہ سب  
 اگر کہوے تو اسکو قبر سے یہاں  
 یہہ ہکر قبر کے نزدیک جا کر  
 سخن اتنا ہی کہتے ہی توفی الحال  
 خوشی سے تن تناتا راگ گاتا  
 جو دیکھا عیسوی نے یہہ نظر کر  
 کیا اقرار اسنے بادل و جان  
 مسلمان ہو کے یہہ دین محمدؐ  
 کرشمہ دیکھہ پیر قاری سے  
 کر آمت اور ناوری دلا ویز  
 کہ حضرت غوث اعظم واصل رب



الامت

غیاث الخلق قطب العالمین کو  
 کہ جسکے استخوان تھے خاک سڑ کر  
 کہ روح اللہ تھے عیسیٰ پیہر  
 سخن تب قم باؤن اللہ کہتے  
 کہے قوال کی ہی یہہ قبر اب  
 اٹھاؤن راگ گاتا سوزناں ہاں  
 کہے اپنی زبان سے قم سر اسر  
 پھٹی وہ قبر اور جلدی سے قوال  
 نکل آیا وہین تالی بجاتا  
 فضیلت امتِ احمد کی یکسر  
 رسول اللہؐ پر لایا ہی ایمان  
 صحیح سمجھا کہ ہیکار است امجد  
 وہ پایافیش دین احمدی سے  
 دل خالص کے حقین صدق انگیز  
 انھو کو عارضہ بشری ہو واجب



کہ یسے ان کی مٹی کچھ طبع بیمار  
کبھی حضرت کا ہو حکم صادر  
سو حضرت نے چرائے سر اسی بار  
طبیبو کو دکھانا نبض کا اب  
ہوئی جب شہ کو استنجے کی حاجت  
رکھا ہی طشت کو پیشا کے ٹھور  
اٹھا یا طشت اُسے جلد لیکر  
لجایا ایک طبیب آگے اُسی بار  
اُسے دیکھا ہی قارورہ نظر کر  
وہین وہ دیکھتا پوچھا اُسے تب  
کہا اُسے کہ یک سادات کا ہی  
رکھا مخفی سے شہ کا نام سٹھار  
جو حضرت غوثی کے خادم نے اسکو  
کہا اس نے نہیں یہ مرض مطلق  
پڑھا ہی اکثری کلمہ شہادت

مریدیوں نے کئے ہیں عرض کیا  
طیب اب لا کے ہم کرتے ہیں حاضر  
یہی فرما کئے ہیں اُن سے تکرار  
ہی شکوہ اسین اپنے دوست کا ب  
مریدیوں سے تو یکے باورغت  
کئے پیشا اسین آپ فی الفور  
بھرا پیشا کو شیشے کے اندر  
کہ تھا قوم یہودی سے وہ اظہار  
محل پر سے تلے آیا اتر کر  
یہ قارورہ ہی کسا کہ مجھ اب  
نہ اسکو نام حضرت کا کہا ہی  
نہین مشہور تھا کچھ اُنکا آزار  
کہا کچھ خاص کہ اس مرض کو تو  
مگر یہ عشق کا ہی مرض برحق  
مسلمان ہو کیا حاصل سعادت



کہ پہنچی اسکے خوشیاں کو خبر وہ  
تو دیکھنے حال اسکا ہی دگر طور  
تجھے کیا کام آگے آ پڑا ہی  
کہا اُس نے کہ اس درویش کے ہاتھ  
کہ ہو گیا تھیں یہ حال ظاہر  
زبان سے بے تحاشا انکی کیساں  
پڑھے کلمہ شہادت کا وہیں سب  
کہ ہر ساعت میں فارورہ ستی تو  
خجل تھا اسکے آگے مشک و عنبر  
چکھا ہی یکے اپنے منہ میں لیکر  
کھلا ہی عالم ملکوت اُس پر  
کہے یوں تابعوں نے اسکے گفتار  
زن و مردان سے سدا چار ہوتا  
چلے گھر کی طرف غوث الورا کے  
لئے خادم ستی شہ کے وسیلہ



تو اُسے جمع ہو سب دوڑ کر وہ  
اُسے پوچھے یہی ان سب کے غور  
کہ تو اسدم مسلمان ہو رہا ہی  
یہہ قارور کیوں دیکھ خوشی ساتھ  
تو دیکھے سب قارور کیوں آخر  
نکل آیا ہی کلمہ طیبہ وہاں  
مسلمان ہو کے ایمان لاکھین تب  
گلاب و مشک کی آتی تھی خوشبو  
یہہ خوشبو دیکھ اُسے بوند لیکر  
وہ چکھنے سے اسی ساعت کے اندر  
عیان اسپر ہوا پہنہاں مقرر  
نہیں انسان کا پیشاب زہار  
نضرع اور زاری عاجزی سات  
امام الاصفیاء والاقتیا کے  
لگا کہنے اُسے وہ سب قبیلہ

دکھا جلدی سے ہو ہو کے مسرور  
 کہ قارور کیو جکے دیکھنے کر  
 ہمیں جب اسکو دیکھینگے تو اُس دم  
 شہ دین پر ہوا یہ حال روشن  
 کہ جالے امیر سے پاس ان سبھو کو  
 اٹھا ہی شور و غوغا اٹھے کیا ر  
 ولایت دے کے سبکو سرفراز  
 بحمد اللہ کہ کیا یہ مرتبت ہی  
 تجلّا جو حقیقت احمدی کا  
 غیاث الخلق کے مظہرین برحق  
 کہ قارور کیو انکے دیکھنا سو  
 بہت مشرک مسلمانین آئے  
 یہی ہی فضل خلاقِ جہان کا  
 بیان ہی او حضرت واصل رب  
 ہوئے مامور حق سے شیخ ایجاد

مبارک اپنے شہ کا چہرہ پر نور  
 ہو اہی باعثِ اسلام ہم پر  
 ہمارا حال بس ہو ویگا خرم  
 سو بھیجے خادموں اپنے یک تن  
 تو شہ کے پاس لے آیا انھو کو  
 کئے حضرت نے اپنے لطف بسیار  
 کئے یک لحظہ میں اہل اللہ ممتاز  
 عجب کچھ یہ رفیع منزلت ہی  
 مشخص معجزہ ختم النبی کا  
 عیان تھا ظاہر و مہر مطلق  
 یہو دون کو سب اسلام کا ہو  
 سب اس کے نبی کا دین پائے  
 خداوند زمین و آسمان کا  
 شہرِ نبی و دین رہتے تھے سوتب  
 کہ میں جو طالبانِ حق کو ارشاد



کتاب



کرامت انکی دیگر حرق عادت  
انھوں کا دم دم عیسیٰ ہی برحق  
خلائق چو طرف سے جمع آوین  
فقیر ایک صاحب عرفان تھا سو  
کیا ہی شوق اپنے ولین اُس دھا  
مسافت دور کی بس اُسے ملی کہ  
شہر بغداد کو پہنچا ہی آج  
طویئے کے طرف گھوڑوں کے تھے  
وہاں کیا دیکھتا ہیگا کہ اسپان  
بھی سیونکی جگہ میں انکے کیسر  
روپہری ہنگے منجان انگشتیں تب  
عقیدہ میں خلل اُسکے پڑا ہی  
کہ ایسا کرو فر جس نے رکھا ہوئے  
وہیں سے پھر گیا مسجد منے او  
اُسی شب میں ہوا ہی اسکو آزار

ہوئی ظاہر جہان میں بارشادت  
کہ جیتے مردہ دل ہوئے ہیں برحق  
قدم بوسی سے شے شرف پاوین  
نہایت دور تھا بغداد سے او  
کروں غوث الورا سے ملاقات  
بہت کچھ محنت و سختی کو سہہ کر  
سب سے کہیں گزرا اسکا ہوا تب  
پہر عزت و حرمت کے مہ کے  
ہی پا کر انکو زری خوب لمعان  
ہیں زنجیران سنہری بہت خوشتر  
تو اس درویش نے دیکھا ہی جہاں  
کہ اُسے اپنے ولین یون کہا ہی  
حلاوت یا دحق کی اسکو کیا ہوئے  
محلے میں مسلمانوں کے مٹی جو  
ہوا ہی وہ مریض اور سخت بیمار

بھلے تھے اس محلے کے مسلمان  
جب اس درویش کو دیکھے ہن ہمار  
طیب اس نضر کے دیکھے سے اسوقت  
کہا انکی دوا ہی سخت مشکل  
کہا گھوڑے فلائے جنس کے اب  
اس آزاری کشتین ہر ون نہلانا  
توصحت اسکو ہو ویگی میسر  
سو حضرت غوث نے اسوقت اندر  
کہے خادم کو لے آہان تو جا کر  
تو حاضر ہوئے حضرت کے جب  
طیب اسکا تھا فرمائے اُسے تب  
جو گھوڑا ہوئے دوا کا اسکے لایق  
کئے جون ایک گھوڑا فوج لاچار  
کباب اُسکے جگر کے پھر بنا کر  
اسی موجب تو یکیک اسپہ کر کر

سبھی تھے دیندار و اہل ایمان  
بلائے یک طیب اسوقت لاچار  
ہوا تشویش خاطر مرض ہی سخت  
تو پوچھے کیا علاج اسکا حاصل  
فوج کر اور اسکے خون سے سب  
کباب اسکے جگر کا بھی کھلانا  
اگر چاہے خدائے پاک برتر  
مکان سے اپنے یہ معلوم کر کر  
وہ درویش او طیب اسکے برابر  
رکھے درویش کو حجرے منے تب  
طوبیہ میں میر گھوڑے کے جاب  
اسے لا کام پر تو فی الحقائق  
نہلایے خون سے اسکو اسی بار  
دئے کھانے کشتین اسکو سراسر  
ہوئے سب خرچ وہ تب کام پر



ہولی درویش آزاری کو صحت  
 دے مین غسل اسکو عافیت کا  
 بجالا پاس اور صدقیت  
 کہے شہ نے اس آگے اس سخن سے  
 فلانا شہر سہکا اس شہر سے  
 طویل کی تو کھینچا تو نے محنت  
 تو بہ محنت ہی دہم پر ہمارے  
 نظر کر تو نے دیکھا تو اسی بار  
 جسے اس طرح سے یہ کرو فر ہو  
 مقرر ہم فقیروں کو یہ کیا کام  
 و لاس روز سے تو اپنے گھر سے  
 جناب حق تعالیٰ سے اسی بار  
 کہ یک درویش خوش نصبت فلانہ  
 بھین مٹنے کو آتا ہی خوشی سات  
 جب اس بعد او میں آویگا وہ یار

وہ پایا تندرستی اور فرحت  
 جو چاہا اسنے یوں اس محنت کا  
 جناب غوثیہ مین با عقیدت  
 ارادہ کر توجب اپنے وطن سے  
 مین مٹنے کو نکلا اپنے گھر سے  
 جو دیکھی وہ ہماری شان و شوکت  
 طویل کے ہمارے اس پار  
 ہوا خطرہ تیرے دلین نمودار  
 تو اس سے ذکر حق کا استغفار ہو  
 کہ ہم گھوڑے کھین اور خیل و حشام  
 و دواع ہو کر چلا باہر شہر سے  
 ہوا فرمان مجھے ای میر دلدار  
 فلانے شہر سے ہو کر روانہ  
 لکھا ہی اکی قسمت مین تو اس وقت  
 فلانا اسکیٹین ہوویگا آزار





علاج اس کا نہو بیگا مگر وہو  
 جگر اُس کا یہی دوین شفا ہی  
 کہ تا مہمان کی خدمت سے زہار  
 بھی پاکر اور زنجیران و میخان  
 یہ اس باعث رکھا تھا جو طیبیان  
 طیب اس مرض کا تھا سو سے تبا  
 کیا اقرا اُس درویش نے تب  
 ہوا تائب کیا توبہ اُسی آن  
 نصرا تھا طیب ہوقت میں سو  
 کیا اندیشہ اُس نے ولین یونکر  
 کہ فرزند و نین ان کے دیکھ سدا تھا  
 پڑھا فی الفور کلمہ وہ شہادت  
 مشرف وہ ہوا ہی شرف دین  
 کہ تا اہل ولایت ہو گیا ہی  
 کرامت اور لکھتا ہوں بیا نوار

فلا نے قسم گھوڑ پکا لہو ہو  
 تو آگے تیرے وہ سب لار کھا ہی  
 نہ رہنے کا مقصد اور لاچار  
 سنے رو پکا تھا سب انکا سامان  
 نہ یہاں سے وہ پیرین خالی پریشان  
 دئے اسباب اور سامان وہ سب  
 کہ سچ ہیگا مقال صدق یہ سب  
 خیال بد سے تقصیر اپنی پہچان  
 ہوا وقت ہدایت اسکیتین تو  
 کہ سچ ہیگا یہی دین ہمیں  
 جو صاحب ہیں تصرف اور محالات  
 مسلمان میں آیا با سعادت  
 رہا خدمت میں حضرت کی یقین سے  
 حصول مرتبہ اعلا کیا ہی  
 جو لاوے صدق کا ہر دلیہ آنا



شیخ عالم  
بیچہ زلف  
۱۲



کہ یکدن رافضی یک شخص آ کے  
ہوا ہی پیر کی خدمت میں حاضر  
ہوئے میں اس کا نہیں بہت مذہب  
بتاؤ تم مجھے اس کا اشارہ  
سو حضرت غوث فرمائے اسید صحت  
کیا ہی اسے اپنے ولیم یوں تب  
اگر اس رات میں افہام ہوگا  
وگرنہ تو انھوں کی سب کرامات  
مریدوں کا یقین سب افتر ہی  
ہوئی جب رات تب تو غسل کر کر  
وہ سو یا تب تو وہ کیا دیکھتا ہی  
کہ عالم اسکی ہی گرمی سے سوزان  
مذاق سے ہوئی تب مرقضی کو  
کہ اسی مولا علی شیر شجاعت  
کہ اسے مذہب حق ہوو جسکو

حرم میں کعبہ بیت خدا کے  
کہ ایشاہ جہان شیخ اعاصر  
جو مذہب ہوویکا تحقیق سواب  
قبولوں تا اسے لا کر ارادہ  
تجھے معلوم ہوگا آج کی رات  
قوی حجت میرے ہاتھوں ملی اب  
ہو المقصود کا انجام ہوگا  
جو کچھ ہوتی ہیں ظاہر باکالات  
انھیں کے تابعوں کی یہہ خطا ہی  
کیا پوشاک خوشبو سے معطر  
کہ روز حشر اب قائم ہوا ہی  
کھڑے حیران ہیں جو جان فروزان  
شہ مردان علی مشککتا کو  
کہ تحقیق اب تم یہہ جماعت  
خلاصی کا تھیں خط دیو اسکو

جو کوئی اُن سے ہوا ہو ویسا گمراہ  
 سوتل شیر خدا عالم کے رہبر  
 فرشتوں کی جماعت اور لے سات  
 کہ وقرے کر اُن کا تبین کے  
 کئے ہیں ایک ٹولہ ایک رخ پر  
 جمع کر کر دگر فرقے کے لوگان  
 کہ اُن سے ایک فرقے کو مقرر  
 ملا ہے جنکو جب خطر ستکاری  
 جو تھے زنجیر اور طوق منہ بند  
 لیجاوین کھینچتے ہیں در جہنم  
 وہاں وہ شخص رافض غیر مذہب  
 کہ یہ کہتے تھے مذہب کو نسا جو  
 جواب اسکو دیا ہے یکے اسدھا  
 وگر نین تو پھر اس مذہب سے اپنے  
 ہوا ہی خواہے جسوقت بیدار

کر و طوق عذاب اب اسکو ایسا  
 لے اپنے ساتھ سب یار و نکو کسیر  
 ہوئے ظاہر بصر عز و کمالات  
 کئے تحقیق مذہب آدمین کے  
 رکھے ہیں دوسری رخ پر لیکر  
 پنہائے انکو پھر طوق عذابان  
 دئے خطر ستکاری کا رقم کر  
 چلی جنت طرف اُنکی سواری  
 وہ لوگان کو فرشتے آکے ہر چند  
 بسا سختی سے اور ایذا سے برہم  
 فرشتوں نے لگا ہی پوچھنے تب  
 کہ یک جنت میں یک فتنہ منے سو  
 کہ تیر پر بھی یہ آویگی آفات  
 ہوتا ہے جلد تر مشرک سے اپنے  
 کیا اُس نے وضو ہو دل سے ہشیار



کرامت  
ابدال ہونا  
چور کا



دو گانہ پڑھ دیا ہی فیض کو چھوڑ  
فجر کو پیر کی خدمت میں آ کر  
کرے اظہار وہ کہوے بانیوار  
کہے خط نجات اب تجھ کو پایا  
کہے یوں نقل حضرت شیخ داؤد  
کہ جب شہ کی جلالیت کے گھر پر  
تو اس معنی کو دیکھا چور نے تب  
کہ جسکا ہوو یگا یہ جاہ و لشکر  
بیادِ خانہ اش آیم وز اسخا  
جب آیا چور گھر میں تب تو کچھ شی  
اگر خورشید کے گھر جاوے شیر  
ہو ایہ حال روشن شاہ دین کو  
کہے اس میں مروت نین مقرر  
وہ نو میدی سے ہو محروم جاوے  
کہ کچھ اندھے کتین کرنا عنایت

کیا تو بہ عقبہ رہ باطلہ توڑ  
یہہ چائے رات کا قصہ سراسر  
تو آگے اسکے حضرت شیخ ابرار  
نصیبہ دو جہان کا ہاتھ آیا  
تو عرف قادری ہی انکو مشہور  
تھے کی اہل حشم خادم ہو در پر  
کیا ہی فکر اپنے ولین یوں تب  
تو اسکے گھر میں ہووین توڑ زر  
بیکار رہ بیا ہم کام دل را  
نہ پایا بلکہ اندھا ہو رہا ہی  
تو وہ اندھا ہووے کیا ہو دیگر  
غیاث الخلق قطب العالمین کو  
جو کوئی امید رکھوے میر گھر  
بھلا کچھ فیض میر گھر سے پاوے  
تھے ایسے ذکر میں شاہ ولایت

کہانت

کہ حضرت خضرؑ پہنچے ہیں اسوقت  
کہ ابدالون سے اس ساعت میں کتن  
ہوویگا حکم صادر جس کے اوپر  
کہے تب غوث نے یون اب میر گھر  
لے آؤ جاووسی کو مجھ کئے اب  
سو حضرت خضرؑ نے جا کر اسیدم  
کئے اس پر نگاہ فیض اسوقت  
کہ پہنچا رہے تھے ابدالیت کو  
تو یوسف خوش ہوا بادر شکر حق کہ  
یہ ایسے شخص کو جو انکی جانب  
نہ اسکو فیض اپنے سے رکھے دور  
تیرے میں جبکہ یہ صدق و صفای  
تو البتہ انھوں کا فیض پاوے  
عنایت کا بیان لکھتے ہیں یونکر  
مدینہ شہر میں کئی دن رہے ہیں

کہے ایشاہ عالم عالی بخت  
ہو اہی فوت سو کرتا ہوں روشن  
اُسے قائم کرین اسکی جگہ پر  
پڑا ہی کو ردل یک شخص احقر  
اُسے بخشینگے یہ ہفت کی منصب  
لے آئے پیر کے آگے ہو خرم  
تو وہ بنیا ہوا اور صاحب بخت  
وہ پایا پیر سے عرفانیت کو  
کہ حضرت غوث اعظمؑ نے مقرر  
کہ بدایت سے آیا نامناسب  
کئے ہیں بخشش عرفان سے سرور  
تیری اس بارگہ میں التجا ہی  
نصیبہ دین و دنیا کا بلاوے  
کہ حضرت غوث اعظمؑ دین کے ہر  
وہاں سے گھر کو عازم ہو چلے ہیں



کتاب  
مجلس

کھڑا تھا چو رتب یک راہ او پر  
کہ جو کوئی آویگا اس راہ پر اب  
تو جب غوث الوری شیخ افاضل  
اُسے پوچھے کہ تو ہی کون کر کر  
کہ میں رہتا ہوں باہر شہر سے یہاں  
سو شہ نے اسکے وہاں اعمال پر تب  
کہا ہی چور نے بھی زمین اُس دعا  
نظر آتی ہی تو کیا ہی تعجب  
غیاث العالمین قطب جہان نے  
پہچانا چور نے یہاں مجھ کو آخر  
گرا وہ چو رتب شہ کے قدم پر  
ای سید عبد قادر شیخ سید  
شفقت کی نظر کر دیکھے اُس پر  
ہوا حق سے نہایت شہ کو فی الفور  
ہدایت سے کروا سکوا سرفراز



رہا تھا منتظر اس آرزو پر  
کہ رنگا اسکو غارت لو کر سب  
گئے نزدیک اسکے ہو مقابل  
کہا اُس نے ہوں صحرائی مقرر  
یہ جنگل اور ویرانے کے درمیان  
جو دیکھا سو نظر آیا سیہ سب  
کہ یہ انکی بزرگی اور کمالات  
جو ہو وین غوث سلطان تقرب  
کے معلوم یہہ اپنے عیان سے  
کہے ہاں میں ہوں سید عبد قادر  
کہا پھر بے تحاشانہ سے یونکر  
تو حضرت غوث نے باغرت و جاہ  
کے حق سے طلب بخشش کی پھر کر  
پھراؤ گمراہی سے رہ یہہ چور  
کہ ایک قطب اقطابوں سے ممتاز



یقین سکتے ہیں حضرت قطب عالم  
یہہ بخشے رایگانہ گنج بیرنج  
کہ فاسق پر کم کی یک نظر کر  
تویار وایسے کی لوگان گنگا  
جو لکھتے ہیں کہ مجلس میں انھوں نے  
نصارا اور یہودوں کی جماعت  
سلام اگر کریں ہو سب مودب  
گنہگار ان فاسق رہنماں اور  
جو مذہب اور عقیدہ میں تھے فاسد  
کریں تو بہ شہ جیلان کے آگے  
نہ تھا خالی کہ سب لاکھوں کے اوپر  
مسلمان ہو کے سب تائب ہو گئے  
عوام الناس کے اقسام سے پھر  
سنویار و یہہ شہہ اس بیان کا  
لکھے ہیں ایک تھا فاسق گنہگار

کہ ایسے بے نواہان کو تو باہم  
زیادہ بلکہ دیوین اُس ستی گنج  
کریں قطب جہان بخشین مقرر  
ہدایت اور پائے فیض بسیار  
جو میں غوث الوراہی سبھون کے  
وگر کی قوم یہہ سب باطاعت  
کریں بیعت بھی ان سے یا میں طلب  
جو کوئی تھے اہل بدعت اس بطور  
یہہ سب فرقے بتصدیق عقائد  
ہوویں تائب سبھی صدق و صفا  
یہودی اور نصارا آپ ہو کر  
غبار کفر و دل سے دھو دے ہیں  
تو کیا کہنے کی حاجت یہہ ظاہر  
کہوں نہ کر شفاعت عاصیان کا  
کہ تھا بد روزگار اور سخت فجار



ولیکن حضرت غوث الورا سے  
 بہت رکھتا تھا اول سے عقیدت  
 کیا رعلت جیسا دارالمحن سے  
 دفن تو قبرین اسکو کئے تب  
 اُسے پوچھے کہ تیرا کون ہی رب  
 جواب انکو یہی دیتا تھا پھر کہ  
 ہوا ہی اُنہی تب فرمانِ رحمان  
 اگر یہ بندہ عاصی پُر خطا ہی  
 محبت میں میرے محبوب کی او  
 ہی صادق اکی الفت سے یہ اقرار  
 محبت اُنکی اُسکے دل کے اندر  
 پھر اُس سے مت بولو زیادہ  
 برکت سے امام الاولیا کے  
 ہوا فی الوقت یہہ آسان اُسپر  
 نجات ای دل اگر ہی تجھ کو درکار



امام الخلق شیخ دوسرا سے  
 ہوا تھا جان فدا با صدق نیت  
 گیا ہی جی نکل جب اُسکے تن سے  
 سو وہاں منکر نکیر آکر ملے سب  
 بنی ہی کون تیرا کیا ہی مذہب  
 کہ ہینگے عبد قادر عبد قادر  
 کہ ای منکر نکیر وہی یہہ فرمان  
 ولے محبوب پر میرے فدا ہی  
 رکھا ہی اپنے دل کو صاف و خوش ہو  
 کہ اُنکا نام اب لیتا ہی ہر بار  
 زیادہ اور قوی تر ہی مقرر  
 کرو تم قبر اسکی اب کثا وہ  
 غیاث الخلق تاج الار کیا کے  
 خلاصی اُسے پایا ستا ہو کر  
 تو اپنے جی کو کہ حضرت پہ بلہا رہا

کہ ورت سے کر اپنے دلکشین پاک  
خدا یا مجھ کو بہ منزل عطا کر  
کرامت اور لکھتے ہیں کہ حضرت  
امام المسلمین و پیر کامل  
جو تھا ان کے مرید و شاگرد ایک  
کہ حضرت قطب دین کے شوق اندر  
کہ سبحان جل شانہ کی پہچانت  
شروع دین سے وہ ہٹے پیچھے  
وفات اس شخص نے پایا ہی تو تب  
فرشتے آئے پوچھے ہیں اُسے تب  
کہا اُسے مقررہ سکتین یوں  
جواب ایسا فرشتے سن اُسی بار  
تیرا بندہ تو یوں کہتا ہی یارب  
کر و جا کر تمہیں اُس پر صعوبت  
غیاث الخلق کی روح مظہر

مبارک راہ کا حضرت کے ہوا کہ  
طفیل ان کے میرا بہ دل صفا کر  
وسیلے طالبوں کے شیخ امت  
مریدوں کے وہ حامی شاہ فضل  
رکھا تھا اعتقاد اسے بہت نیک  
کیا تھا محو اُس نے خود کو یوں کر  
بھی حضرت ختمِ مرسل کی رسالت  
رہا تھا بھول جب شیخ دین سے  
دفن اس کو کئے ہیں قبر میں جب  
کہ تیرا کون حق ہی کیا ہی مذہب  
میرے ہیں پیر سو ہی جانتا ہوں  
کئے درگاہ حق میں عرض اظہار  
ہوا اس طرح فرمانِ خدا تب  
تو آئے تا کرین اس پر عقوبت  
وہاں حاضر ہو بولی انکو یوں کر

ایضاً

سنگ



کہ اسی منکر نکیر و شخص یہ اب  
 کہ شرع و دین نا کچھ جانتا ہی  
 کہ میں اُن سب کتّیں پہانتا ہوں  
 مجھے اس شخص کو بخشا کے دیو  
 کئے ہیں عرض ای خلاقِ عالم  
 کہ تا اسکو کرینگے ہم عذابان  
 عذاب اسکو کرو میری رضا سے  
 پھر آئے ہیں وہاں باداب و دشت  
 سو غوثِ العالمین وہ دلبر رب  
 کہے انکو اے چھوڑو نہیں تو  
 کہ میں باطن میں رکھتا ہوں نہ انکر  
 سبھی آٹھوں بہشتان ووزخاں  
 کہ جنت میں نہ رہوے فرج و بہت  
 نذا آئی خدا سے انکو فی الحال  
 کہ کیا میناق کے دن انکا تھانام



خدا اور اس کے پیغمبر کو اور سب  
 و لیکن اقتدا مجھ سے کیا ہی  
 پہچانتا انکی سب میں جانتا ہوں  
 یہ سن درگاہ میں حق کی گئے او  
 نہیں دیتے ہیں اسکو غوثِ عظیم  
 ہوا پھر یوں جنابِ حق کا فرمان  
 سو پھر منکر نکیر امر خدا سے  
 دکھائے کو لگے حضرت کو سہیت  
 لئے ہیں گز انکے چھین کر تب  
 جلا دوں عشق کی آتش سے سب جو  
 اگر مارونگا یکدم تو مقرر  
 جلاؤنگا یہ ہی مجھ کو کمالات  
 نہ دوزخ میں عذابان اور شدت  
 کہو کچھ جانتے ہو تم یہ احوال  
 کہے دونوں نے ایسلطانِ علام

دیوالے جانتے ہیں نام اُن کا  
 کہے دیوانگی کا وہ کرین کام  
 کہ چھوڑ وانکو ہیں میر دوانے  
 میرے ہیں برگزیدے سب محبوب  
 فرشتوں نے تباہ کر کے پھر  
 بجالاتے ہیں پھر حضرت کی تعظیم  
 بھئی عیسیٰ ابن عبد اللہ نے یوں  
 مسلمان گرچہ عاصی ہو ویگا جو  
 ویاو کیجا مجھے اُسے نظر کر  
 عذاب حشر بھی ہو ویگا تخفیف  
 یہہ راوی بولتا ہیگا کہ یک روز  
 غیاث العالمین کے پاس آکر  
 مواہی باپ میرا سکیٹیں اب  
 عذابان قبر میں کرتے ہیں محکو  
 کہ با خدمت میں غوث العالمین کی

نڈائی کہو کیا کام اُن کا  
 تو آیا حق سنی دونوں کو الہام  
 میرے محبوب ہیں خاصے یگانے  
 ہیں میرے عشق دیوانیکے مجذوب  
 طلب شے کے ہوتا و خاطر  
 گئے غوث الورا کو کر کے تسلیم  
 کہے غوث الورا سے یہہ سنا ہوں  
 وہ میرے در سے پر سے گیا ہو  
 سبک ہووے عذاب قبر اسپر  
 سعادت کی بھی وہ پاویگا تشریف  
 مسلمان شخص یک ہلان سے دلسوز  
 کیا ہی عرض عذر والتجا کر  
 جو دیکھا خواب میں تو یہہ کہا تب  
 تجھے لازم ہی یہہ کہتا ہوں تجھ کو  
 امام دین شفیع المذنبین کی

کتاب



شفاعت پر کیا یہ ختم محفل  
پہمیر پر پڑھوں صلوات کامل  
یڑھوای حاضر و صلوات ہر وقت  
کہ ہو گے دو جہانین صاحب نخت

## مجلس نہم

قلم بزم عطاء میں شمع سا بن  
کہ اس میں ہی بیان شے کے کرم کا  
کہ حضرت سید السادات میران  
سراج العارفین شاہ کرامات  
کہ تاج الاولیاء میں رکے سردار  
انھوں نے جسے جو مانگی ہی حاجت  
خصوصاً جو تھے فرزند و نیک خواہان  
کہ تحفے میں لکھا ہی یوں بیا انوار

نہم مجلس کیا بخششے روشن  
عنایات و عطیات و نعم کا  
غیاث العالمین سلطان جلیان  
امام الواصلین عالی مقامات  
شہ ملک عطا محبوب کرتار  
تو برائی وہ حاجت بے شبہ است  
ہوئے فرزند انکو نیک بختان  
کہ تھے یک خواجہ عثمان نیک اطوار





لقب انکا تو مارونی تھا مشہور  
 عیادت الخلق کی خدمت میں آکر  
 دعا کرنا کہ تانا ہو مجھ کو لڑکا  
 کہے تب اُسے حضرت نے یہ تکرار  
 غرض انکو ہوئے بہت لڑکے  
 لکھنا میں اس روایت کو بیانوار  
 ہی شیخ عثمان سہروردی سے مذکور  
 تھے شیخ احمد سہروردی وہاں ایک  
 جو اُسے ایک دن غوث الوریاس  
 کیا ہی التماس کرکے زمین پر  
 توجہ سے دعا کی اب تمہارے  
 کہ ہووے دو جہانکا بخور وہ  
 سو حضرت غوث نے حق ذوالنہج سے  
 کہ اس عورت کیتین اب ایچاوند  
 ہوا آواز حق سے اسقدر کا

کہ تھے اہل ولایت حق کے منظور  
 لگے کہنے کے تین یون التجا کر  
 نصیب باحق کرے فرزند زکا  
 کہ یک فرزند کیا ہو وینگے بسیار  
 توجہ سے شہ عالی گہر کے  
 کہ اکثر اختلاف امین ہی بسیار  
 سنو ای اہل مجلس ہو کے مسرور  
 مٹھی انکی زوجہ مصومہ نیک  
 جو ہیں قطب دو عالم افضل الناس  
 کہ حضرت میں تو آئی ہوں یقین کر  
 مجھے فرزند حق دیو گیک بارے  
 خدا کا دوست اور عالی قدر وہ  
 کہے ہیں عرض یونکر اس سخن سے  
 عطا کر ایک فرزند خردمند  
 نہیں قسمت میں انکی ایک لڑکا



تو ایسے تین نوبت شاہ جیلان  
سوغوث العالمین قطب زمین نے  
دئے اکو ہوا پر پھینک کر تب  
قبولیکا میرا یہ عرض حق تو  
اُسیدم روح پاک ختم مرسل  
ہوا سے پیرہن لے ماتھے میں تب  
لگے سمجھانے ای فرزند غازی  
کہے غوث الورا نے ایمیرے جد  
جواب دوات مبارک نے تمھارے  
تو اب مجھ کو ہوئی امید کامل  
انھیں باتوں میں تھے آئی نذات  
دیا یک میں نے اس عورت کو فرزند  
سو اس عورت کو حضرت نے کہے تب  
ہوا ایسا کہ از فضل خدا تو  
ہوے جب حل کے ایام تمام



ہوئے سیال تو وہ آیا ہی فرمان  
سکالے پیرہن اپنے بدن سے  
کہے ہین ولین اپنے اس قدر تب  
یہم خرقة فقر کا پہنوں گا خوش ہو  
وہاں حاضر ہوا بعد از واکھل  
پہنا کر اپنے ماتھوں غوث کو جب  
یہم درگاہ خدائے بے نیازی  
کہ میں اس کام میں تنہا ہوں مضرو  
کیا سایہ میرے اس سر پہ بارے  
کہ اس عورت کی مطلب ہو وصال  
کیا مقبول میں نے یہم دعا اب  
کہ ہو و صاحب نجات و خرومند  
کہ حاصل اب تیری ہو و گئی مطلب  
رہی ہی اند نو عین حاملہ او  
ہوئی تب ایک دختر اسکو فرجام

لے آئی حضرت غوث الہور پاس  
مجھے وعدہ دئے فرزند نر کا  
سخن اسطور سے حضرت سے جب  
کہ لڑکی تجھ کو کیون ہو گی کس طور  
نکالے پیرین لڑکی کے تن سے  
ہوئی پیدا نشان فرزند نر کی  
کچھ حضرت نے بت یہ کیا ہی فرزند  
رکھا شیخ الطیوخی اس طفل کا نام  
یہ طول العمر ہو صاحب شان  
بھی اس لڑکی کو وہ ہوین مریدان  
مقرر یہ ہو اظاہر اسید ہات  
کہ لکھتے وقت ابرو کو اٹھاوین  
بزرگان میں مریدان انکے اکثر  
وگر قاضی حمید الدین میں ایک  
بھی حضرت شیخ سعدی شیراز

کئی ہی عرض یوں ای افضل الناس  
ہوئی دختر ہوا میں مجھ کو لڑکا  
تو اس لڑکی کی ماں سے یوں کہتے  
ہوئے میں بچہ بہت جذبین فی الفور  
نظر اسیر کے شیخ زمین نے  
ہوئی الفور لڑکا جو تھی لڑکی  
کہ یہ میرا ہی اب فرزند و بلند  
شہاب الدین عمر کر نیک فرجام  
مطول ہووین ابرو اور پستان  
جو میں شیخ کبیر و اہل عرفان  
کہ فرمائے تھے جو شاہ کرامات  
بھی پستان منگے پڑھ لکھے جاوین  
بہاؤ الدین زکریا میں جو نکر  
کہ ناگوری لقب ہی انگشتیں نیک  
کہ میں سالار عشاقان جاننا نہ



موتی بیخ  
چاپی پاس  
جلد ۱۲



روایت یہ لکھے ہیں پاکبازان  
کہ یک شیخ علی ابن محمد  
وہ دولتمند تھا معروف تجارت  
کہ تھا وہ صاحب جاہ و جلالت  
ولے ہو تانہ تھا کچھ اسکو فرزند  
اسی غم میں سدا وہ مبتلا تھا  
مناجیح جو تھے اُسکے وقت میں تان  
ولیکن تب نہیں کسی دُعا کچھ  
اُسے پیکر و زیک مجذوب نے یون  
اگر جاو یگا تو اس شاہ کے پاس  
توجہ سے انھونکی اپنی مطلب  
سنا سو اس اشارے پر وہ تاجر  
طرف بغداد کے راہی ہوا ہی  
سو وہ مدت سے پہنچا شہر بغداد  
اذا کر کر رسوم فدویت سب

عنایت کا عجب ہی اس میں سامان  
لقب مشہور عربی تھے محمد  
کہ اسکے پاس زر تھا مال بسیار  
مواشی اسکے واز تھے نہایت  
اسی باعث رہا آزر وہ ہر چند  
اُسے عیش کڑوا ہو رہا تھا  
کیا خدمت انھون کی بہت برسان  
قبولیت کا پایا مدعا کچھ  
کہا یہ تجھ کو مرادہ بولتا ہوں  
جو میں عنوث الخلاق افضل الناس  
تو پاویگا یقین ہیکل مجھے اب  
بصدق اعتقاد و فرح خاطر  
بشوق دل روانہ ہو چلا ہی  
گیا مجلس میں حضرت کی ہوا شاہ  
کہا دلیں کروں کچھ عرض مطلب

تو آگے اسکے محبوب خداوند  
 سو تب شیخ علی نے ہو کے پر غم  
 اگر ہو تا میری قسمت میں لڑ کا  
 سمجھتا اپنی قسمت میں یونکر  
 تو ہی مجھ کو قوی امید مطلق  
 کہ درگاہِ محبانِ خدا سے  
 سو حضرت قطبِ دین غوث الوار نے  
 شک تہ دل پہ اسکے رحم لا کر  
 تو اپنی پشت میری پشت پر تکیا  
 اُسے سنجھ کو دیا میں نے عطا کر  
 تو لطفہ صلب سے تب نقل کر کر  
 اُسے خصلت کے تر توفیق ہدایت  
 کہ اس فرزند کا تو نام امجد  
 ولیکن اسکو دے میری لقب تب  
 گئے ہیں گھر کے تین شیخ علی جب

کہے قسمت میں تیری میں ہی فرزند  
 کیا ہی عرض ای غوثِ مکرم  
 تو کیوں سنا صوبتِ افتد رکا  
 کہ ہو ویکا مجھے لڑ کا مقرر  
 کہ میں پاؤنگا مطلب اپنی برحق  
 نہ کوئی خالی پھر ہی مدعا سے  
 شہ ملک عنایات و عطائے  
 کہے اسکو کہ امیرے براور  
 میرا لڑ کا ہی باقی ایک اٹھل  
 اسی موجب کیا ہی اُس نے اگر  
 گیا ہی صلب میں اسکے مقرر  
 کہے تاکید سلطانِ کرامات  
 رکھیکا تو تو رکھ اسم محمد  
 محی الدین سے کرنا لقب  
 بحکم حق کرم سے شاہ کے تب



رہی ہی انکی عورت حاملہ زود  
 کہ تھے وہ قطب اقطابان دوران  
 کہ تصنیفات سے انکے تو معروف  
 فتوح مکتہ ہی اور دیگر  
 بیان یوں کر زنگون نے لکھے ہیں  
 سوتب شیخ علی جو انکے ہیں باپ  
 شہ دین غوث اعظم کو دکھانے  
 نگاہ فیض سے انپر نظر کر  
 کہ ہی پاکیزگی حق جل شان کو  
 عجب پیدا ہوا ہی مرد فاخر  
 بھی امرا کو جو عارفوں نے  
 یہی اسکو کرے گا آشکارا  
 کہے ہیں نقل ایسا شیخ داؤد  
 کہ حضرت غوث پاس یک شخص آیا  
 کہ اسی غوث الخلائق واصل رب



دوایت

ہوا ہی انکیٹین فرزند محمود  
 بنائے بہت وحدت کی کتابان  
 فصوص الحکم یک ہی خوب موصوف  
 کہ ہیں توحید میں معروف شہر  
 تو لہذا ابن عربی جب ہوئے ہیں  
 جناب شہ میں انکو لیچلے آپ  
 سو غوث الخلق قطب الاولیائے  
 کہے شکر خدا سے پاک برتر  
 خداوند زمین و آسمان کو  
 کہ مجھسا قطب ہو کو آپ ظاہر  
 رکھے ہیں اب تک مخفی بیان سے  
 بتاویگا بھی اسکا اشارا  
 تعرف قادری ہی انکو شہرہود  
 لگا ہی عرض کرنے کر تمنا  
 تمھاری اس جناب پاک میں اب



کہ ہیکا قبلہ حاجات عالم  
 کہ حضرت نے جائزے سب سے  
 جو کچھ چاہا سو تو پاویگا اب  
 وہ ہر دن شاہ کی خدمت میں آوے  
 رہی تھی اسکی جو روح عالمہ ہو  
 بحکم حق زلف غوث اکبر  
 اٹھا اس شخص نے دختر کو اُردم  
 کہا وعدہ تھا فرزند نہ رہے  
 کہ شہ نے اُسے کپڑے اندر  
 تو اسے کر کے ویسا ہی اُسیہات  
 دیا ہی کھول اس کپڑے کو پھر کر  
 کہ دختر کی جگہ فرزند نہ رہی  
 لکھے ہیں ایک عورت تھی مقرر  
 رہی حل اسکو بیستم جب  
 اگر لڑکی ہوو گی اب تولد

طلب ہی ایک پسری مجھ کو اُردم  
 طلب میں لے کیا ہوں اپنے رب سے  
 تیرے مقصد تو حق بر لاویگا سب  
 سعادت دین اور دنیا کی پاؤں  
 جب اُسکا وقت آپہنچا ہی تب تو  
 جی جو روئے اسکی ایک دختر  
 لے آیا پیر کے نزدیک بے غم  
 یہہ دختر کیون ہوئی ہنجش حسینہ  
 لپیٹ اور اسکو لیجا آپکے گھر  
 گیا ہی گھر کیتین لیکر خوشی سات  
 تو وہ کیا دیکھتا ہی وہاں نظر کر  
 پہچانا پیر کا عز و قدر ہی  
 ہوئیں اُنہیں اڑکیان اسکو کبیر  
 کہا اسکے خصم نے اکتین تب  
 طلاق اُسوقت دوں گا تجھ کو از خود



تو وہ عورت شہنشاہ پاس آ کر  
 کہی اسی غوثِ اعظم شیخ ابرار  
 کبھو لڑکانہ ہوتا اور ہوانین  
 ختم کہتا ہی اب لڑکی ہوئی تو  
 کہے حضرت نے اسکو اب تو جا گھر  
 مذیو یگا طلاق اب تجھ کو شوہر  
 کہ حضرت غوث نے میرے سب سے  
 یہ فرمائے سو یونہی آپ ہو کر  
 یہ خطرہ آپ نے معلوم کر کر  
 پس بیگے تیرے نسب دختران وہ  
 تو اس عورت نے دیکھی گھر کو آ کر  
 کہ جو تھیں دختران اسکی حسینہ  
 سو اب یہ حکم سے حق جلّ شان کے  
 ابو العباس احمد نے کہا یوں  
 کیا شکوہ انھوں سے فقر کا میں



لگی فریاد کر روتے سراسر  
 ہوئی بہن دختران مجھ کو تو بسیار  
 اسی غم میں بہت ہوں مبتلا میں  
 طلاق اسوقت دونگا میں جلد ہو  
 تجھے اب ہو ویگا لڑکا مقرر  
 تو عورت نے کہی وہاں میں تو کہہ  
 دعا اب کچھ نہیں مانگے ہیں رب سے  
 کہے ہاں میرے سمجھانے کے اوپر  
 کہے اسکو کہ جلد ہی تیرے گھر  
 ہوئے لڑکے سعید و وجہان وہ  
 تو سچ ہی ہو گئے لڑکے سراسر  
 ہوئے ہیں سب فرزندِ نر بہنہ  
 دعا کرنے میں قطب و وجہان کے  
 کہ یکدن شہ کی خدمت میں گیا ہوں  
 کہ جمعیت و برکت کچھ مجھے نہیں

اسی آیام میں بغداد اندر  
 غیاث العالمین نے لطف کر کر  
 کہے لے اسکو یک کوزیک منہ و ہر د  
 ایکے پاس کر غلے کا انبار  
 و لے مت کھول اس کوزیک منہ و ہر د  
 تو وہ کھایا ہون میں پانچ برسان  
 ویا ہی کھول اس کوزیک منہ و ہر د  
 کیا یہ حال جا حضرت سے اظہار  
 اگر کوزیک منہ و ہر د کھول دیتے  
 ابو حفص عمر یک مرد تھے و ہاں  
 انھوں نے اونٹنی کو لے برابر  
 کہا رکھتا ہوں چج کا ارادہ  
 سو وہ بھی تھک ہی ہو گی نہایت  
 اُسے فرماتے ہیں تب افضل الناس  
 وہ لے آیا سو حضرت نے کرم کر

پڑا تھا قحط اور عالم تھا مضطر  
 دے پیمان یک گندم سے بھر کر  
 اسے سر پوش کر منہ بند کر دے  
 لے گندم اس سے جب ہو ویگی و کار  
 تو راوی نے کہا ویا کیا ہوں  
 میری جو روئے جا کر یکیک و ہاں  
 گئے ہوسات دن میں خرچ وہ سب  
 کئے اس طرح شے مجھ سے گھٹا رہے  
 تو کھاتے جتنا ک دنیا میں رہتے  
 کہ خداوی لقب تھے نیک بر ہاں  
 غیاث الخلق کی خدمت میں آکر  
 یہی ہی اونٹنی میں کچھ زیادہ  
 نہیں کچھ اس سے دیگر استطاعت  
 کہ لے آؤ اُسے میرے قدم پاس  
 پھر اُسے سر پاتک ہاتھ سپر



۱۰

روایت



روایت

ہوئی تب تندرست اور یوں قوی تر  
ابو الحسن علی ازجی تھے یک مرد  
شہ دین جو کہ ہیں رہبر سبھونکے  
انھونکے گھر میں تب تھے جانور دو  
کبھو کرتے تھے آواز زہار  
کہ اسی سردار عالم واصل رب  
کبھو بھینہ بدیتی اور دلی مین  
نہ کچھ کہتی ہی اور کرتی ہی آواز  
کہے راعی کو بھینہ دے ہمیشہ  
اسی ساعت کیا قمری نے آواز  
تھی اسکے گھر میں جیتی جتناک وہ  
روایت اور سنو ہو کے خوشنود  
وہ کہتا تھا کیا ہوں قصد یو کر  
تو آ کر منگ لیا حضرت سے رخصت  
کبھو سختی پڑے تو کر میری یاد

لگی چلنے کو فایق قافلے پر  
قوی بہا جب انکو ہوا درد  
گئے بیمار پرسی کو انھونکے  
کہ یک راعی دگر قمری مگر او  
کیا یہ بات شے سے اُسے اظہار  
چھ مہینے ہو گئے راعی کتین اب  
بھی اس قمری کو نو مہینے ہوئے مین  
سو حضرت نے کئے اسکو سرفراز  
کہے قمری کو کر آواز پیشہ  
دلی راعی نے بھینہ ہو سرفراز  
دیوین بھینہ کرین آواز خوش ہو  
کہ تھا یک بو العنایم ابن مسعود  
عجم کے ملک مین جانا سفر کر  
مجھے رخصت کیا کر یک وصیت  
میرا لے نام تب کر مجھے فریاد

روانہ ہو کیا ہوں کو چ جب تو  
 یکا یک رہنماں پیدا ہوئے وہاں  
 لئے سب قافلے کا لو ٹکر مال  
 اٹھو مکو میں نے دیکھا ہوں کہ ملکر  
 مجھے حضرت کی یاد آئی ہی وہ بات  
 زبان سے نام شہ کا نین کہا ہوں  
 کیا فریاد حضرت سے ہو برغم  
 نظر کر دوسے دیکھا ہوں یونکر  
 عصا سے اپنی کرتے ہیں اشارت  
 تو دیکھا میں نے سب کرسواران  
 کہے ہکو سدھارو تم سلامت  
 تو پوچھے ان سے کیا ہی تب کہے ب  
 عصا سے ہکو کرتے ہیں اشارت  
 تو ہیبت سے اٹھو نکلی ہم پر یونکر  
 سخن انکا نکرتے تو اُسیدم

خراسان کے گیا جنگل میں تب تو  
 کہ تھے انہیں پیادے اور سواران  
 کئے غارت بھی اسباب فی الحال  
 لجائے مال اک اونچی جگہ پر  
 تو ان لوگوں میں میں شرم کے سات  
 ولکین نام وہ دلیں لیا ہوں  
 نہ بیہ خطرہ ہوا پورا اُسیدم  
 کھڑے یک کوہ پر میں غوث اکبر  
 اُوہر جئے کئے تھے مال غارت  
 دیا بیچھا ہمارا مال و سامان  
 مقرر تکو ہی عالی حمایت  
 کہ دیکھے شخص یک اس کوہ پر تب  
 کہ بیچھا تکو دینا مال غارت  
 ہوا ہی تنگ میدان اور پُر ڈر  
 ہلاک اور خوار ہوتے بالیقین ہم



روایت



ہوئے تھے انے بعضے تفرقہ سب  
تو سمجھے ہیں انھو نکوہنے اسطور  
لکھے ہیں یونکہ تھا وہاں ایک تیار  
رکھا بارشکر سے لاو کر سب  
فلانہ قافلہ ہووے گا تیار  
کہ میرا مال تانا کے سب سے  
ہو اہی قافلہ کی دن سے تیار  
گئے سوداگران کے ساتھ سارے  
تھے جتنے اشران بارشکر سے  
خدا کے حکم سے ایسا ہوا وہاں  
ہوا حیران و ہشت میں پڑا ہی  
غلام وہ تھا جناب غوث کا سو  
کہ اپنے گم ہوئے پاؤں کا اونٹان  
بلند آواز سے فریاد کر کر  
ہوئے چھے اونٹ گم بارشکر سے

عصا سے جمع انکو کر رکھے تب  
فرشتہ آسمان کا ہی نکوئی اور  
کیا ہی اُسے کی اونٹو نکو تیار  
رہا تھا قافلے کا منتظر تب  
انھو لئے ملے جاؤں گا ہور ہوار  
سلامت ساتھ پہنچے فضل رب سے  
کیا ہی کوچ وہ لئے ہو کے ہوار  
یہ سوداگران کے ساتھ بارے  
چلا ہمرہ روانہ ہو شہر سے  
ہوئے چھے اونٹ گم رستے کو مریاں  
پراز غم جان و دل اُسکا ہوا ہی  
نہیچھا کچھ سیدلے سنے یوں جو  
مگر اپنے ہیں مرشد شاہ جلیان  
پکارا امی غیاث الخلق سرور  
بہت ڈھونڈنا نہ تھے کدھر سے



یکایک کھتا کیا ہی نظر کر  
سفید اسنے کیا پوشاک ناور  
بلاتا ہی اوھر آمیری جانب  
چھے اونٹان گم ہوئے پایا سلاست  
کئے ہین بوالعالی نے اُسیدھا  
تو یک جنگل مین اُترا قافلہ وہ  
کہ دہشت ناک ایسا تھا مخاطر  
بھون نے جلد کرتیا اونٹان  
ہوئے اسوقت گم میرے شتر چار  
روانہ ہو گیا ہی قافلہ سب  
وہاں پھرتا تھا اونٹان دھوڑتے مین  
ہوئی جب صبح تب آیا مجھے یاد  
اگر تو کچھ بلا اور شدتوں مین  
پکار اسوقت مجھ کو کر میری یاد  
کیا فریاد مین نے تو اُسیدم

بلند یک کوہ پر یک شخص اگر  
اشارہ آستین سے کر کے ظاہر  
کیا وہاں تو ہوا وہ شخص غائب  
یہہ کچھا غوث اعظم کی کرامت  
کیا ہوں جبکہ مین یک قافلہ سات  
کہ تھا پر خوف اور جائے دغا وہ  
نہ ٹھہرے وہاں براور کوئی براور  
کئے ہین کوچ کر چلنے کا سامان  
شکر سے تھے بھرے ہر چار پر بار  
ایک قافلہ پیچھے رہا تب  
بہت ڈھونڈھا ولے پایا نہیں کین  
غیاث العالمین سے جو تھا ارشاد  
پڑیکا بتلا ہو سختیوں مین  
کہ تجھ سے دفع ہوو اور برباد  
پکارا ایشہ دین غوث اعظم

ایک



روایت



میرے یہاں چار اوٹان ہو گئے کم  
تو جب دیکھا ہوں مطلع ہر فجر کے  
کھڑا ہو یک بلندی پر مجھے اُو  
کیا جب وہاں نہ آیا وہ نظر تب  
دور اوی سے روایت ہی عظیمی  
بھی ہی عثمان حریفی دوسرے یار  
صف سے تیسرے شنبے کا تھا دن  
وضو کر کر دو گانے کو گزارے  
ہوا ایک نعرہ پر ہیبت و فر  
معلق ہو چلی اڑ کر ہوا پر  
ہوا پھر نعرہ دویم اسی طور  
چلی پر تاب ہواڑتی ہوا پر  
نہ کچھ سکو ہوئی اسکی خبر تب  
مکان پر اپنے حضرت غوث اعظم  
نہ کسکا پوچھنے کو دل چلا تب

کرم کر مجھے دلواؤ اب تم  
تو دیکھا شخص یک پوشاک کر کے  
بلاتا ہی اشارت کر کے یہہ لو  
ولے پایا وہاں چاروں شتر تب  
ہی اُسے ایک عبد الحق خزیمی  
کہ ہم تھے مدرسے میں شہ کے یکبار  
کہ اٹھ کر غوث اعظم پاک باطن  
سلام اسدم پھراے ہین تو بارے  
تھی یک قباق سو پر تاب ہو کر  
نظر سے تا ہوئی غائب سراسر  
جو تھی قباق ہاں دیگر سو فی الفور  
ہوئی غائب نظر سے وہ بھی کسیر  
کہ جاتے ہین کہاں کس کام پر اب  
رہے ہین بیٹھ کر وہ شاد و خرم  
کہ یہہ کیا تھا سب کیا ہو گیا اب

تو پھر کی دن سے آیا قافلہ ایک  
کہے ان سب نے ہی یک نذر ہم پر  
غیاث العالمین نے یوں کہے تب  
بھی کپڑے لیو گے جو ہی کہ مانتا  
لے آخرت سے حضرت کے دو قباق  
تو پوچھے ہم نے ان سو اگر ان سے  
کہا ہم تیسرے و نہیں صفر کے  
تو آئے یکسب ہم پر عرب و مان  
لئے لوٹے ہمارے دو مقدم  
لجائے ایک جنگل میں وہ سب مال  
جدا ہر ایک کا حصہ نکالے  
کہے تب ہم نے شہ کو یاد کرنا  
اسیدم نذر یک ہم نے کئے خاص  
سنے فی الحال نعرہ ایک یونکر  
کہ اس جنگل میں اسکا زلزلہ تھا

عجم کے ملک سے اسباب لے نیک  
غیاث الخلق کی مانتا مقرر  
کہ غلہ وزن من یکا اُن سے لو اب  
تو لاسبے دے ہیں با ویا نیت  
رکھے آگے ادا کر اسکے آداب  
کہ یہ قباق تم پائے کہاں سے  
کہ تھا شہ چلے تھے سیر کرتے  
لئے ہیں لو کر جو کچھ تھا سامان  
بھی بعضوں نے کئے ہیں قتل کدیم  
لگے کرنے کیتین تقسیم و حال  
کے تقسیم کر سب کے حوالے  
غیاث الخلق سے فریاد کرنا  
شہ دین کے سبب از صدق خلاص  
بہت و شہ سے با صد ہیبت و فر  
گو یا ہیبت سے صحر او ہو جاتا تھا

سیدنا  
میرزا  
غلام  
محمد  
خان  
نور  
محمدی



بھی دیکھے رہنماں کو ہم نے یوں نکر  
 بہت گھبرا کے پھڑپھڑے وہ ہم پاس  
 کہ شاید آپسے آپ عرب اور  
 کہے ہکو کہ پھر لیو آپ کا مال  
 گئے پھر ہم تو وہاں کیا دیکھتے ہیں  
 ہمارے پھر حوالے سب کیا مال  
 یہہ قہقہا مبارک تھے اسی ٹھار  
 سنو یا رب بیان یہہ صدق آمو  
 کہ یک تھی نیک عورت خوبصورت  
 غیاث العالمین سے باعقیدت  
 تھا اسکے پی میں یک فاسق گنہگار  
 وہ عورت اتفاقاً ایک دن جو  
 یہہ فاسق بھی وہاں پہنچا ہی بار  
 وہ عورت کو تو مرشد سے وسیلہ  
 ہوئی جب ہاتھ سے فاسق کے لاچار



کہ میں حیران پریشان اور مضطرب  
 پڑا تب یوں ہمارے دل میں وسوس  
 پریشان حال یہہ آتے ہیں اسطور  
 ہمارے سر پہ دیکھو کیا ہی جنجال  
 موئے ان کے مقدم دوڑے ہیں  
 برابر تھا تھا کم ایک مثال  
 اٹھا بوڑھے رکھے سر پہ لکھنوار  
 کہ جس سے اعتقاد دل ہوا فرود  
 سراپا حسن اچھل نی کدورت  
 مریدی لیگی شوق سے بیعت  
 بہت آشفہ و حیران و غمخوار  
 گئی تھی غار میں کچھ کام تھا سو  
 یہہ چاہا پاکدامن اسکا پھاڑے  
 نہ تھا کچھ اور میں کچھ پیاچیلہ  
 پنہ کسکی نہ کبھی تب تو یکبار

پکاری غیاث ایں غوث اعظم  
 لگی فریاد کرنے شہ کالے نام  
 تو اپنے مدرسے میں پیر کامل  
 مبارک پائونین قیاب تھا سو  
 پہنچانے میں یہ اس عورت کی فریاد  
 نکالے پائون سے فی الحال قیاب  
 کیا تھا قصد فاسق نے سو خوشنود  
 اسیدم جا کے قیاب اسکے سر پر  
 کہ مغز اسکا پریشان ہو رہا تب  
 ہلاک اس مارے ہو کر دیا جان  
 رکھی سر پر اوپے بوسہ دیکر  
 غیاث الخلق کی خدمت میں لا کر  
 گھڑا تھا اس پر قصہ سوکھی وہاں  
 سنی حضرت کا یہہ ذکر حمایت  
 غرض کہ مصیبت کچھ بڑے تو

بچا نا مجھ کو اب ایں قطب عالم  
 بہت گھبرا کے باور و دل اتمام  
 وضو کر نہیں تب تھے آپ شاغل  
 سنے آواز اس فریاد کا تو  
 کئے معلوم جو اسپر تھا بیداو  
 طرف اس غار کے پھینکے ہو قیاب  
 کرے جو پاکدامن اسکا آلود  
 وہاں پہنچا دئے میں ماریو نکر  
 کہ ناک اور کان کی رہ سے بہا تب  
 اٹھا قیاب عورت نے ہوشاوان  
 چلی حرمت سے وہ قیاب لیکر  
 رکھی آگے ادب کا حق ادا کر  
 تعجب کر رہے مجلس کے لوگان  
 بیان فیض الطاف و عنایت  
 کرے فریاد حضرت غوث سے او



روایت



تو خود فریادیں ہو غم کرے دور  
کہا عثمان نے جو یہ عمر ہی  
مریدِ غوث ہی وہ صاحبِ بخت  
فلکِ جانب کر اپنے منہ کو کیرات  
کبوتر یا کچ و بکھات ہو پر  
کیا یک نے خدا کی حمد اول  
تو اسکا ترجمہ لکھتا ہونین یہاں  
کہ ہی اس پاس ہر شئی کا خزان  
کیا سو قدر معلوم کے او پر  
کہ ہی پاکیزگی اُس ذوالمنن کو  
کہ پیدا سنے کر کرب کو پھر کر  
پکارا تیسرے نے اس ندا کو  
اٹھا یا خلقِ مین کر اپنی حجت  
محمد مصطفیٰ خیر الورا کو  
چارم نے کہا اسطور سے تد

دیو نیلے داو ب کو ہو کے مسرور  
لقب اسکی حریفی مستہر ہی  
کہ پہلے تو حریفی مین تو یک وقت  
صحن مین گھر کے لیٹا تھا خوشی سا  
چلے جاتے تھے اُڑتے مدعا پر  
زبان تھی اسکی عربی سے فضل  
کہ پاکی اسکو ہی اور شکر احسان  
ہنین نازل کیا ہی اُسے لیکن  
لگا پھر دوسرا کہنے کبوتر  
کہ بخشش اس سے ہی ہر مردوزن کو  
ہدایت کار کھا ہی تاج سر پر  
ہی پاکی اسکو جن نے انبیا کو  
دیاسب پر بزرگی اور حرمت  
شفیع الامت و نور الہد اکو  
جو کچھ دنیا مین ہی سو ہی سبھی رو



مگر بہر خدا بہر پیمبر  
کہا پھر پانچویں نے ہو مقابل  
اٹھو تم حق تعالیٰ کی طرف اب  
کہ بخشش اسکی ہی از حد وافر  
سنا یہ جب ہوا میں تب تو ہوش  
ہوا ہشیار پایا جب افاقہ  
جو دہلین تھی میرے سو محو ہو گئی  
ہوئی ہی صبح تو صدق و صفات  
کروں اسکے سخن پر خود کو تسلیم  
روانہ ہو چلا ہوں وہاں سے پھر میں  
یکایک آگے میرے شخص آ ایک  
کہے ہیں السلام ای شیخ عثمان  
قسم دے انکو پوچھا کون ہو تم  
کہے میں خضر پیغمبر ہوں بیشک  
کہے مجھ کو ابو العباس کرتب

جو ہووے سو بجا ہی اور بہتر  
کہ ای لوگان ہو جو حق سے غافل  
کہ ہی وہ کردگار و قادر و رب  
بخشا ہی گناہان سب کبار  
رہا ہوں عقل اپنی کر فراموش  
تو اس دنیا و مافیہا کی رغبت  
محبت سب کی یکدم سہو ہو گئی  
کیا ہوں عہد میں نے یوں خدا سے  
جو علم راہ حق کی دیوے تعلیم  
نہیں سمجھا کہ جاتا ہوں کہ مر میں  
کہ تھے بوڑھے مشین جن میں نیک  
و یار و سلام انکو ہوتا وان  
مجھے تم نے پہچانے کیوں کہو تم  
کہ تھا میں غوث اعظم پاس تک  
حریفی سے جذبہ یک کو دے ب



مجلس  
نظم

ہو اسو وہ قبولیت کو پایا  
 کہ ای بندے تجھے اب مرحبا ہی  
 کروں میں آپکو سختی پہ تسلیم  
 کہے پھر محکمہ سُن ای شیخ عثمان  
 کہ اب اسوقت شاہِ عارفین ہیں  
 ثواب لازم پکڑ خدمت کو انکی  
 بھی حضرت خضر تو غائب ہوئے ہیں  
 وہاں تو خود بخود پہنچا ہوں زود  
 مجھے حضرت نے بولے ہوئے شادان  
 کہ جلدی تیرے تئیں وہ حق تعالیٰ  
 مریدی حق دلاؤ تجھ کو مجھ سے  
 رکھے ہیں تاج تب تو میرے سر پہ  
 و ماغ جان کو پہنچی میرے جب  
 لگا سنے کو میں خلقت کی باہان  
 قرینا تھا کہ میری عقل جاوے

مذا ساتوں فلک پر اسکو آیا  
 تو اسے عہد یہ حق سے کیا ہی  
 بھی علم معرفت کی یوں تعلیم  
 ہیں سیدِ عہد فادر قطب اکوان  
 غیاث الخلق تاج الواصلین ہیں  
 بزرگی عزت و حرمت کو انکی  
 گیا فی الوقت تو بعد او میں میں  
 گیا حضرت کی خدمت میں پہنچا ہوں  
 کہ تجھ کو مرحبا ای شیخ عثمان  
 دیو یگا مرتبہ سارون پہ بالا  
 فرشتو نیپر کرے حق فخر تجھ سے  
 خوشی اور اسکی خلکی تو مقرر  
 عیان ملکوت کا عالم ہوا تب  
 کہ میں سب اختلاف اسکی لغاتان  
 جنونیت کا مجھ پر حال آوے



تھا پیہہ ہاتھ میں غوث الورا کے  
 رہی قائم میری تب عقل واللہ  
 قسم حق کی نہ کچھ ایک امر مجھ پر  
 کہ با حضرت سے میں بولوں وہ حیات  
 وہ سب احوال کو کہتے تھے مجھ کو  
 کہا ہی شیخ یعقوبی نے یہ بات  
 لے آئے غوث کے نزدیک مجھ کو  
 سو حضرتؑ تو اپنا پیر بن خوب  
 پنچائے میرے تین اور یوں کہے تب  
 کہا راوی نے جب پہنا ہوں وہ میں  
 نہ مجھ کو کچھ ہوا ہی در و در جنت  
 کہ شیخ ہشتی نے بار دیگر  
 کئے ہیں عرض حضرت سے اوپر  
 طلب کرتا ہوں خلعت باطنی اب  
 مراقب میں رہے تھے ایک ساعت

سوار سے ہاتھ سے مجھ پر اڑا کے  
 بٹھائے مجھ کو تب خلوت میں کئی ماہ  
 پڑا ہی ظاہر و باطن مقرر  
 تو آگے اُسکے سلطان کرامت  
 خبر اس چیز کی دیتے تھے مجھ کو  
 کہ شیخ ہشتی ایک دن خوشی سات  
 کہے میرا یہ ہی فرزند خوشو  
 جو پہنے تھے مبارک تین مرغوب  
 کہ پہنا تو قمیص عافیت اب  
 تو پٹیا ۱۵۸۵ حصہ سب اب پر پہن  
 نہ پایا ہوں کسی شے سے اذیت  
 مجھے حضرت کئے آئے ہیں لیکر  
 کہ میں تو آپ سے اسکے سبب کر  
 سو حضرت غوث اعظم وصل رب  
 تو دیکھا میں نے ایسا مہتاب



کہ اُسے یک چک بجلی کے ہموار  
ہوئے سب مجھ پر قدر کے رموز ان  
فرشتوں کی بھی تسبیح و ثناء ان  
جو ہی انسان کی پیشانی پر مرقوم  
ہی ملفوظ غیبی ہیں محرر  
مقرب یک ولی تھا کبریا کا  
یکبر اس سے ہونہیں خدا نے  
ہو اتب حال اسکا اسوجہ خوار  
تو کیا چھوٹے سب سب سب سب  
گیا وہ اولیا کے پاس لاچار  
مکمل اولیا اسوقت تھے سب  
کہ تیرے واسطے ہننے خدا سے  
ولے حق نے قبولائیں دعا کچھ  
گنہگاروں میں تیرا نام مطلق  
تو لکھتے ہیں کہ اُسے اپنا منہ سب

ہویدا ہو ملی مجھ سے اسیار  
بھی دیکھا میں نے اصحاب قبور ان  
سنا ہوں مختلف سب انکی بات ان  
ہوا اسوقت سے سب مجھ کو معلوم  
کہ حضرت کے زمانے میں مقرر  
گویا سب تھا نامی اولیا کا  
کیا معزول اسکو اولیا سے  
اگر جانا کہیں رستے سے یکبار  
کہیں مردود حق کا یہ ہوا اب  
کہ تھے وہ تین سو پڑا تھ سب پار  
انہوں نے بھی کہا ہی اسکو یونہی  
کے بخشش طلب تیری خطا سے  
ہدف پر تیرے مقصد میں لگا کچھ  
لکھا ہی لوح محفوظی پر برحق  
سیہ کہ کر جناب غوث میں جب



بدف یغی  
پیرکانہ

گیا تو دیکھتے ہی شہ نے اسکو  
تو عاصی تھا خدا کا اور مردود  
اسیدم اسکے حق میں واصل رب  
ہوا فرمان یوں ای عبد قادر  
ولی سب تین سوا اور ساٹھ یکسر  
انھوں نے حج سے مانگی تھی شفاعت  
کہ اسکا لوح پر تقدیر کے نام  
کئے ہیں عرض حضرت نے کہ یا رب  
کرے مقبول کو بیشک تو مردود  
سبب کیا تو نے منہ سے میرے بونکر  
ہوا فرمان جناب حق سے فی الحال  
کیا تفویض میں یہ امر تم پر  
جسے تم نے ہنکالے اپنے گھر سے  
یہ سنکر شادمان ہو واصل رب  
نکالے نام اسکا عاصیوں سے

کہے آئی فلاں نے بیٹھ خوش ہو  
ابھی ہو ویکا تو مقبول و مسعود  
و عا در گاہ میں حق کی کئے تب  
تھیں معلوم نہیں جو اسکی خاطر  
کہ تھے سب میں مقرب اور مقرر  
و عا اسکی نہیں پائی اجابت  
گنہگاروں کے ہیں ناموہن ارقام  
توئی ہیں قادر جل و علا اب  
کرے مردود کو مقبول و محمود  
سخن ایسا نکالا کس وجہ پر  
کہ ای غوث الورد سلطان اجل  
جو کچھ چاہو گے سو کرنا مقرر  
ہنکالا اسکو میں نے اپنے در سے  
کہے ہیں حکم منہ ہوئے اُسے تب  
لکھائے اسکو جملہ صالحوں سے



عزلی نے  
دور کرنا  
نصب یعنی  
قائم کرنا  
ماتول یعنی  
منقوض



نڈائی جناب حق سے اسوقت  
تصرف سے متعین عزل و نصب کا  
نصب سے ہر کسے دینا و لایت  
تمہارا جو کہ ہی مرد و سواؤ  
تمہارا ہو ویکا جو شخص مقبول  
اسی ساعت منے وہ شخص کامل  
ہو اقطب دو عالم کا وہ خادم  
لکھے ہیں یہ بیان بخشش کا یونکر  
قصور اس میں ہوا کچھ اس سے صادر  
تو اس بیجان نے خود کو حمایت  
کہ باپ المدرسہ کی شکے لے خاک  
نہ بولا نہ سے کچھ تو بہ بظاہر  
بڑھایا اس سے رتہ کر کے ممتاز  
کہ جب تو ایچوان با صدق بیباک  
لگایا اپنی پیشانی کے اوپر

کہ اسی قطب دو عالم صاحب بخت  
کیا سلطان عجم کا اور عرب کا  
عزل سے چھین کر لپسا و لایت  
میرا مرد و وہی تحقیق سمجھو  
میرا مقبول ہی اور نیک ماتول  
کیا ہی مرتبے کو اپنے حاصل  
رہنمائی ہوانے در پہ قائم  
تھی ایک ابدال کو خدمت مقرر  
کیا معزول اس کو حق نے ظاہر  
لیا ہی غوث کا لطف و عنایت  
لگائی اپنی پیشانی پہ بیباک  
تو حق نے آپکے محبوب خاطر  
ہوا یون ہاتھ غیبی سے آواز  
میرے محبوب کے درگاہ کی خاک  
گنہ بخشا ہوں تیرا آپ ہو کر



جو کچھ رکھنا تھا اگے مرتبہ سب  
میر محبوب کے آگے چلا جا  
تو وہ اُس مدرسہ میں آگے ابدال  
وہاں بیٹھے تھے حضرت شاہ جیلان  
کیا ہی شکر اس بخشش کا ظاہر  
ابوالبرکات سے ہیگا یہ مذکور  
کہ طفسو سخی لقب تھی اسکی اظہر  
کہا خطبے میں یارون کو مقرر  
کہ گڑگی جون پر ذونین ہی ممتاز  
تھے شیخ ہدایتی اسوقت حاضر  
نکالے دلق تن سے اور سدا  
رہا تب چکے شیخ عبد رحمان  
کہ نین یک بال اسکے تن یہ ظاہر  
کہا سمجھا کے پہنودلق تم اب  
کہ میں جس شئی سے اب باہر ہوں

عطا اس سے مجھے افزون کیا اب  
شما اس بخشش عظمیٰ کا بجا لا  
ہوا حاضر ادب کا رکھے احوال  
تھے حاضر سب شیخ اور بزرگان  
بہت تعریف شہ کی کر گیا پھر  
ولی تھا عبد رحمان ایک شہور  
وہ اپنے شہر میں منبر کے اوپر  
تامی اولیا میں میں ہوں یونکر  
میری ہی طول گردن ہوں سرفراز  
یہہ دیکھے حال اسکا بہت فاخر  
کہے چھوڑا پکرون کشتی تیرسات  
کیا یہہ دوستوں سے اپنے باتان  
نہ خالی دیکھتا از ذکر قادر  
جواب اُس نے دیا ہی اسوجہ تب  
نواب سکے کے بن پھر نجاؤن

نظم



کیا تب عبد رحمان نے یہ تقریر  
 کہا مرشد ہیں سید عبد قادر  
 کہا مرشد کا تیرے نام فرجام  
 ہوئے چالیس برس محکوم اُردن  
 وہاں انکو کبھو دیکھا نہیں میں  
 کہ جانا تم میری جانب سے یکبار  
 کہ یوں کہتے ہیں شیخ عبد رحمان  
 کہ ہوں درکات میں قدرت کے حاضر  
 اُسی ساعت اُدھر سلطان جیلان  
 دئے کی خادموں کو بھیج ہم پر  
 کہ تم کو راہ میں ملتے ہیں دو چار  
 انھوں نے پاس جو ہیں عبد رحمان  
 یہ کہلائے ہیں تم کو نیک پیغام  
 کہ جو درکات میں اسکو نظر کیا  
 کہ میں آتا ہوں اور جاتا ہوں وہاں تو



بتا میں کون تیرے مرشد و پیر  
 کہ میں سب اولیاء کے شاہ ظاہر  
 زمین پر یہاں تو سنتا ہوں باکرام  
 کہ ہوں درکات میں قدرت کے کن  
 سو بعضے دوستوں نے یوں کہے ہیں  
 غیبات الخلق سے کہنا یہ گفتار  
 ہوئے ہیں محکوم چالیس برس  
 کبھو دیکھا نہیں وہاں تم کو ظاہر  
 یہ سب معلوم کر کر راز پنہان  
 انھوں کو اس طرح احوال کہہ کر  
 پھر اگر انکو لیجانا اُسی بار  
 کہ وہ انکو کہ حضرت شاہ جیلان  
 کہ تم درکات میں رہتے ہو وادام  
 کہ ہی خلوت میں کون اسکو خبر کیا  
 یہ سر پر سے نین جھکوعیان او

اگر چاہے نشانی مجھ کو اسپر  
میرے ہاتھوں سے مجھ کو ہی عنایت  
فلانی رات میرے ہاتھ سے خاص  
قوی اسپر نشانی ہی سیطور  
دئی ان سب کتبیں خلعت اُسی رات  
طرازِ سورت اخلاص تھا وہ  
چلے حضرت سے رخصت لیکے یاران  
تو انکو لیچلے وہاں سے پھر اگر  
کہا تپ شیخ نے سچ ہی مقرر  
ہیں سلطانِ زمانِ قطبِ دو عالم  
وہی صاحبِ تصرف ہینگے برحق  
لکھا یہ ہاشمی علوی نے مذکور  
کہ جس ساعت کسے دیوینِ ولایت  
تو اس دم حکم ہوتا ہی خدایے  
وہاں جاتے ہیں تو ہوتا ہی فرمان

تو یک خلعتِ فلانی شب مقرر  
بھی تشریف فتوحات و کرامت  
جنابِ حق سے پایا تو باخلاص  
کتھے وہاں بارہ ہزار ان لوہا اور  
وہاں پردہ ہر تھا ایک خوشدھات  
میرے ہاتھوں عیان تجھ کو ہوا وہ  
مے بن راہِ مین انکو وہ لوگان  
پیام انکو کہا شہ کا سر اسر  
یقین ہیں شاہِ جلیان کے سرور  
شہِ دین پیشواے جن و آدم  
سبھی کیا ظاہر و باطن میں مطلق  
ہی بیجا پوری انکی عرف مشہور  
ہی اسکا اس قدر حالِ بدایت  
لجاؤ اسکو بغیر کے آگے  
کہ تم اب لیچلو اس شخص کو وہاں



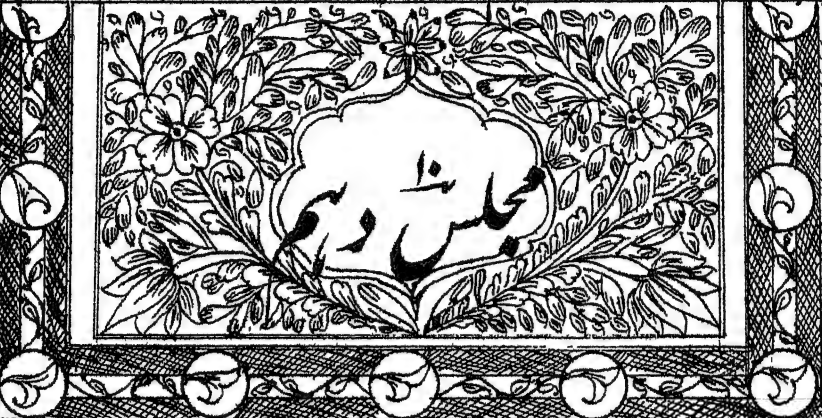
نظم

جو ہیں فرزند میر حق کے منظور  
وہ دیکھیں لائق و فائق جسے تو  
ولایت پر کریں اُسکو مقرر  
غیاث العالمین قطب خلائیق  
تو اپنی مہر اُس فرمان کے اوپر  
نئی کے و قمری میں نام اُس کا  
رسالے پر ہی غوث الخلق کے وہاں  
تو پھر خلعت ولایت کی اُسے تب  
مسلم بعد کرتے ہیں ولایت  
بھی یہ معبود و مہدی اُنھیں سے  
تصرف یہ یقین روزِ حشر تک  
کہ کوئی یک اولیا اب تک جہان میں  
نہ پہنچا اور نہ ہی کوئی انکے ہمسر  
کہ ہر یک عصر میں ہر اولیا کو  
وسیلہ ہی شہ عالم کا برحق



ہی سید عبقار نام مشہور  
اُسے جاہ ولایت دیوین خوش ہو  
کریں پھر تقضی التوفیق اُس پر  
جسے یوں دیکھتے ہیں ہی یہ لائق  
رغمِ ذکر کے دیتے ہیں مقرر  
لکھا جاتا ہی خوش انجام اُس کا  
پہمبر کا لکھا جاتا ہی فرمان  
عطا کرتے ہیں حضرت واصل رب  
اُسے در عالم غیب و شہادت  
غیاث الخلق قطب الواصلین سے  
انھیں کے ہاتھ میں ہی خاص بیگ  
یہہ جائے برتر و عالی مکان میں  
نہ اس رہتے کا کسکے سر پہ افسر  
بھی غوث و قطب کو اور اتقیا کو  
انھیں سے فائدہ پاتے ہیں مطلق

انھوں کا فیض ہی جاری سمجھو پیر	بنی آدم پہ اور بھی جٹیوں پر
کیا اس فیض پر مجلس کو آخر	پڑھوں صلوٰۃ پیغمبر پہ وافر
پڑھو صلوٰۃ یاران و مہم خوب	کہ محبوب خدا کے ہو گے محبوب



قلم کے سوز دل اور چشمِ غم سے	جو چمکایا ہی آنسو اس رقم نے
لڑی مین اس دہم مجلس کی وہ اب	گہر سے پڑھیا مین ہو بہو سب
لکھا جو غوث کی جلت کا مذکور	بسا در دو عالم سے ہو کے رنجور
کہ یعنی اس غم جانکاہ اندر	گرا آنسو تو ہی گوہر سے بہتر
یہ غم ہیگانہاں سخت و شوار	کہاں پار لکھے جو اس کی قرار
قلم لکھنے سے مکتوب اللسان ہے	بیا کرنے سے سرگردان زبان ہے
دریدہ ہی درونہ کا غزون کا	ہی برہم حال سارے عالموں کا

روایت



وفات قطب ربانی کا مذکور  
گھڑی بھی یک رہ جو سکا ہی ہوش  
کہ وار وحیہ اس غم کا عالم  
تو ایسا غم عظیم الشان جانکاہ  
ولے چاہے کہ تھوڑا لکھ سناؤں  
تو پہلے کچھ لکھوں انکا مراتب  
لکھے ہیں یک روایت یوں دل فروز  
مبارک روح اس محبوب کی جو  
جوانکی شکل سے حاضر ہوئی تو  
تو خواجہ نے شہ عالم سے یونکر  
بڑا رہتہ تھیں ہی فردیت میں  
مجھے بھی ہی بزرگی اس مکان میں  
کہ حضرت نے تم اور میں برابر  
چلو گھوڑوں کشتیں دونوں کداوین  
سو دونوں نے کدائے اپنے تازی

سنے باہوش سو سکا نہ مقدور  
کہ یکا آپ کی سُدھہ کو فراموش  
یقین اس پر نہیں جس سے کچھ کم  
کہاں طاقت لکھوں اللہ اللہ  
تامی حاضر مجلس رولاؤں  
بھی تیر بعد حلت کے مناقب  
کہ حضرت غوث کی مجلس میں کپروڑ  
کہ بسطامی ہیں خواجہ بانی پداو  
سو حضرت اٹھ دئے تعظیم خوش ہو  
کہ تم خاص ہو عالم کے سرور  
مکان وحدیت وحدانیت میں  
تمہارے جد کے عالی خاندان میں  
یہ فردیت کے میدان میں سراسر  
یہ فوقیت کسے ہی آزماوین  
کے میدان فردیت میں بازی



تو گھوڑا بادپا غوث الورا کا  
 پلک لگتے ہی ایسا جلد ہوتب  
 کئے آرام جا کر اس مکان میں  
 ولایت احمدیہ اُسکا ہی نام  
 بھی خواجہ بابر زیدانکے وہ تازی  
 کہ یک ہی فرویت کی منزلان سے  
 نہ آگے وہاں سے کچھ چلنے سکے ہیں  
 کہ ای غوث الورا عالم کے سالار  
 ہی صد چند آگے جلدی فرو نتر  
 کہے حضرت نے تین اسکے سبب ہیں  
 سب پہلا تو میں ہوں خاص سید  
 دویم ترتیب اور ترقیب کامل  
 میر جہ مصطفیٰ کی ہی روش پر  
 پہ سوم شرع کی ہوں پیروی پر  
 یہی تینوں سبب ہیں ہوں امجد

شہ دین پیشوائے اولیا کا  
 کیا طی جنگل فردانیت سب  
 نہ آوے کسے وہ وہم و گمان میں  
 وہاں ٹھہرے ہیں حضرت یکے آرام  
 ہے تھک سبکہ کر نیسے بازی  
 اشارہ ہی جو محبوبی مکان سے  
 تو وہاں نے عرض کر یوں کہے ہیں  
 میرا رہنا تو ہی سجا پہ لاچار  
 یہہ محبوبی مکان میں کس سبب کر  
 میر میں مرتبہ عالی جواب ہیں  
 رسول اللہ کے فرزند و بن امجد  
 دیگر احوال میرا اور رضا نکل  
 توسط سے اخونکے خاص یکسر  
 ہوں قائم حکم دین پر دل قوی کر  
 عتھیں تنہا تھے ان سبب حیرت و



لکھے ہیں یوں کہ یکن پر ارشاد  
 تھے فرزند ان کے سید عبد جبار  
 تو پہنچے گھر کے تئیں عالم کے سروار  
 تو مان سے گھر میں پوچھے جاوینے  
 کہ پیچھے تھا اٹھونکے میں تو ہمراہ  
 کہ پندرہ دن ہوئے پر آپ سالار  
 یہیں فرزند شہ کے عبد جبار  
 کہ وہاں حجر میں حضرت کے مقبول  
 سو دیکھے بند و حجریکا یونکر  
 کے معلوم ہیں حجر میں سرور  
 گئی ہی رات تو آدھی گزر جب  
 کہے دیکھے یہہ آنا میرے گھر میں  
 کہ میں جاتا ہوں تو گھر میں باطن  
 سبب اسات کے کرتا ہوں یونکر  
 نہ چھوڑیں گھر کو اپنے ہو حجرو



چلے اٹھ در سے اپنے ہوشاد  
 چلے ہیں انکی پی میں ہو کے رموار  
 نہ کیجئے انکے تئیں وہاں عبد جبار  
 کہ حضرت گھر میں آئے یا نہیں اب  
 کہے مانصاحب نے ہو تو آگاہ  
 ہنہیں تشریف لائے گھر میں مختار  
 گئے حجرے مبارک پاس لاچار  
 رہے شب کو عبادت ساتھ مشغول  
 کہ ہی زنجیر اندر سے مقرر  
 کھڑے رہے دست بستہ تہ تو دور پر  
 تو کھولے اپنے حجر کا در تہ  
 کہ ظاہر یوں ہی عالم کی نظیر  
 یہاں حجر میں آہوتا ہوں ساکن  
 کہ شہ راہ حق چلنے کے اوپر  
 تولد کا تو رستہ بند ہو تہ

یہ سکر خوش ہوئے ہیں عبد جبار  
تھیں جاتے ہو جب بیت الخلا میں  
زمین وہ سب خسف کرتی تھی یکبار  
پسینہ آپ کا بھی ہی مُعطر  
یہ ساری خصلتیں بامنزلیت ہیں  
کہے باللہ سیر کا یہ تن ہی  
تو پھر پوچھے اگر ایسا ہی یہ سب  
تو فوراً سے پڑیگا شک میں عالم  
مجھے مانے نبوت سے ادب کر  
لکھا نصیحت میں دیکھا ہوں یونکر  
چلے جاتے تھے شیخ حماد کے سات  
ہو اہی اتفاقاً پل سے جانا  
تھے حضرت غوث تو بازو فی الحال  
متحرظا ہر آنے کے ہیں  
چلے ہیں آپ آگے اس مکان سے

کے پھر عرض یوں عالم کے سردار  
تو پیشاب اور غایط اسبکا میں  
اشرا سکا نہ رہتا ذرہ مقدار  
کبھی کبھی نہیں بیٹھی ہی تن پر  
وجود احمدی کی خاصیت ہیں  
نہ کچھ یہ عبد قادر کا بدن ہی  
تو کیا ہوا برگر سایہ کرے اب  
پس یہ مجھ کو سمجھیں جن آدم  
تو یہ چھوڑا ہوں عدا اسبک  
کہ ایک دن غوث اعظم کے سرور  
جوان اسوقت تھے شاہ کرامات  
تو شیخ حماد نے کر کر بہانا  
گرائے دیکے دھکاپل تلے ڈال  
بھی قصد امتحان شاید رکھے ہیں  
گئے ہیں اور بھی لوگان وہاں سے

خلفائے نبیین  
کے اندر جس  
جاء



ہوئے ہیں فوت وہ جب شیخ حماد  
سوتب قطبِ دو عالم غوثِ اعظم  
نکل اُس پل سے حضرت غوثِ اعظم  
مُردانِ ساتھ بھی اور لوگ دیگر  
کھڑے ہو کر ہے دو پہر دن تک  
تَبَسُّم کر کے وہاں سے پھر چلے ہیں  
تو حضرت آپ یہاں دو پہر دن سب  
تو اسکا کیا سبب ہے کہنا  
کہ حضرت نے یہ مجھ کو نہ پوچھو  
کہ میں تم سے بولونگا سراسر  
کہ سب نے کہاں باور کرینگے  
کہ اُسے زیارت کو ہو دلشاد  
کہ انکی قبر ہی جو ن باغِ خوشتر  
مکمل ہی ز روزِ یور سے اندام  
تو پوچھا اُن سے کیوں باز وہی آلود



نکل نیا سے جنت میں رہے شاد  
گئے انکی زیارت کو اُسیدم  
گئے انکی زیارت ہو کے خرم  
سو حضرت فاتحہ پڑھہ اُسجگہ پر  
نہایت تالیش گرمی میں بیشک  
تو سب یاروں نے پوچھے یوں کہ ہیں  
کھڑے ہو اور تبسم کر چلے اب  
عجب ہکو لگا ہی چپ نہ رہنا  
بجد ہو پھر کہے سب نے کہ بولو  
وے بعضے نہیں کرنے کے باور  
تمھارے حکم پر گردن دھرنیگے  
تو دیکھا میں نے یوں کر شیخ حماد  
بھی امین تخت ہی بیٹھے ہیں اُسپر  
وے باز وہی اک آلود ناکام  
تو بولو مجھ کو یوں سالار مسعود

ہوا تھا جسے جو گستاخ پل پر  
 تو اس کا یہ نتیجہ دیکھتا ہوں  
 سو میں نے تب جہاں حق میں فی الحال  
 کہا حق نے اُسے یہ تونہ بخشوں  
 یہاں لگتا کہ روحان اولیا کی  
 ہوتی رو و بدل اتنے میں تاخیر  
 تو جب باز وہی مضمبوط پھرا  
 سنے لوگوں نے جب حضرت سے اسطور  
 کہے کیا بات یہ تم بولتے ہو  
 مچائی غل سہوں نے کر چکا را  
 مریدانکے وہاں تھے لوگ بسیار  
 کہے حضرت نے اب تم غل کرو مت  
 بہت یہاں اولیا ہیں اہل عرفان  
 کروا لئے مقرر کہ تم اب  
 کہے سب نے بھلا یہ بات ہی خوب

گرایا تھا جو دھکا اس سے دیکر  
 سزا تو اس قدر اب پار ڈا ہوں  
 لگا کر نے دغا ہو فارغ البال  
 کہ یک گستاخی اسکی عفو کروں  
 ہو میں شامل میر اس مدعا کی  
 کہاتب حق نے بخشا اسکی تقصیر  
 تبسم کر کے نکلا وہاں سے خوش ہو  
 تو بعضوں نے پھارے سر کو فی الفور  
 یہیں ہرگز نہیں کچھ مانتے ہو  
 نظرمین افترا ہی آ شکارا  
 کے غل اور مانے شہ کا گفتار  
 نہیں کچھ تم سے ہی مجھ کو خصومت  
 کہ ہی انکو عیان سب راز نہاں  
 وہ کہو نہ لگو یہ ہے حق تو سچ تب  
 براؤ پکا ہمارا اس سے مطلوب



نامی متفق ہو مشورت کر  
 سہروردی ہن یک اور دوسر تو  
 بلا کر انکو کہوینگے یہہ احوال  
 وہاں ٹھہر کے آئے مدرسے میں  
 تو ویسے ہی وہ دونوں شخص کامل  
 بہت گھبرا کے آئے مانپتے وہاں  
 کہ ہم تھے اپنے گھر میں کام سے سب  
 مقابل آہین بولی کہ اب تم  
 غیاث الخلق کی خدمت میں فی الحال  
 کہ جو میرے مریدان ہیں جس وہاں  
 کہ کہلائے ہیں تمکو شیخ حماد  
 یقین وہ ہی تھی حالت جھپیہ ہا  
 تو ہم جلدی نکل گھر سے ستانان  
 جو حضرت نے کہے سو وہ ہی برحق  
 یہہ سنتے ہی ہوا سب کو یقین تب



کے دو شخص کو تب تو مقرر  
 رہا نہ نام یا دانکا یہہ دونو  
 وہ کہوین سچ تو سچ مانگے یہہ قال  
 رہے تک بیٹھ کر اپنی جگہ میں  
 ستابی دوڑتے آئے مقابل  
 لگے کہنے کو لوگوں سے یہہ باتان  
 یکا یک روح شیخ حماد کی تب  
 بہت جلدی سے جانا بے تکلم  
 وہاں لوگوں سے کہنا تم یہہ اقوال  
 بجد ہوتے تین ان کی باتان  
 کہ کہنا انکا سچ ہی صدق مباد  
 سب انکے یہہ تخت محکم قادر  
 چلے آئے ہیں اب حضرت نے یہاں  
 سخن انکا تو ہی صدق و مصدق  
 کہ سچ بولے ہیں غوث العالمین اب



یقین بہ بات سچ ہی اور ثابت  
عقیل اہل عرفان شخص تھا ایک  
جوان انجمنی یک عبد قادر  
تو بولا اس سے حضرت کی شنا کر  
کہ شیخ ابو عمر مرزوق نے اور  
کہ حضرت قطب عالم غوث امجد  
کہ اب جو شخص اس راہِ خدا میں  
تو اسکے پیشوا میں غوث اعظم  
کیا ہی عہد حق نے اولیا سے  
رسول اللہ سے جو فیض و فتوحات  
سو دیا اس زمانہ میں قطب دین سے  
نامی اولیا کے مرتبے پر  
نہ ان کے مرتبے کا کوئی عارف  
وگر شیخ محلی نے کہے ہیں  
کیا خدمت میں غوث الخلق کی تب

ہوا خطرہ بھونکے دل کا صامت  
ہوا مذکور اسکے پاس یہ نیک  
ہوا بغداد میں مشہور ظاہر  
وہ میں مشہور تر بہان سے سما پر  
کہے ہیں دوستوں نے اپنے اسطور  
ہمارے پیشوا میں اور مرشد  
وہ پیچھے مرد ہو جائے علما میں  
امام الواصلین قطبِ کرم  
قبول انکو کرین صدق و صفا سے  
صحابان ان کے پاتے تھے عنایات  
ولی سب فیض پاتے تھے یقین سے  
خبر اہل خبر کو ہی مقرر  
خدا اور مصطفیٰ ابن کوئی نہ واقف  
کہ جب آیا ہوں اس بغداد میں  
رہادت ملک ان کے کنے جب

صاحبِ نسخہ

خاتونِ خواجہ

اور شاہ

۱۲



کیا ہوں قصداً نہ صر کاجب  
سو میر تئیں کہیں یہ یہ صیت  
رکھے انگشت میر منہ میں آخر  
تو ویسا ہی کیا میں نے خوشی ہو  
طعام اور آب کی حاجت پڑی میں  
لکھے میں یوں بزرگوں سے کسی نے  
محمد مصطفیٰؐ سے ہو کے سایل  
سو فرمائے محمد مصطفیٰؐ نے  
کسی یک کو تاملی اولیا میں  
مگر یہی ہے کہ اس سے جائے اعلا  
نہیں سکھو پلایا وصل کا جام  
پلایا غوث کو سارون سے بہتر  
کہے پھر یونکہ میں وہ فرو احباب  
سبھی اپنے زمان کے اولیا سے  
سنو پار و مراتب شاہ دین کا



تو رخصت منگ لیا ہو شاہ سے تب  
نہ مانگے کس سے کچھ شے اور حاجت  
کہے یہ چوس اور جاشا و خاطر  
کیا بخدا و میں سے مصر کو سو  
زیادہ سے تو قوت میرے تئیں  
بزرگ وقت تھا سوا میں نے  
یہہ پوچھا غوث اعظم کے فضائل  
کہ اس خلاق عالم کبریا نے  
نہ پہنچا یا مقام ار تضا میں  
دیا غوث الوراکو سے بالا  
مگر یہی ہے کہ اس سے جائے اکرام  
گوارا ترز شوق ذوق آور  
وہی میں غوث عالم قطب قطاب  
تاملی اتقیا اور از کیا سے  
شمال بولتا ہوں اب انھیں کا

مبارک انکافات مروسان تھا  
تھے لاغر تن عریض الصدر مرو  
تھے گندم فام ہمرنگ سمیپر  
بلند آواز تھا فتنے سے خوشتر  
کرین خوشتر لباس عالمانہ  
کبھو پوشاک یون کرتے تھے سالانہ  
بھی کہتے یہ بہن مین بہن اب  
نہ کھانا ہوں کہ ناحق نین کھلاتا  
کہ یعنی مجھ سے یہ افعال ظاہر  
اگر کوئی لاوے ہدیہ یا نذر تو  
کہ اس سے آپ بھی کرتے تناول  
مگر لیتے نہ تھے کچھ حاکمون سے  
نجاوین گھر کو اہل حشمتوں کے  
یہ جاہ و مرتبہ سے شیخ ارشاد  
تو مگر آوے یا سردار اقلیم

میانہ قد نہ کچھ خور و وکلان تھا  
کشادہ تھی جبین پیوستہ ابرو  
صلابت ناک چہرہ تھا منور  
سواری تو کرین خچر کے اوپر  
کبھو بہنیں لباس طیلسمانہ  
جو قیمت ایک گز کی ایک دینار  
کہ نامجھ کو پہنا تائیں میرا رب  
نہ مین پتیا ہوں ناحق نین پلاتا  
خدا کے حکم سے ہوتے ہیں صادر  
قبولین اور دیوین بانٹ کر و  
وہن باشان و شوکت با تجل  
سلاطین اور جابر عا ملون سے  
نہ بیٹھیں کچھ بچھونے پر اخونکے  
غریبوں سے تول ٹھہن ہو دلشاد  
نہ اٹھتے اسکو کچھ دیتے نہ تعظیم

تغیبات

تغیبات

تغیبات



کرین اکرام اپنے ہنشین کو  
لطایف اور ظرایف سے اُسے تب  
کہ خوش خلق و شرمین مہربان تر  
کہ ہر یک اپنے یار و ہم نشین سے  
نہ سارا کوئی مجھ سا اور دیگر  
کبھی سایل کشین تو رکے نین  
وہ بیمار ان تھکین جن سے طبعیان  
مبارک ہاتھ شہ اسپر پھرتے  
بزرگوں سے روایت ہیا نوار  
کبھی ہنشین لباس عالمانہ  
سواری تو کرین خچر کے اوپر  
اٹھائیں انکے چابک کو بزرگان  
چڑھیں منبر کے اوپر و غط خوشتر  
سُنئے تب گوش جان سے انکی باتان  
نظر کر انکو دیکھے سنگدل تو



اگر دیکھیں کہیں کس دلخیز کو  
کرین خوشدل کالین دل سے غم ب  
نہ تھا حضرت سریکا اور دیگر  
سمجھتے تھے ہی اپنے یقین سے  
عزیز دل ہوں میں انکا مقرر  
کسے تکلیف کچھ شئی کی دے نین  
کہ حضرت پاس لے آتے تھے لوگان  
اسیدم وہ تو صحت پاکے جاتے  
کہ حضرت غوث اعظم شیخ ابرار  
کبھی پوشاک کرتے طبلسانہ  
رہیں لوگان سواری ساتھ اکثر  
چلین آگے سبھو کے ہوشتابان  
سخن انکا تھا جلدی پر مقرر  
کہیں جب آپ تو چپ ہو کے لوگان  
رہے فی الحال ہو کر نرم دل او

تو اصرار تو لگے کرے کو ظاہر  
 جمعہ کے روز جب مسجد میں جاتے  
 وسیلہ شاہ کا لیکر کھڑے ہو  
 کہا عثمان حریفی نے تو اسطور  
 بھی شیخ قلیوی اور کی بزرگان  
 کہیں جا رہا وہ حضرت کے در پر  
 بھی اندر وہ کھڑے رہیں مودب  
 کہ بیٹھو تم تو کہوین گرامان ہو  
 تو سارے بیٹھتے تسلیم کر کر  
 سواری کی تو ساعت میں اگر وہاں  
 اٹھاوین غاشیہ کو پیش ہو کر  
 منع انکو کہیں تو پھر وہ بولیں  
 بہت دیکھا مشایخ اور بزرگان  
 کہ آوین مدرسے پر شہ کے وہ جب  
 جو تھے بغداد میں اعیان و ارکان

کہ سمجھیں لوگ انکو ہی یہ ظاہر  
 تو لوگان جا بجایا صبح آتے  
 جناب حق میں حاجت مانگتے ہو  
 کہ شیخ ہستی شیخ بقا اور  
 جو تھے بغداد میں سب اہل عرفان  
 بھی پانی لاکے چمڑکاوین مقرر  
 تو حضرت انکے یوں بولتے تب  
 کہیں حضرت امان ہوشادمان ہو  
 بہت آوایا سے تعظیم کر کر  
 رہے کوئی اُن سے حاضر تو اسی آن  
 چلین آگے تو حضرت غوث اکبر  
 کہ اس سے ہم مقرب حق کے ہووین  
 جو تھے ہم عصر انکے اہل عرفان  
 تو بوسہ دیوین اس مہیز پر سب  
 بنائے ہیں انھوں نے اُس پر بیتان



کہ بغدادی ہیں شیخ ابو الحسن ایک  
 کہ حضرت کی نہایت تھی صلاحیت  
 اگر حضرت کتبیں کوئی دیکھتا تھا  
 جہاں بیچیں شہرین فخر و دوران  
 انھوں نے شیر سے باصطلاح و فر  
 تھے انکے سب طبع و فرمانبردار  
 شریعت پر تھے قائم روز و شب او  
 کرین اسکی ولایت سلب فی الحال  
 اگر ان کو داب شریعت  
 جو کچھ کھاتے ہو اور پیئے ہو اسے  
 میرے آگے ہو تم شیشے کی مثال  
 جو کچھ ہے ظاہر و باطن تمھارا  
 کہ شیخ موصلی نے یوں کہا ہے  
 وہ کہتے تھے کہ میں تیرہ برس تک  
 نہیں دیکھا کبھی کبھی کو یونکر



انھوں نے نقل ہی تو اسوجہ نیک  
 تھا صولت ناک چہرہ بامہابت  
 تو سب سے انھوں کی دھو جتا تھا  
 تو بیچیں انکے گردا گرد لوگان  
 نظر آوین کہ ہیں عالم کے سرور  
 کہ تھے وہ جدید محبوب کرتار  
 خلاف شرع گرد بیچیں کسے تو  
 بھی فرماتے تھے یونکر خوشترین قال  
 نہوتی تو تمھیں کہتا حقیقت  
 جمع جو کر کے رکھتے ہو ہوس سے  
 سبھی کچھ دیکھتا ہوں میں تو احوال  
 عیان مجھ پر ہی سب اور آشکارا  
 کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے  
 کیا باتان شہ عالم سے بیشک  
 کہ بیچیں ہی مبارک شے تن پر



بکھوین نے نہنیں دیکھا ہوں یکبار  
 بزرگانِ زمان تو شاہ سے تب  
 غیباتِ الخلق نے بولے ہیں یونکر  
 رہوں صحرا میں تنہا روز و شب میں  
 رکھا مجھ پر مقرر کر کے برحق  
 کہ اب تک آدمی ایک لاکھ افراد  
 رکھے نیت و نیت اس شاہ دین سے  
 کہ میں خواجہ معین الدین سرور  
 امام یا فاضی بولے ہیں یونکر  
 غیباتِ الخلق سے اگر ملے ہیں  
 روایت اور تو لکھتے ہیں یونکر  
 نامی سی صد و پنجاہ کو جو  
 سبق دیتے تھے ہر وہ آپ ہو کر  
 تو لکھ دیتے تھے اپنے ہاتھ سے  
 مرید و مکو جو آتا تھا اُسے پھر

کہ غتو کے ہیں زمین پر آپ مختار  
 ارادت سے عقیدہ مند تھے سب  
 کہ میں نے یوں تو چاہا تھا مقرر  
 ولیکن حق نے نفعِ خلق کے تین  
 کہ مجھ سے فائدہ پاویں گے مطلق  
 کئے تو یہ میرا گے ہو خوشنود  
 شہ کوین قطب العالمین سے  
 شہاب الدین سہروردی تھے یونکر  
 بزرگان اور مشائخ نے تو اکثر  
 فیوضِ جمیعت حاصل کئے ہیں  
 کہ حضرت قطب عالم دین کے رہبر  
 تھے شاگردان و شاگرد خوشنود  
 اگر کو کتابانِ نین میسر  
 بلاناغہ پڑھاتے تھے سبق تب  
 دیوین شجرہ مبارک لکھنے ظاہر



کتاب

کہ جب وقتِ حدت آتا تھا تب تو  
وضو کرنے کو جاوین حوض اوپر  
کہ لکھتے ہیں کہ یکدن شاہِ دین کو  
ہوئے اسہال باون وقت لاپا  
کئے ہیں غسل باون مرتبے تب  
تو اپنے جدِ نبی کی پیروی پر  
جہان جاتے سفر میں شاہِ سمر  
پکا کر نان کرتے آپ تقسیم  
کئے تھے ترک حیواناتِ اغلب  
طعام بے نمک کھاتے تھے کئی روز  
کرامت اُنسے کئی سو ہو و ہرون  
شہِ دین بلکہ فرماتے تھے اکثر  
کرے ظاہر تو وہ درویشِ خالص  
کہے ہیں پھر کے یون میرا مرید او  
کہ ہیں فرزندِ میرے یا مردِ یان



وضو کی جائے کرتے غسل خوش ہو  
و پابندی کنارسے آپ ہو کر  
غیاث الخلق قطب العارفین کو  
تو اگر کیا بچائے پیچ ہر بار  
کنیزان اور غلامان تھک رہے جب  
کرین بازار سے سو و امقرر  
تو پیسین اپنے ہاتھوں ہاتھ آرد  
جو ملنے آوین دیوین انکو تعظیم  
نہ کھاتے روغن و دود و دہی تب  
ریاضت سے رہن سلطان فیروز  
نہ کچھ ظاہر کرین رکھتے تھے باطن  
کہ جو اپنی کرامت آپ ہو کر  
ہی باز گیر حق سے اسکو اخلاص  
لئی ہوگی خلافت اُن سنی تو  
کرامت کی جگہ پہنچے ہو ویشان

وہ مقصد اور ارادہ اپنا ظاہر  
 ہووین جب زوجہ معصوم بیمار  
 کہ اپنے ہاتھ سے پین وہ آرد  
 پکاوین نان اپنے ہاتھ سے سب  
 بھی اپنے اہل خانہ کو تو سرور  
 کرین تا چار برسان ایک خلوت  
 کہ صائم سات دن تک ہووین کن  
 تھی عادت شاہ کی اسطورہ دام  
 جمعہ کو اور دو شنبے کو بالکل  
 کہے ایک روزہ یونکر واصل رب  
 مجھے تسلیم ان سب نے کئے ہین  
 وہ انہن کوئی ولی اسوقت میں تو  
 سنو یہ مرتبہ العزیز اللہ  
 کہوں اب کر حلت شاہ وین کا  
 لکھے ہین یہ ہرگز گون نے حکایت

کرے تو دو جہان میں ہو کو خاتم  
 تو کرے کام گھر کا آپ سالار  
 بھی پانی آپ لاوین شاہ سرمد  
 یہ سارا کام کرتے واصل رب  
 پکارین ام یحییٰ نام لیکر  
 کرین ذکر خدا مردم بفرحت  
 کہ ہفتے بعد کھاوین شاہ مؤمن  
 کہ کھاتے چار دن کے بعد اطعام  
 کرین افطار روزہ کرتناول  
 کہ شرق و غرب و کوہ و بحر و سب  
 بہت تعظیم میرتین دئے ہین  
 مگر اسے کیا تسلیم خوش ہو  
 کہاں بکسو ہوا یہ عزت و جاہ  
 امام الواصلین و العارفین کا  
 ابوالمعوی سے کرے روایت

خاتم

انباضض

کرنیوالا



ذکر

بیت و خاتم

کہ فرماتے ہیں یونکر واصل رہ  
 نہوتے وہاں تک تابان و حیران  
 بھی ماہ و ہفتہ دن جورات بار  
 خبر اسکی مجھے دیتے تھے یکسر  
 کہے ہیں یون کہ سید عبد وہاب  
 کہ کوئی مہینا نہوتا تھا مگر او  
 میرے والد شہ دین پاس آتا  
 کہ اس مہینے میں جیسا ہو مقدر  
 تو ویسی اپنی صورت بد بناتا  
 جمادی الاخری سے سلخ کو جب  
 بزرگان شہ کئے بیٹھے تھے اسدن  
 سلام اگر کیا غوث الورا کو  
 کہ مین ماہ رجب آیا ہوں ایشاہ  
 کہ مجھ میں کچھ نہیں سختی مقدر  
 تو اس میں کچھ نہ کچھا سختی و بد



مؤید الدین  
 مدنی ہوا  
 ۱۲

یقین سمجھو کہ خورشید و قمر اب  
 کہ آجھ کو نہ کرتے وہ سلامان  
 سلام اگر مجھے کرتے تھے سا  
 جو نیک و بد کا انہیں ہی مقدر  
 پسرین غوث کے وہ فرد احباب  
 کہ اس آگے ہال نو بنے سو  
 سبھی احوال اپنا کہہ سُناتا  
 بدی اور سختی اور شدت سے اور شر  
 اگر ہو خیر خوبی تو خوش آتا  
 ۵۶۰ شہ تھی پانسواور ساٹھ وہ ب  
 جوان یک خبر و اور پاک باطن  
 پکارا اُس نے پھر کہ اس ندا کو  
 نوید پر طرب لایا ہوں ایشاہ  
 سبھی ہی خیر خوبی عالمون پر  
 رہا عالم تو نیکی سے مؤید

رہا

رجب کا سلخ یکشنبہ تھا سو تب  
 کہا ہی السلام ایشاہ جیدان  
 تھیں کہنے کتین اپنا مقدر  
 گرائی ہووے گی نخلدین اب  
 ہوا شعبان میں واقع اسی طور  
 شہدین قطب عالم شیخ ابرار  
 تو دو شنبہ کو تھا ایسوان دن  
 کہ شیخ ہستی تھے الین جو نکر  
 سوانے دگر تھے وہاں بزرگان  
 کہا یون السلام ای واصل رب  
 کروں کچھ عذر تم سے اس تی سو  
 کروں پھر میں تمہارے تین دواع اب  
 نہو اب مجھ سے پھر ملنا تمہارا  
 تو حضرت نے ریح الاخرین میں  
 کہے ہیں نخل دنیا سے مقدر

تو آیا شخص یک بد شکل ہونے  
 کہ میں شعبان تو آیا ہوں ایہاں  
 کہ مجھ میں ہی فائے خلق اکثر  
 خراسان میں تو اچھے قتل ہی سب  
 کہا تھا ج طرح اسے کچھ اور  
 ہوئے رمضان میں کی روز بیمار  
 مشایخ شہ کئے تھے پاک باطن  
 نجیب الدین سہروردی تھے یونکر  
 تو آیا شخص یک باعزت و شان  
 کہ میں رمضان ہوں آیا تو ہوں اب  
 مقدر مجھ میں جو تھا آپ پر سو  
 میرا ہی تھے آخر اجتماع اب  
 سخن اتنا ہی کہہ کر وہ سدھارا  
 نخل بیانے رہے خلد برین میں  
 نہیں رمضان پائے بار دیگر



یقین یہ بات سچ ہی صدقِ اُمود  
کہ یہ تو بات ثابت اور قویٰ ہی  
کہے ہیں دو بزرگوں نے تو ہدایت  
کہے ہیں بارِ اُمید کے اوپر  
کہ رمضان آیا ہی تو برحق  
کہ اُنہیں کچھ پہنچی ہی شدت  
وگر بھی یک روایت ہی انھیں سے  
کہا اب مجھ کو کچھ کرنا وصیت  
کہ تو لازم پکڑ پر ہنر گاری  
عبادت کر خدا کی بے ریا ہو  
نہ کس سے خوف اور امید رکھ تو  
خدا پر سونپے تو اپنی حاجات  
مقاصد سونپ حق جل و علی پر  
تو لازم خود پہ لے توحید بالحق  
کہے اس بعد فرزند فکوا نے



کرے انکار اس سو ہی مردود  
اسی پر سبھو کی پیروی ہی  
کہ حضرت قطب باقی نے یہ بات  
کہ یہ ہندے خدا کے ہیں مقرر  
وہ اُن سے عذر کرتا ہی تو مطلق  
جو وقتِ مرض میں دیکھا صعوبت  
کہ وقتِ مرض میں سلطان دین سے  
کہے ہیں تب تو مجھ کو یہ نصیحت  
خدا سے ڈر کہ پاوے نامداری  
خلوص دل سے مقبول خدا ہو  
تو کل حق پہ تو جاوید رکھ تو  
مرد و منگ اس سے درجہ مہمات  
نہ نگیہ کس پر رکھ لیکن خدا پر  
کہ ہی توحید پر اجماع مطلق  
جگر پیوند لب بند و نکوا نے



کہ سب بیٹھے تھے کرواگر دشتہ پاس  
 یہے نزدیک آئے تم سوا اور  
 بجالانا تھیں انکے ادب سب  
 مکان انپر نکرنا تنگ ہر چند  
 غیاث الخلق نے در وقت سگرات  
 کہ تاجان قید تن سے مثل شہباز  
 لکھا ہی غوث نے یکران یکروز  
 کہ میں سب چیز سے بیباک ہوں اب  
 ملک الموت کی کچھ محکوم دہشت  
 کتابوں میں لکھے ہیں یہ روایت  
 عرب کی شکل سی صورت بنانیک  
 جناب بر پاک رب العالمین سے  
 دیا ہی ہاتھ میں انکے ہو بیتاب  
 لفافے پر تو تھا مرقوم یوں خوب  
 وہ پڑھتے تھے بہت زاری

غیاث الخلق ہیں وہ فضل الناس  
 اٹھو تم اور جگہ دو انکو فی الفور  
 کہ ہوتی ہی شراب رحمت رب  
 دئے رو سلام انکو ہوں خرسند  
 پڑھے ہیں استغثت خوشدلی سات  
 کرے صحرائے حبت سمت پرواز  
 کہے ہیں یہ سخن شمع دل افروز  
 نہ دہشت کسی تو میں پاک ہوں اب  
 کہے ہیں اس مجہ در روز رحلت  
 کہ روز نقل میں مغرب کی ساعت  
 لے آیا نامہ عزرائیل نے ایک  
 کہ تھا ملفوف وہ نامہ یقین سے  
 جو میں فرزند تھے کے عبد وہاب  
 یہہ پہنچے خط محبت سے سوئے محبوب  
 نہٹ ہو غمزدہ کہ شکباری

بہارِ شریعت و احکام



وہ دونوں متفق ہو صاحب جاہ  
 گئے نزویک غوث العالمین کے  
 بھی آگے سات دن سے تھا یہ معلوم  
 خرا مان عالم بالامین اب تم  
 کہ ہو محبوب اپنے ہم آغوش  
 سونے حضرت ہو ستادان و خندان  
 بھی بخشش کے سبب مومنان کی  
 دعا حق سے کئے ہیں اور مناجات  
 کہ ان سب کو کرو گامین شفاعت  
 ہوئے جب آئے فارغ حق کے ہمارے  
 سورج پر فوج غوث اعظم  
 نکل ابر بنے مثل خورشید  
 یہ دنیا سے ہے روپوش ہو کر  
 ہوا وہاں عالم بالانور خوشحال  
 چراغ خانہ عرفان ہوا گل



لئے مکتوب سجائی کو ہمراہ  
 امام دین سراج العارفین کے  
 ہوا تھا حق سے یہ آواز مفہوم  
 چلوا ی غوث اعظم فخر انجم  
 ملو مجھ سے یہ دنیا سے روپوش  
 کئے ہیں شادمانی لاکھ چند ان  
 مریدان طالبانِ دوستان کی  
 کئے ہیں تاقیامت عہد اُسدھات  
 رکھے سجدین سر با ذکر طاعت  
 سو آیا از حق کا حق سے آواز  
 اُسی آواز کے پی میں اسید م  
 کئی پر تو سے روشن ملک جاوید  
 رہے دلبر سے ہم آغوش ہو کر  
 پڑا یہاں خلقت دنیا پہ جنجال  
 پڑی چو طرف تاریکی تو بالکل

لگے کر نیکو سارے نالہ و آہ  
 لگے رو نیکو فرزند ان تو سارے  
 مجہاں و مردیان خادمان سب  
 ہوا کیا برس غوغائے عالم  
 ہوا تب ڈول ہستی کا و گر طور  
 صبح نے اپنے دامن کو کیا چاک  
 ہوا دو تافلک کرشت خم تب  
 ہوا خورشید تو روز و مضطر  
 پون سر پر اڑانے کو لگی خاک  
 پرند و نکو تو صحرا جون نفس تھا  
 سبھو کو زندگی کا ذائقہ تب  
 غرض جن و پری سارے تھے پر غم  
 کہاں لگاں بیان کو میں لکھو اب  
 شبِ شبنہ بیچِ آخرین کی  
 تھے چری پانسیک سبھ برس سب

ہو بیتاب طاقت کر کے ڈواہ  
 شکیب و صبر کے دامن کو پھاڑے  
 کئے رور و بہت شور و فغان تب  
 گویا شور قیامت تھا وہ ماتم  
 نظر آئے لگا کچھ اور کا اور  
 رین نے تو سیہ پہا پی پوشاک  
 زمین جون تختہ ماتم بنی سب  
 قمر آئے میں بٹھیا سوگ لیکر  
 ہوا یہ حال دیکھے خلق غمناک  
 نہ انکو چین غم سے یک نفس تھا  
 ہوا تھا تلخ آئے تھے تنگ سب  
 کئے اپنی جگہ پر شور و ماتم  
 پڑھوں انا الیہ راجعون اب  
 عشا کے بعد شب تھی گیارہویں کی  
 کئے مین نوش جام وصل کو تب

بہارِ شاد و دلین  
 بہارِ شاد و دلین



مزار پاک ہی وہاں ابجگہ میں  
 یکا نو سال حضرت کی عمر تھی  
 برس انیس میں گیلان شہر سے  
 اٹھا رسال کے بعضے میں قایل  
 کئے پچیس برسان تک ریاضت  
 وگر چالیس برسان آپ ہو کر  
 کئے سب خلق کو وعظ و نصیحت  
 کہ اس حلت کی تاریخوں میں اکثر  
 لکھا یوں بھیۃ الاسرار میں سب  
 لکھا معمول شاہی میں ہی یہ بات  
 یہی شب میر لاہوری نے بولے  
 بھی نور احمدی میں ارتضاعی  
 شب شنبہ دہم از ماہ مذکور  
 لکھا ہی قادری اور امین تو  
 ویا شنبہ کا دن تھا یا جمعہ روز



وہی باب لازخ کے مدرسہ میں  
 کراماتوں سے ساری شہر تھی  
 گئے بعد اومین عز و قدر سے  
 کئے ساتوں برس میں علم حاصل  
 کہ تھے تجرید سلطان کرامت  
 کئے دعوت خدا کی راہ اوپر  
 دکھائے راہ حق عالی طریقت  
 لکھے ہیں اختلاف ایسا مقرر  
 رنج الاخری کی تھی نہم شب  
 رنج الاخری کی تھی نہم رات  
 وگر دار شکوہ نے تو قبولے  
 لکھے ہیں سید احمد رفاعی  
 روایت اور تو نہم ہی مسطور  
 تھا شنبہ صفر سے ہند ہم او  
 یہہ تینوں دنسے تھا یکدن تو دسوز

سینے میں لکھا ہی اختلاف اور  
شب شبہ رنج الاخرین میں  
تھی ہجری پانسویک طہ سنہ تب  
کہ وہ باہند ہم شب تھی کہ اس شب  
ولیکن قول ان سے قوی تر  
عمر میں شہ کی ہنگا اختلاف اور  
۹۰ ستائس سال پر نوروز دیگر  
وگرہی قول میں ہشتاد و نہ سال  
قوی تو قول اول ہی مقرر  
انھوں کا عرس ہندوستانی خاص  
بھی بعض ہند ہم شب کو تو لاشک  
ولے بغداد میں عرس گرامی  
لکھا دارا شکوہ نے خاص یونکر  
یہہ ایسا اختلاف آیا ہی باہم  
مبارک قبر شہ کی ابجگہ ہی

کے دنیا سے حلت شاہ نے تو  
عشا سچے نہم یا اٹھوین میں  
تھی بعضی گیارہوین یا تیرھوین شب  
یہہ چھوڑا آپے وار المعن تب  
نہم شب ہی اسی مہینے کی اظہر  
لکھا ہی قول میں دیکھا ہوں سطور  
عمر غوث الورا کی تھی مقرر  
تھے مہینے سات نو و نیک اعمال  
ثبوتی کو وہ پنچا ہی تو اکثر  
کرین میں گیارہوین شب میں باخلاص  
یہاں کرتے ہیں سب عرس مبارک  
کرین میں ہند ہم شب میں تامی  
نہم شب عرس کرتا ہوں مقرر  
لکھا سب میں نے پھر واللہ اعلم  
کہ جو باب الازخ کر مدرسہ ہی



کہ حضرت محمدؐ می نے اس مکان کو  
دئے اپنی حیاتی میں مقرر  
حیاتی میں خدا نے انکو جو نکر  
تو ویسا ہی تصرف ہی قبر میں  
امام یافعی نے جو لکھے ہیں  
شہر بغداد میں جاوین اگر او  
ولایت سلب انکی ہو ویگی تب  
سنو حضرت کے فرزند و نکاح مذکور  
کہ پہلے قطب عالم شمس عشاق  
دوم ہیں شیخ عالم فرد احباب  
سوم عالمی قدر ہیں باتمیز او  
چہارم شیخ دین و شیخ ابرار  
پنجم شیخ عبداللہ نامی  
بھی حضرت کچھ ای انہیں پیگئے ہنتم  
کہ موسیٰ بن نصر ہیں اہل اکرام



غیاث المخلوق قطب و جہان کو  
کئے انکے حوالے آپ ہو کر  
ویا تھا جو تصرف عالموں پر  
مزار شاہ دین والا قدر میں  
کہ جو صاحب ولایت ہو رہے ہیں  
زیارت کو نجاوین شاہ کی تو  
وہ ہو جاوینگے بلکہ مجرم رب  
کہ دس فرزند تھے سب حق منظور  
ہیں تاج الدین سید عبدالرزاق  
وہ سیف الدین سید عبدالوہاب  
شہ ملک عطا عبدالغنی او  
ہی انکا نام سید عبدالجبار  
بھی شرف الدین علی بن علی کے حامی  
ابو اسحاق ابراہیم ہشتم  
دہم فرزند کا حضرت کے وہ نام



سبھی تھے اولیاء قطب کامل  
 کہ ہر ایک قطب تھے اپنے زمانے  
 اسی موجب تھے فرزدان اخونکے  
 ہوئے صاحب کمال اور اہل عرفان  
 کہ تھے قطب نام عالی مناصب  
 لکھانین میں نے انکے یہاں فضائل  
 مرید و یمن بھی انکے صاحب شان  
 عجب صاحب ولایت اور کرامت  
 بیان انکا لکھوں شہمہ اگر تو  
 خصوصاً انہیں میر پیر کے پیر  
 ولی حق کے مقرب اہل اکرام  
 بہت ظاہر ہوئے لئے کرامات  
 سنا ہوں حضرت اساذ سے جو  
 کہ ہیں ناویرین مشہور معلوم  
 و گرہن قطب عالم صاحب جاہ

خدا کے دوست اور شیخ افاضل  
 سبھی مقبول رب المستعان کے  
 سراج دین ہادی عالمون کے  
 عیان تھا انہیں سب اسرار پنهان  
 بیان کوئی کیا کرے انکے مناقب  
 کہ لوگان ناہو وین سنے سے کامل  
 ہوئے ہیں بہت خلفاء اہل عرفان  
 ہوئے جاتے ہیں تاروز قیامت  
 ہووے گا ایک دفتر معتبر او  
 کہ تھے قطب نام سلطان گنہگار  
 حسین شہ لکری نام فرجام  
 تھے شیخ ذوالکرم مرفوع درجات  
 لکھانین بھان دراز یکے سبب او  
 بھی اسکے جانب و اطراف مفہوم  
 ولی اللہ موزحق سے آگاہ



کہ ہیں سید کریم الوصف موصوف  
کہ ہیں شیخ الشیوخ و شاہ سرمد  
کہ ہیں وہ چنانکے سب لوگوں پر ظاہر  
لکھا ہوں گیارہویں مجلس میں کبیر  
پڑھو صلوات بار و خاص اور عام

حبیب خاص مقدی عرف محروف  
ہی عبد اللہ انکا نام امجد  
کراماتان تو انکے پیگئے وافر  
مریدوں کی فضیلت تو مقرر  
فضیلت پر کیا مجلس کو اتمام

## مجلس یازدہم

لکھا نامہ حیات اور وفا کا  
پڑھوں سارے مرید و کوسنا کر  
امام الواصلین شاہ فریقین  
شفیع عاصیان و شیخ اُمت  
یقین محشر میں بخشے جاوین کیا رہ

قلم نشی ہو شاہ اولیا کا  
اسی اب گیارہویں مجلس میں لاکر  
کہ حضرت غوث اعظم قطب کونین  
بلند بہت وہ ہیں حامی ملت  
گنہگار ان اُمت اُنسے بسیار

خصوصاً جو مریدان شاہ کے ہیں  
 سو بشتا حق نے اول انکو برحق  
 نجات دو جہان پاوینگے یہ سب  
 یہ ہم ہیں دریاے رحمت میں بھی غرق  
 قدم انکا نہیں دوزخ کے پل پر  
 انھو کو کچھ نہیں کس بات کا غم  
 جو انکے ہی مریدوں کی فضیلت  
 کہ یہ ہم ہیں شاہ دیگر میں سو مزار  
 مرید و پیرو جو ہی انکی حمایت  
 امام الاولیا قطب جہان ہیں  
 مریدوں کے تو ہیں ہر آن حامی  
 سوائے انکی حمایت کا بیان اب  
 علی الفرسنی کامل ولی نے  
 میرا دست حمایت اب مقرر  
 زمین کے سر پہ چون یہ زمان ہے

ثواب شیخ عالی جاہ کے ہیں  
 خلاصی انکو دوزخ سے ہی مطلق  
 صفات صوفیان پاوینگے یہ سب  
 سخن یہ سچ ہی کچھ سخن نہیں فوق  
 مکان سب کا ہی جنت کا خوشتر  
 مددگار انکے ہیں خود غوث اعظم  
 نہیں اور وہی ویسی فی الحقیقت  
 یہ ہم اتنا فرق انہیں ہی نمودار  
 نہ ویسی کوئی بزرگوں کی عنایت  
 مریدوں کے نہایت پستیان ہیں  
 کہ سب پاتے ہیں اُسے اترطامی  
 مریدوں کی فضیلت کا نشان اب  
 کہا بولے ہیں یوں قطب الجلی نے  
 مریدوں کے تو ہو گیا سر پہ یونگر  
 کہ اس سے ایک تین اسرار امان ہے



مریدان گمراہ بنیں ہوونیکے خوب  
 بزرگی کا خدا کے مجھ کو سو گند  
 میرے ہمراہ تا دارالامان کو  
 بزرگان اس روایت کے ہیں قلیل  
 کہ حضرت غوث اعظم شاہ موقن  
 قیامت تک نہ دلت میں پڑیں او  
 خداے جل و شان نے اسے مطلق  
 کہ جو کوئی انکا خادم یا مرید ہو  
 ہووین سب جنت الماویٰ میں اخل  
 انھیں راوی سے یہی نقل خوشتر  
 جو کہلاوے تمھارے خادمونین  
 ولکین انے بیعت نین کیا ہو  
 نہ پہنا ہو و نہ تھے کو تمھارے  
 کہے نیت مریدی کی کرے جو  
 قبول اسکو کریگا حق تعالیٰ



توین ہوں خوب انکو حق کا محبوب  
 نہ حق کے پاس اٹھنے کا ہر چند  
 نہ بھیجے میرے یار و خادمان کو  
 خصوصاً میں عمر بنزاز ناقل  
 ہوئے اپنے مریدوں کے تواضع من  
 سبھی ایمان و توبہ سے مرین او  
 کیا ہی عہد و پیمان یوں کہ برحق  
 و یا انکے مریدوں کا مرید ہوئے  
 گناہ انکے نہ رہو سر پہ یک تل  
 کہ پوچھے قطب ربانی سے یوں کر  
 کرے منسوب خود کو طالبون میں  
 تمھارے ہاتھ پر تو اسکو کیا ہو  
 تو کیا ہی حکم اسکے حق میں بار  
 مریدونین کے خود کو دھر او  
 مراتب اسکو دیوے سب میں بالا

گناہان اسکے بخشیکا بہ یکبار  
 اگرچہ وہ رہ کر وہ پر ہی  
 کیا ہی حق نے مجھ سے عہد و پیمان  
 طریقے کا میرے تابع ہو کر جو  
 انھیں سب کو کہ جنت میں داخل  
 قلائد کے مصنف نے کہا ہی  
 کہ حضرت غوث نے یوں کر کہے ہیں  
 کہ اے محبوب سید عبد قادر  
 تو آیا اور دیکھا میں نے لوگان  
 پھر ایسا گیا ہوں اُسے باہر  
 کہ اے محبوب اب بغداد میں جا  
 ہی انکو تم سے برحق منفعت عام  
 میں اپنا دین چٹا ہوں سلامت  
 سلامت تمکو سہیگا دین تمھارا  
 کیا حق جل و شان سے عہد و پیمان

وہ میرے دو تنو میں ہی نکو کار  
 خدا اسکو بھی بخشے یہہ نظر ہی  
 کہ میرے جو ہیں یاران اور مددین  
 محبت میری جس دلمیں قوی ہو  
 سبھی جاوینگے جنت میں ہو خوشدل  
 کہ یوں بعضے بزرگوں نے لکھا ہی  
 ہوا آواز اک باطن میرے تئیں  
 کہو بغداد میں جا و عظم ظاہر  
 مجھے حال انکا آیا ناپسند و مان  
 دوبارہ پھر ہوا آواز ظاہر  
 کرو تم و عظم عالم پر ہویدا  
 کہا میں نے مجھے لوگوں سے کیا کام  
 سنا پھر میں یہہ آواز کرامت  
 تو ستر بار میں نے آشکارا  
 ہو کر فکر مجھ پر یک ذرہ پیمان



نذیکھے فکر بھی میرے مریدان  
 مریدوں سے میرے پاؤں کوئی موت  
 کیا جب حق سے اتنا عہد و پیمان  
 لگاتے وعظا کہنے خلق اوپر  
 کہ آتا ہی میری جانب گذر کر  
 جو یہ کیا ہو سو آیا مذا تب  
 مبارک باد دینے کو تمہارے  
 لگا وہ نور ہونے کو فرو نتر  
 تو دیکھا چہرہ شمس الہدیٰ کو  
 کہ منبر کے برابر بن ہوا پر  
 ہوا پر تب قدم میں نے رکھا ہوں  
 گیا ہوں پاس بغیر کے میں تب  
 رکھے میں منہ میں میرے سات نوبت  
 علی مشکک شائے دل دل اسوار  
 کہا اُن سے کہ تم اتنا کئے نین



نہو و آخرت کا انکو نقصان  
 لگا یا ان تو بہ سے ہو میں فوت  
 نہایت خوش ہوا میل دل و جان  
 تو دیکھا نورناورین نے یونکر  
 سو یوں دل میں کیا میں نے مقرر  
 کہ آتے ہیں محمد مصطفیٰ اب  
 کیا جو حق نے تم پر فتح بارے  
 ہوا یک وجہ تب اس شوق اندر  
 جہان آرا جمال مصطفیٰ کو  
 بلائے آپ نے مجھ کو ندا کر  
 قدم وہ ساتھ تھے سبے چلا ہوں  
 سو حضرت نے مبارک آپ کے لب  
 بھیجے شیر حق شاہ فوت  
 رکھے لب اپنے میر منہ میں سہ بار  
 کہ جتنا ختم مرسل نے دئے ہیں



کہے مین نے کیا انکا اوباب  
 پہنھائے ایک خلعت فاخرانہ  
 کہے خلعت ولایت کی یہی خاص  
 کشو و اسیر ہوا مجھ کو اسیدم  
 کہے مین نقل سید عبدالرزاق  
 کہ فرمائے مین یون عوث الورانے  
 و رازی اسکی دیکھو اسقدر ہی  
 تو دیکھا اس نے بھی سہگا ارقام  
 کہ جو مین اور ہو مین تا قیامت  
 مرید اپنے کو جو میر کہلاوین  
 انھیں سب کے مین آہین نام مرقوم  
 یہ سارے ملک و خشتا خاص اور عام  
 قیامت مین یہ آہین ہو کے معصوم  
 لکھے مین اس سخن کو پاکبازان  
 قسم ہی مجھ کو عزت کی خدا کے

پھر آچھے پیر نے مجھے تب  
 تو پوچھا اوسے کیا شئی ہی بتانا  
 و لیون کے ہی قطب سے اخصاص  
 کہا ہون وعظا عالم پر ہو خرم  
 جو مین فرزند شے شمس عشاق  
 دیا ہی مجھ کو یک کا غلذہ خدا نے  
 جہا تک آنکھ لٹنی کی نظر ہی  
 میر یار و مریدون کے سبھی نام  
 جو مجھے صاف رکھتے مین ارواوت  
 میر پر اعتقاد اور صدق لاوین  
 ہوا آواز یون ای شیخ معصوم  
 یہ انکو صد مہ روزخ سے کچھ کام  
 گناہان انکے بخشے کر کے معدوم  
 کہ فرماتے تھے اکثر شاہ جیلان  
 نہ رکھتے کا قدم باہر اٹھا کے



خدا کے پاس سے در روز محشر  
 بھیجے ساتھ میرے اس چمن میں  
 کہ یعنی میں خدا کے پاس سے تو  
 مگر جاؤنگا اپنے لے مریدان  
 بھی بعضوں نے تو پوچھے شاہ دین سات  
 کہ اچھڑت مرید و نین تمھارے  
 تو انکا کیا مراتب انکا کیا حال  
 کہ جو صالح ہے سو میرا ہی برحق  
 بحمد اللہ عجب ہی یہہ حمایت  
 مرید و نین کیا غوث الورا کے  
 نصیب تھا ہمارا خیر و بہتر  
 کشش تھی اُسہ شاہ اولیا کی  
 کہ ہم بندے کینے پر خطا کو  
 ہمیں اظہر حایت میں مقرر  
 کہ غوث الورا نے یہہ سخن نیک

کہ تا میرے مرید و نیکو تو کیسر  
 وہ باغِ خلد جاتُ العَدْنِ میں  
 نہ جانیکا کہ جو جنت میں خوش ہو  
 جو میں اور ہو میں محشر تک بھی مان  
 مرید و نیک حقیقت کی یہی بات  
 کہ کوئی صالح ہے کوئی عاصی ہی بار  
 شہ عالم نے تب فرمائی یہہ قال  
 جو ہی عاصی تو اسکا میں ہوں مطلق  
 کیا جو اُس نے ہم پر یہہ عنایت  
 تو ابج میں امام الاصفیا کے  
 کہ ایسے پر پائے ہم نے رہبر  
 رضا مندی تھی قطبُ الازکیا کی  
 قبولے ہم پر کہ لطف و عطا کو  
 مکان دیکر کے ممتاز سرور  
 اگر میرے مرید و نیک تو کوئی ایک



ہو و مشرق میں اور مغرب میں میں  
 کھلے کچھ ستر اسکا تو مقرر  
 وہاں مشرق کو یہاں سے آپ جا کر  
 عمر مبارک سے ہی نقل دیگر  
 حسن منصور بن علاج کا جب  
 کرے کوئی دشگیری اسکو اگر  
 پکڑ کر دھتھہ اسکا میں اٹھاتا  
 مریدوں سے میرے کس کا قدم جو  
 جوہن اور ہوین جو روز حشر میں  
 بشارت ہی انھیں لوگوں کو ہندم  
 امام شافعی یا ابو حنیفہ  
 پیبر اسکے ہیں سلطانِ مرسل  
 وہ ہیکانیک بخت و مرد خوشخو  
 ارادے سے ہو و جو حق کے ممتاز  
 ابوالقاسم عمر نے تو کہا یوں

عیان اسکا سب احوال دیکھوں  
 وہ پوشیدہ کرونگا آپ ہو کر  
 اسیدم تڑوٹھا نکونگا سراسر  
 کہ حضرت غوث نے بولے ہیں یونکر  
 قدم پھسلتا تو کوئی ایسا نہ تھا تب  
 اگر اسوقت میں ہوتا تو جا کر  
 اُسے سولی کے دینے سے بچاتا  
 پھسل لغزش کو پاو کوئی دم تو  
 کرونگا دشگیری سب گتہیں میں  
 ہن خکے میر حضرت غوث اعظم  
 امام اسکے یہ ہیں دین شریفہ  
 سدا و منذ وہ ہی سب سے افضل  
 کہ اس نیکی سے جو ہدایت ہی سو  
 عقیدہ صدق کا یہاں ہو سہ افزا  
 کہ میں نے غوث اعظم سے سنا ہوں



کہ بولے ہیں کریگا جو کہ فریاد  
جو محنت میں پڑے اور مجھے اگر  
کرونگا دستگیری اسکی فی الوقت  
ویا کوئی کام مشکل آپڑا ہو  
خلاصی اسکو اس شدت سے دوں گا  
خدا سے سکتی ہیں کچھ آرزو ہو  
کرونگا اسکی حاجت کو روا میں  
بیان اعتقاد اب بولتا ہوں  
نسایم قادریہ میں لکھا ہے  
ہی اسکے حوصلے موجب طلب ایک  
مدد کسی اُسے ہوتی ہے درکار  
جو چاہے اپنی حاجت ہو وصال  
کرے خالص وہ اپنے دلکی نیت  
جناب حضرت غوث الورا میں  
سبب اسکے کہ حضرت کے لکھے سے



میرے جو کہ دل اسکا ہی ناشاد  
وہ چاہے دستگیری تو سراسر  
اگر کس پر پڑی ہو شدت سخت  
پکارے نام لے میرا کھڑا ہو  
وہ مشکل اسکی میں آسان کروں گا  
تو بس اسکی طلب مجھ سے کرے او  
کہ ہوں حاجت روا شکستہ میں  
ارادیکا معیت کھولتا ہوں  
کہ ہر ایک شخص کو ایک مدد ہے  
کہ اس مطلب کے برائیکے تین نیک  
کسی شی کا وسیلہ چاہے لاچار  
سہولت اور آسانی سے کامل  
رکھے صادق ارادہ اور عقیدت  
شم عالم کی درگاہ علی میں  
بھی بارے اولیاؤں کے کہے سے

ہوا معلوم تحقیقاً یہہ احوال  
 بروح پر فتوح غوث اعظم  
 مریدوں پر بغیر از تفرقہ کے  
 کتابوں سے ہوا معلوم بیشک  
 مریدوں پر جو ان کے معتقد ہیں  
 خلاف اُن اولیاء کے تامی  
 کہ انکو ایک مدت ہی نہایت  
 مقرر وقت ہی انکی مدد کا  
 ولیکن غوث اعظم کا طریقہ  
 مقررہ جاری شرطوں پر ہی موقوف  
 انھیں شرطوں ہی پر پہلے طاول  
 بغیر انکی محبت کے تو زہار  
 توجہ انکی روحوں سے نہ کرنا  
 سبب اسکے کہ حضرت غوث کو تو  
 مرید انکا جو ہووے بارادت

رجوع اپنا اور ہلاکت ہی فی الحال  
 کھلین مطلب کے دروازے ایدم  
 بغیر اشکال کے اور دغذغے کے  
 مدد حضرت کی ہی روزِ شہر تک  
 بھی خلاص قوی سے مستندین  
 جو گزرے اور ہیں جو ہووین نامی  
 جو انکی روح سے ہو و اعانت  
 معین ہی شمار اسکے عدد کا  
 مدد اُن سے جو پاوے سو سلیقہ  
 بیان کرتا ہوں تمکو اسکا معروف  
 محبت غوث کی چاہے کمال  
 نداوے کس ولی کو دہین یکبار  
 بجز شہ کے نہ مطلب کس دھرنا  
 بہت ہی رشک اور غیرت قوی او  
 لے آوے اپنی کچھ شہ پاس حاجت



تو انکو رشک ہوتا ہی نہایت  
 ہی غیرت قطب ربانی کئی یون  
 کہ وہ ہین بادشہ دیکر ہین سردار  
 کرے سردار سے کچھ التجا او  
 یہی چہتے ہین سلطان ولایت  
 کروں اسکی جوہین حاجت روا او  
 یہہ دوم شرط ہیکا کا ملی کا  
 نہ سمجھے غوث کے رتبے کو ہمسر  
 کرے تا وہم آوے ہمسریکا  
 لکھے ہین شرط سوم کی تو یہہ بات  
 جوہین سوئے وہ غوث العالمین پر  
 بھی اس کا موہن بلکہ جس کے اندر  
 معین اپنا کرے غوث العرا کو  
 چہارم شرط یہہ ہیکا مقرر  
 ویامانن کیا ہووے تو اُسپر



کہ برلانا اسی دم اسکی حاجت  
 مردان میر جاوین کس کئے کیون  
 توشہ کے خاوند کو کیا ہی درکار  
 نہ مانگے شاہ سے کیون مدعا او  
 مردان میر مانگین مجھ سے حاجت  
 نہ لیجاوے کسی پاس التجا او  
 کہ رتبہ کوئی یک کامل ولی کا  
 نہ کسی وصف خوبی حد سے اکثر  
 نہ رتبہ ان سے کسکو برتر بکا  
 کہ اپنے سب مقاصد اور حاجات  
 نہ کہوے کس ولی سے التجا کر  
 ہی عاجز عقل حیران ہین خردور  
 مددکاری سے ان حاجت روا کو  
 کہ اپنا کام اُنپر سوئپ دیکر  
 نہ لاوے دغذغہ کچھ دیکے اندر



یقین سمجھے کہ برآویگا وہ کام  
 سنو یا روجو کوئی ایسا چلیگا  
 جو کوئی ہو یگا ان شرطوں سے موصوف  
 ہو صالح مروج حضرت سے امداد  
 سو وہ رہوے سدا اس زمان سے  
 ہو ونگے اسکے حال بمراد ان  
 کہ حضرت غوث نے بولے ہیں نوکر  
 کرونگا اس میں سختی تین دور  
 قصید میں اسی مضمون کے اندر  
 مَرِيدِيْ يٰمِمْ وَطَبْ وَانْطَحْ وَعَيِّيْ  
 مَرِيدِيْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ دَلِيِّيْ  
 مَرِيدِيْ لَا تَخَفْ وَاَشِيْ فَاِلِيَّ  
 اَنَا لِدَلِيْدٍ حَافِظٌ فَقَطْ لَمْ تَخَفْ  
 مَرِيدِيْ اِذَا كَرْتِيْ يَشْرِقُ اَوْ يَغْرُبُ  
 کہ امی میرے مرید اب قصد کرتو

ہوگو مطلب کا میرے خیر انجام  
 اسے امداد حضرت سے ملیگا  
 وہ پاؤ فیض حضرت کا ہو معروف  
 طلب کرچاہے انکا فیض وارشا و  
 بلائے دو جہان اور سختیاں سے  
 ہمیشہ اور ہوئے خوشحال شادان  
 پکارے جو مجھے سختی کے اندر  
 رہیگا فضل حق سے شاد و مسرور  
 کہے حضرت نے کی ابیات خوشتر  
 وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَاَلَا سَمَّ عَلَيَّ  
 اَعْطَانِيْ رِفْعَةً نَزَلْتُ الْمَنَآلِيْ  
 عَزَّوْمَقَاتِلْ عِنْدَ الْقِتَالِيْ  
 فَاحْرُسْهُ مِنْ كُلِّ سُوْرٍ وَبَلِيَّتِيْ  
 فَاعِثْهُ حَيْثُ كَانَ بِبَلَدِيْ  
 خوشی سے عمر اپنی کر بسر تو



ہو بے پروا تو جو چاہیگا سو کر  
 کہ ای میرے مرید اب مت کسے ڈر  
 دیا ہی اسے رتبہ محکمہ اعلا  
 مریدوں پر ہوں اپنے میں نگہبان  
 مرید اپنا نگہ رکھتا ہوں ہر آن  
 مرید ویا د مجھ کو کر و گے  
 تو میں نزدیک آہنچوں تمہارے  
 بھی پوچھے ہیں غیاث الدن و جان کو  
 تو فرماے کہ بضیہ ہمسے ہوئے تو  
 ہمارے تو نہیں چوز کی قیمت  
 مرید مبتدی میرا جو ہی سو  
 ہزار اور وئے جو ہو وین مریدان  
 مرید و سوا میرا عالی مکان ہی  
 مرید فتنہ کی کا کیا بیان پھر  
 غیاث العالمین نے اس سخن پر



میرا ہی نام اعظم اور برتر  
 میرا محبوب ہی اللہ اکبر  
 کہ پایا اس میں رفت جاہ و بالا  
 نہ ڈرے ہرگز ایمیرے مریدان  
 بدی سے اور بلا سے سب کو بچان  
 جدھر شرق میں یا مغرب میں ہو گے  
 اُوھر اس شہر سے اپنے تو بار  
 مرید و کی فضیلت کے نشان کو  
 ہزار وئے کے عوض ہی خاص سمجھو  
 سو یہ شرح اسکی فی الحقیقت  
 ہی قیمت اور بزرگی سیج یون او  
 کہ ان سے بلند اس ایک کا شان  
 نہیں قیمت کا اسکے کچھ نشان ہی  
 مراتب کا نہ اسکے کوئی محاصر  
 مرید مبتدی اپنے کو یونکر

وے تمثیل بچنے کی قوی تر  
مرید منتہی کا مثل و شبیہ  
کہ یہ معلوم تھا اس واسطے کہ  
کہ پہلے حال میں ہوتا ہی بضیہ  
سوم نوبت میں مرغ با پروبال  
کہ پہلا حال اُسکا مبتدی ہی  
کہ و احوال معلوم اس بیان کا  
ہی افضل اور کمال سے باشند  
سعادتمند ہی اور نجات آور  
اُسی کو دو جہانگی ہی شقاوت  
وہی مقبل میں دولت سرمدی کے  
ہی مدبر وہ کہ جو اسے پھر یگا  
لکھا دار الجواہر میں تو یونکر  
مُردیان اور پیروں کے مقرر  
مُردیوں نے امام الاولیا کے

کے اوسط کیشین چوزہ مقرر  
رہے چپ مرغ کہنے سے توجلیہ  
کہ میں جو تین حالت مرغ اوپر  
وگر حالت میں وہ ہوتا ہی چوزہ  
مریدوں کے میں ایسے تین احوال  
دوم اوسط ہی سوم منتہی ہی  
مرید مبتدی قطب زمان کا  
ہزاران اولیا کے میں مُردیان  
مرید و نہیں رہے حضرت کے آکر  
رکھے اس سلسلے سے جو عداوت  
رہیں جو سلسلے میں قادی کے  
بھی انکار اس جو دین دھریگا  
کہ شیخ ہستی کہتے تھے اکثر  
نہیں نیک و سعادتمند و بہتر  
کہ یہ غواص میں بحر عطا کے



کہے شیخ بقائے ہو کے شادان  
سعد و کی مجالس میں ہیں روشن  
گویا ہیں شمع بزم صالحان کے  
بزرگوں نے روایت ہی بیا نوار  
فلانے دن فلانے سال میں جب  
نوا آئے ہیں وہ ان شیخ عمر سو  
بیان کر خوب سب کا ہے یکسر  
لگا کہنے کتبیں مجلس میں فی الفور  
گویا قائم ہوئی ہسکی قیامت  
چلے آئے حشر میں نیک آئین  
انھوں نے بعد آئے ختم مرسل  
ہی امت انکی تو ساری انھیں سات  
بھی صورت انکی ہی جو نہ لہ لہان  
تو ہیں ہر شیخ کے ساتھ انکے یاران  
تفاوت نور میں انکے بھی پائے

کہ حضرت غوث کے یار و مریدان  
نہ ویسے اور سے دیکھا ہوں یک تن  
ستارے آسمان عز و شان کے  
لکھے ہیں اسکے راوی شخص ہیں چار  
علی اور یس کے نزدیک تھے تب  
کہے شیخ علی نے انکو خوش ہو  
کہ کیا دیکھا ہے تو نے خواب اندر  
کہ میں نے خواب میں دیکھا ہوں سطور  
تھے سارے انبیا اور انکی امت  
میں کسکے امتی دو کسکے ہیں تین  
محمد مصطفیٰ خلقت کے افضل  
نہایت روشنی سے باکرامات  
کہ ہیں انہیں مشایخ صاحب شان  
عدو اور مرتبے میں فرق سے وہاں  
بھی ان شیخوں میں پھر کیا شیخ آئے



جو ہیں ان سب مشایخ سے وہ برتر  
 کہ انکے ساتھ ہنگی خلق بسیار  
 تو پوچھا میں تو ان بہ کون صاحب  
 ہیں سید عبد قادر غوث اعظم  
 کیا پیش اُن کئے اوریوں کئی بات  
 مشایخ میں تمہارے کوئی ہمسر  
 فضائل اور مناقب میں نہ ایسے  
 نہ پہنچے تابع کو یہ تمہارے  
 تو حضرت غوث نے اس حال اوپر  
 ہوا بیدار اسکے بعد میں تب  
 پڑھا وہ نظم اس مجلس میں یکبار  
 علی اور میں نے انکو کہا یوں  
 پڑھے وہ نظم اور شیخ عمر کو  
 کہا شیخ عدی نے یوں سراسر  
 مریدوں سے دگر شیخ کے ہی جو

بڑی یک شان سے عالم کے سرور  
 بزرگی انکی سب پر فوق کعبار  
 کہے ہیں غوث سلطان مناقب  
 مریدان انکے ہیں ان ساتھ باہم  
 کہ ای صاحب میر شاہ کرامات  
 ندیکھا کوئی بزرگوں سے مقرر  
 بھی انکے تابعان دیکھا ہوں جیسے  
 تو ان سب میں تو پہ عالمی ہیں سار  
 پڑھے ہیں نظم عربی ایک خوشتر  
 کہ وہ سب نظم مجھ کو یاد ہی اب  
 تھے واعظ شیخ احمد و ان نکو کار  
 اسی پر نظم ایک میں نے کیا ہوں  
 کہے تو نے کہا سچ اس خبر کو  
 کہ جو کوئی چاہیگا اس مدعا پر  
 نپاوے خرقہ وہ شاہ دین کو



مریدان تو بھی غوث الورا کے  
 رہے ہیں غرق ہو جاویدا دام  
 جو آوے ڈھونڈتا چھوٹی ندی او  
 کہ حضرت غوث سلطان اولیا کے  
 ہوں ندی میں تو چھوٹی سی مقرر  
 جو آوے ڈھونڈتا ندی کسین او  
 لکھا ملفوظ میں یہ گنجشکر نے  
 فقیروں میں تو انکو با شرافت  
 سوال اُسے جو لوگوں نے کئے ہیں  
 کہ والد نے میرے انکا یہ نام  
 مجھے پوچھے مریدی کے زمانہ میں  
 کہا جو خانوادہ ہووے افضل  
 ہی افضل قادر یہ خانوادہ  
 مرید اسوقت مجھ کو اس مکان میں  
 سدا می مخلصان نیک آئین

یقین دے رہا ہے رحمت میں خدا کے  
 تو کوئی دریا چھوٹا یا کسے کام  
 خلاصہ اس کا کہتا ہوں محبوب  
 یقین دے رہا ہے رحمت میں خدا کے  
 ہی ایسا کون دریا چھوٹا ویکر  
 جو عاقل ہے سوا یوں کر کیا میں او  
 ولی اللہ کامل معتبر نے  
 تھی چودا خانوادہ کی خلافت  
 مریدی پہلے یہاں کسے لئے ہیں  
 بزرگ دین میں وہ شیخ اسلام  
 ارادہ ہی تیرا کس خاندان میں  
 تو فرمائے جواب ایسا مفصل  
 بزرگی میں سمجھو نسے ہی زیادہ  
 کئے ہیں قادر یہ خاندان میں  
 فضیلت خاندان کی پاکے التکین





نہ یوں اپنے بزرگوں نے لکھے ہیں  
 کہا تنک میں کہوں گا یہ کمال  
 بحمد اللہ عجب یہ خاندان ہی  
 فضیلت میں جو اسکی مصطفیٰ نے  
 کہے اُن صاحب عرفان سے جو  
 ہتھین کسبات کی ہی فکر اور غم  
 لکھوں اسکی بھی کچھ خبر وی حکایات  
 ہی شیخ بو عمر سے نقل خوشتر  
 ہوئی ہی نہر علی بن یحیٰ کی بذات  
 ورنہ اس میں اور کثرت و مار  
 ہوا و ہشت سے اسکے میں گریزان  
 کہ تا منزل کو اپنی آن پہنچا  
 طرف میری وہ لہنا ہاتھ کر کر  
 کہا میں اٹھوں یہ سخن تب  
 کہے تجھ کو اٹھاوے تیرا ایمان

کہ اکثر اولیا یوں کہہ گئے ہیں  
 عرض تو مختصر ہی میں طوالت  
 بھونٹے بلکہ مرفوع المکان ہی  
 امام الانبیا نور الہدیٰ نے  
 اٹھوں نے خواب میں دیکھے تھے خوش ہو  
 تمھارے پیر تو ہیں غوث اعظم  
 مریدان خوش ہووین اُن وہ روایا  
 کہ میں نے خواب تو دیکھا ہوں یوں کر  
 جو اس میں ماہیان تھے سار اُن سات  
 زیادہ وہ ہوئے جاتے ہیں بسیار  
 مبادا وہ نہ آکھاوین مجھے یہاں  
 کیا اندر سے ایک نے ہاتھ او سچا  
 کہا لے اسکو اب محکم پکڑ کر  
 اٹھانے تم نہ سکنے کے مجھے اب  
 کنارے سے پکڑ لے اور آجھان



جو کچھ زمین نے اسکو سوچا ایک  
ہو داخل اپنی منزل میں بفرحت  
سو پوچھا انکو حق کی قسم دیکر  
سو فرمائے کہ ہوں تیرا پیسہ  
تو رزمین نے نسبت انکی کھا کر  
خدا کے پاس کچھ کرنا دعا اب  
کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو  
کہے حضرت نے وہاں ہو ویگا یونکر  
کیا میں التجا سبات کا پھر  
مروں قرآن پورا اس دین پر میں  
کہے ویسا ہی پھر تب ختم مرسل  
تو جو کہتا ہی ویسا ہو ویگا سب  
ہوا ہشتیار سو اس خواب کتنیں  
تو میں اور باپ میرا دونوں فی الحال  
حکایت یہ ہی گہنی سوائے میں



کیا ان پاس برکت مبارک  
کیا تب ترس میرا اور سہیت  
کہ تم ہو کون کیا ہی نام ظہر  
حسن نام میں عالم کا رہبر  
کہا ای سرور عالم پیسہ  
کہ بر لاوے میرا بہہ درعاب  
تمھارے دین اور قرآن پر ہو  
ہیں تیرے پیر حضرت غوث اکبر  
دعا کرنا خدا سے میری خاطر  
تمھارے یمت آئین پر میں  
کہ تیرے پیر میں خود غوث اکمل  
تیرے مطلب کے جیسا ہو ویگا تب  
کہا ہوں جا کے اپنے پاس میں  
گئے خدمت میں حضرت کی ہونو شمال  
درازی کے سب باری لکھی میں

لکھے ہیں کی مشایخ اور بزرگان  
 رسول اللہ کو دیکھے خواب میں جب  
 کہ اسی خیر الورا ختم پیہر  
 دعا کرنا کہ میرا خاتمہ تو  
 سو فوٹے ہیں یوں ختم پیہر  
 نہ ہو کیون باوجود اسکے کہ برحق  
 کیا ہی عرض یوں کرتیں نوبت  
 محمد مصطفیٰ نے یوں کہے ہیں  
 تیرے ہیں میرے حضرت غوث اعظم  
 علیٰ القریشی سے ہی روایت  
 کہ پوچھا خازنِ دوزخ سے جا کر  
 مریدوں سے میرے یا آشنا سے  
 کہا واللہ آیا اور نہ آوے  
 رکھے جو بیٹ میں خادم تمھارا  
 تمھارے نام کی ہیبت سے ہر دم

کہ جو تھے قادری اور صاحبِ شان  
 کئے ہیں التجائے یہی تب  
 امام الانبیاء عالم کے رہبر  
 تمھارے دین اور قرآن پر ہو  
 کہ ہاں ایسا ہی ہو ویکا مقرر  
 تیرے ہیں میرے شد غوث مطلق  
 یہ تینوں وقت میں تو آپ حضرت  
 کہ ہاں ایسا ہی ہو ویکا تیرے تین  
 وہ ضامن اسکے ہیں کیا تجھ کو ہی غم  
 کہ فوٹے ہیں یوں شاہِ ولایت  
 آیا تیرے کئے کوئی میرا چاکر  
 یہاں آیا ہی کوئی جرم و خط سے  
 یہ دوزخ اتنی طاقت کہانے پاوے  
 قسم حق کی نہیں یہہ اسمین پارا  
 لرزے تین سبھی ساتوں جہنم



یقین بہ بات ہی او صدق انجام  
کہ حضرت غوث کا تو نام ہر دم  
بیاں کرتے رہیں انکے فضائل  
رکھیں انکی محبت خوب دل میں  
کرین جامِ محبت شوق سے نوش  
تو انکے شہسباز رہو نیگے حضرت  
حمایت اسکی بیان اور وڈن کریگے  
یقین جو اس طریقے پر چلا ہی  
کہ اس سے بھی کروں شہدہ بیا نوار  
تھا حضرت غوث اعظم کامرید ایک  
کہ جامِ شوق سے غوث الورا کے  
خدا کی معرفت سے ہو کے انجان  
بھی ناواقف ہو راہِ درسم دین سے  
ہو بحرِ شوق میں حضرت کے غرقاب  
جہاں سے موت کا شربت پیا ہی



ہی لازم سکویہ کیا خاص کیا عام  
رکھیں سب ورد با کرام ہر دم  
سوا اسکے نہ ہوین کس سے یابل  
یہہ ہوین تنہم اپنے آب و گل میں  
رہیں سستی سے اس الفت کے بیہوش  
سدا پاوین عدو پر فتح و نصرت  
لجا کر سب کو جنت میں دھریگے  
او سے بس فیض حضرت سے ملا ہی  
سنو با شوق دل مجلس کے حصار  
رکھا تھا اعتقاد اسنے بہت نیک  
ہوا تھا چنودا ایسا سدھ گنوا کے  
رسالت کو پیمبر کی نہ پہچان  
لگا پاوے غیاث العالمین سے  
دیا تھا ہاتھ سے کھو اتنا اسباب  
دفن جب قبر میں اسکو کیا ہی

فرشتے آئے پوچھے یوں اُسے تب  
کہا اُسے یقین اُن سب کو تو یوں  
جواب ایسا فرشتے سن اُسی بار  
تیرا بندہ تو یوں کہتا ہی یا رب  
کہ تو تم جا کے اس پر اب صعبت  
غیاث الخلق کی روحِ مطہر  
کہ اسی منکرِ کبیر و شخصِ یہ اب  
کہ شرع و دین نا کچھ جانتا ہی  
کہ میں اُن سب کمٹیں پہچانتا ہوں  
ابھی اس شخص کو بخش مجھے دُو  
کئے ہیں عرض ای خلاقِ عالم  
کہ تا اسکو کرینگے ہم عذابان  
عذابِ اسپر کرو میری رضا سے  
وہ اُن آئے ہیں کہکرواب و دشت  
سوغوثِ العالمین وہ دلبر رب

کہ تیرا کون ہی رب کیا ہی نہ رب  
میرے ہیں پیرو ہی جانتا ہوں  
کئے درگاہِ حق میں عرض لاچار  
ہوا اس طرح فرمانِ خدا تب  
پھر آئے تاکرین اُسپر عقوبت  
وہ اُن حاضر ہو بولی اسنے یوکر  
خدا اور اُسکے پیغمبر کو اور سب  
ولیکن اقتدا مجھ سے کیا ہی  
انھوں کی معرفت سب جانتا ہوں  
یہ سن درگاہِ حق کی گئے او  
نہیں دیتے ہیں اسکو غوثِ اعظم  
ہوا پھر یوں خبابِ حق کا فرمان  
سو پھر منکرِ کبیر امرِ خدا سے  
دکھائی کو لگے حضرت کو سیدیت  
لئے ہیں گزرا نئے چین کر سب





کہے انکو اسے چھوڑو نہیں تو  
کہ میں باطن میں رکھتا ہوں نہا کر  
سبھی ٹھونہشتان دوزخان ست  
کہ جنت میں نہ رہو فرح و بہجت  
نہ آئی خدا سے انکو فی الحال  
کہ کیا میثاق کے دن انکا تھانام  
انھوں کا نام تو ہیگا دیوانے  
کہے دیوانگی کا وہ کرے کام  
پھر آؤ اب یہہ میں میرے دیوانے  
میں میرے برگزیدے یار و لدار  
فرشتوں نے تباہ پائے گرز کو پھر  
بجالائے میں پھر حضرت کی تعظیم  
لکھے میں مولوی جامی نے یہہ بات  
کہ تھا ایک شخص فاسق اور گنہگار  
ولیکن حضرت غوث الورا سے

جلاؤن عشق کی آتش سستی جو  
اگر مارونگا یکدم تو سر اسر  
جلاؤن گاہیہ مجھ میں میں کمالات  
نہ دوزخ میں عذابان اور شدت  
کہو کچھ جانتے ہو تم یہہ احوال  
کہے دونوں نے ای خلاقی علام  
نہ آئی کہ وہ کیا کام جانے  
ہوا پھر حق سے ان دو تو کواہام  
میرے محبوب خاصے میں یگانے  
میرے میں عشق سے مجذوب و سرشار  
طلب شہ سے کئے ہوشاد خاطر  
گئے غوث الورا کو کر کے تسلیم  
کتاب اندر جب جسکا نام تفحات  
وہ تھا بدروزگار و سخت قجار  
عقیدہ مند تھا صدق و صفا سے



بہت رکھتا تھا وہ دلسے عقیدت  
کیا رحلت جب اس وارالمحن سے  
دفن تو قبرین اسکو کئے تب  
اُسے پوچھے کہ تیرا کون ہی رب  
جواب انکو یہی دیتا تھا پھر پھر  
ہوا ہی اپنے تب فرمانِ رحمان  
اگر یہ بندہ عاصی پُر خطا ہی  
محبت میں میرے محبوب کی او  
ہی صاوق اسکی اس الفت پہ اقرار  
محبت اسکی اس کے دل کے اندر  
پھر آؤ اس سے مت بولو زیادہ  
برکت سے امام الاولیا کی  
ہو فی الوقت یہہ آسان سپر  
بیان کرتے ہیں یوں کہ عظمت اللہ  
جو ہمارے میں میرا کما گھر تھا

تھا اپنے جان فدا با صدق نیت  
کیا ہی جی بکل جب اس کے تن سے  
سو وہاں منکر نکیر آکر ملے سب  
نبی ہی کون تیرا کیا ہی مذہب  
کہ پیگے عبد قادر عبد قادر  
کہ اسی منکر نکیر وہی بیہ فرمان  
وہے محبوب پر میرے فدا ہی  
رکھا ہی اپنے دل کو صاف خوش ہو  
کہ انکا نام اب لیتا ہی ہر بار  
مقرر ہی زیادہ اور قوی تر  
کہ وہم قبر اسکی اب کشادہ  
غیاث الخلق تاج الازکیا کی  
خلاصی اسنے پایا شاہ ہو کر  
پسے قاضی عماد الدین کے ذیجاہ  
ارادہ اسکا حضرت غوث پر تھا



جنا ب غوثین با صدق نیت  
جو حضرت کے مبارک عرس کے روز  
بہت زرخیز کرتا تھا وہ ہر سال  
طعام اقسام کے وافر پکاوے  
کے وہ یک مکان آراستہ وہاں  
فقیران اور فقیہان کو بلا کر  
تکلف کا کھلاوے سب کو کھانا  
کیا جب اُسے جام موت کو نوش  
تو اس کا سب قبیلہ جمع ہو کر  
مقرر تھا جلانے کافروں کے  
اُسے رکھ بیچ ہیزم کے وہ بدکار  
وُسے روغن بہت آتش کئے ہیں  
اثر تو آگ نے اصلا کئی نہیں  
دیوین ہر چہ وہ آتش کو روغن  
ولیکن نین جلا اسکا تو یکبال



مٹی اکو بندگی صادق عقیدت  
کرے وہ خرچ نہ ہو فرحت اندوز  
کرے وہ عرس حضرت کا ہونو شمال  
دلا کر فاتحہ سب کو کھلاوے  
بہت کر روشنائی اور چراغان  
رغیس اُس شہر کے سب کو بلا کر  
مٹھائی کا بھی حصہ پھر دلانا  
کیا دنیا کی کلفت کو فراموش  
اٹھا کر اسکو لگئے اُس جگہ پر  
جو ہیں بد دین پیرو فاجروں کے  
تہ وبالائے لکڑوں کا انبار  
بہت لکڑی جلا کر تھک گئے ہیں  
سرمو اسکا جلنے کو دلی نین  
جلا لکڑو کو ڈالین اُس پہ پُرفن  
تھا جتہ اسکا ثابت ہمہ حال

ہوا لاچار اس کا سبب یہ  
تو ٹھہرائے انھوں نے مشورت کر  
یہاں تاپی ندی ہی ایک جاری  
تھے وہ اس فکر میں اتنے میں یوں کر  
کہ وہ درویش تھا اور مرد عارف  
اُسے غوث الورا نے خواب میں آ  
وہاں ہندو فلانا جو ہوا ہی  
فلانے میرے فرزندوں سے انیس  
ہوا ہی سلسلے میں میرے داخل  
اسے تم غسل دینا وٹانے لا کر  
کفن کے کو کرو تمکو جزا ہی  
مرید و پیر میرے تہوا کے آتش  
لگے نین اور نہوے کا گر کچھ  
مرے وہ دین اور ایمان کے سات  
ہوا بیدار جب وہ اسی محبان

چلائیں انکا آخر کچھ بھی حیلہ  
کہ ہیں لاچار کیوں کرنا مقرر  
اسی میں ڈالنا تب ہو قری  
ہوا ایک اہل دل کو خواب خوشتر  
تھا درویشی کی رہے خوب واقف  
یہ فرمائے فلانی ایک جگہ جا  
مرید وہ صدق سے میرا ہوا ہی  
یقین کا کہ کینین پڑھ غیر وسوس  
ہی اسکا نام سدا اللہ کامل  
نماز اسکے جنازے کی ادا کر  
کہ حق نے مجھے یوں وعدہ کیا ہی  
وہ کیا دنیا کی اور عقبی کی سائنش  
نہا سپر ہووے سوزش کا اثر کچھ  
یہ ہی وعدہ خدا کا مجھے اثبات  
تو ویسا ہی کیا جلدی شتابان



لے آیا اسکی تین وہاٹے اٹھا کر  
مریدو دیکھئے کیا کام ہی یہ  
جوانکے سلسلے میں آرہے تو  
نہ اسکو خوف یحانکے شور و شر کا  
انھوں نے یک قدم مارا ہی ایسا  
امام الاولیا مرشد ہمارے  
پیغمبر کے قدم پر ہیں وہ قائم  
ہی ویسا غم مریدوں کا انھوں کو  
بجا ہی کیون نہ غمخواری کریں وہ  
انھوں نے جو سنبھالے ہیں مریدان  
رکھے ہیں سو غرض ہمت کے موجب  
دیکھو یک کھتری تھا ہندو بدکار  
کیا حق نے ہدایت اسکو فی الحال  
فریق صالحون میں کر کے داخل  
یقین ہو گیا کہ جو ہو کر مسلمان



کیا شہ کے کہے موجب سراسر  
عجب حضرت کا فیض عام ہی یہ  
سعادت دو جہان کی پار ہے تو  
نہ اسکو خوف کچھ قبر و حشر کا  
قدم اب تک نہ مارا کس نے ویسا  
معین ہم پر رہوین کیون وہ بار  
تھا جیسا انکو غم امت کا و ایم  
کہ ہیں بیہشتیان حامی سبھو کو  
مریدوں کی بھی ولداری کریں وہ  
کبھو کسے رکھے ہیں اس طرح شان  
نہ ایسا کچھ کہ انحضرت کے موجب  
لے آتے ہی ارادہ انکے دربار  
گناہن اسکے سارے کر کے پال  
کیا اسکو سعادت مند کا مل  
ہو ویکا جان فدا حضرت پر ہر آن

کر گیا نوش جام شوق اُن کا  
سو وہ ہو و دو عالم میں سرفراز  
انھون کے نام پر ہو عرس کے دن  
لے آوے شیرنی فاختہ دلاوے  
خصوصاً مجلسان اب یہ بنے ہیں  
پڑھاوے مجلسان آراستہ کر  
پھر اس میں عرس ہی سلطان دین کا  
تو اس مہینے میں ان کے نام پر جو  
کرے ہر شب چراغان مجلسوں کا  
جمع لوگان ہوا بیٹھیں ادب کر  
جلوس عرس ہو و اُن دنوں میں  
اگیا رہ شاہ کی راتان جگاوین  
نہ اندازہ ہوا سکا کسکو معلوم  
لثواب اسکا زیادہ بعید ہی  
کرے جو مال اُن کے نام پر صرف

پہچانے سب پر رتبہ فوق اُن کا  
خدا کا دوست ہو و سب ممتاز  
بقدر رحمت خود مرد مؤمن  
بیان اُن کا سب کو کھلا و  
کہ تھے وہ بیان سارا سنے ہیں  
غم دنیا سے دل برخاستہ کر  
کہ کہلاتا ہی یہ مہینا انھیں کا  
رہے ہو ستم اس کام پر جو  
ہو و مجمع محبت و مولوں کا  
سُنیں انکا بیان فرح و طرب کر  
ہجوم خلق ہو وے مؤمنوں میں  
مقرر وہ نہایت اجر پاوین  
خدا جانے و یا حضرت یہ مفہوم  
نہ اسکا حصر ہی کچھ اور حد ہی  
وہ پاویگا یقین و وجہ شرف



خدا سے پایگا افزود اکر ام  
خدا کے دوست کا جو دوست ہو تو  
وہ ہو ویکجا خدا کا دوست مقبول  
مددگار اسکو ہو وین غوث اعظم  
اسی پر نقل آئی یا دمجھکو  
اگر حق سے جو مانگے اپنی مطلب  
اگر چاہے تو مطلب برے آوے  
ہی ویسا ہی جناب مصطفیٰ امین  
جو لاوے التجاز روئے اخلاص  
یہاں تاخیر ہی ہونیکو یہ کام  
جو کوئی درگاہ میں غوث الورا کی  
طلب مطلب کریگا تو اُسیدم  
سبب اسکے کہ حق نے انکو ظاہر  
سمجھوئے میں یہ محبوب ہر افراز  
جو آیا اس جناب غوثیہ میں

رہیگا قرب بجائی میں مادام  
نہ اس پر حق کا کیوں فضل و کرم ہو  
رکھے جو اسطر سے اپنا معمول  
حمایت بھی کریگے اسکی ہر دم  
بزرگوں سے جو ہی ارشاد مجھکو  
تو وہ مختار اور خاوند ہی رہے  
وگرین چاہے تو اسکو پھر آوے  
مقدس روضہ خیر الورا میں  
تو یہ میں رحمۃ للعالمین خاص  
کہ رحمانی صفت میں رحمت عام  
شہ کونین محبوب خدا کی  
کرین حاجت روا خود غوث اعظم  
دیا ہیگا یہ قدرت کر کے قادر  
خدا سے انکو ہی معشوقیہ ناز  
کہ وہ کیسا بھی ہو جرم و خطا میں





بخشنا ہے خدا اسکو سیدم  
محبان جو کہ اُنکے نام اوپر  
کرینگے عرس سلطانِ زمن کا  
ہوا وہ دوستو نہیں اُنکے معروف  
اُسے غوث الورا حاجت روا ہیں  
وے چاہے ارا وہ اُسکا اکھل  
کہ تا وہ غوثِ اعظم سے نہایت

بزرگی دیکے کرتا ہی کرم  
کرینگے خراج پیسے شاد ہو کر  
تو پھر کیا دیکھنا ہی حال اُنکا  
کبھو اسکا نہ رہوے کام موقوف  
تامی امرین شکاکشاپن  
وہی جیسا سے یہاں تھے اول  
مدد دیکھے ہمیشہ اور عنایت

عنایت پر سخن کو ختم کر کر  
پڑھوں صلوات اب خیر البشر پر

خانم کو

خدا کو منت و احسان سزاوار  
دیا توفیق لکھنے مجلسان کو  
قلم نے بھی کیا مجھ سے وفائی  
صلاح پانیسے اُس عالمی مکان کے

مجھے فضل و کرم سے اپنے یکبار  
سو لکھ کر پڑھ سنا یا منوشان کو  
بھی دیکھا سین یارونے نصغائی  
جوہن استاد شعرائے زمان کے



سخندان پر خرد والا قد ر وہ  
 میا نصاحب تخلص انکا قاسم  
 وگرین قدوة الشراوه ممتاز  
 کہ باپو صاحب انکا نام نامی  
 ہوا ممتاز پایا سرفرازی  
 کئے ہیں مجھے جو احسان انھوں نے  
 جزاء خیر دیوے انکو سبحان  
 خصوصاً بھائی صاحب میر و قیدر  
 ہیں میرے قبلہ گاہ صاحب شان  
 عطاء الدین ہیں شیخ محمد  
 کئے ہیں مجھے جو خوبی نہایت  
 نہ یوں اب کوئی کرے اپنے پیسے  
 میری بچا رگی پر رحم لا کر  
 لکھا یہ نظم میں نے با فراغت  
 انھوں نے جو کئے ہیں مجھے احسان



سخندان میں اب ہیں معتبر وہ  
 لقب قہری ہیں وانا مرد عالم  
 سخندان خرومند و سرفراز  
 فقیہ انکا تخلص ہی گرامی  
 ہوئی حاصل وہاں سے امتیازی  
 کتابان بھی دئے ہیں گئے جنھوں نے  
 مدد سب پر ہیں سلطان جلیان  
 شرافت کی بلندی پر ہیں چون بدر  
 کہ ہیں وہ گوہر دریائے احسان  
 لقب مرگئے ہیں نیکی سے مؤید  
 لکھا جاوے نہ اس کا یک کنایت  
 شفیق ایسے نہ کہیں دیکھا نظر سے  
 کئے ہیں پرورش تب تو سراسر  
 نہ تھی کس چیز کی دل پر ملالت  
 تو اسکا کیا بیان کر بولنا یہاں

غرض ظل اعانت میں انھوں نے  
انھوں کو بس آخر یہ پاداری  
خدا یہ سایہ رافت میرے پر  
سنو یہ مجلسان مرقوم کرنا  
کہ اپنے شوق دل سے یہ لکھا ہوں  
نہیں نیت کیا دل میں ریا کا  
نہ کہلائے کشتیں میں خود کو شاعر  
محض خالص کیا ہوں دلمین نیت  
رکھا امید حق سے اسکے حق میں  
رواج اسکا رکھے جاری حشر تک  
کیا ہوں اکتیں جب میں نے اتمام  
تھے بارہ سو پہ پندرہ سال ہجرت  
اسے اتمام کر دیکھا ہوں پھر کر  
خوشی پڑھنے سے اسکے دل کو ہو کہ  
کہ جیسے باغ میں جانے یکبار

لکھا ان مجلسوں کو چہ ہو کے  
سب اسکے ہوا یہ کام جاری  
رکھے پائیدہ قائم تا بہ آخر  
تھا حضرت کا بیان معلوم کرنا  
نہ نیت نام کی اس میں رکھا ہوں  
نہ کس سے چشم انعام و عطا کا  
خدا کو یہ تھی احوال ظاہر  
ارادہ صدق لاکر با عقیدت  
اسے مشہور کر ساری خلق میں  
کرے مرغوب سب کے دل کا بیشک  
ربیع الاخرین تھا ماہ فرجام  
کہ پایا حق سے یہ تائید و نصرت  
بہلنے کو لگا دل اسکے اندر  
خوشی کا کشت دلمین تخم بو  
خوشی ہوتی ہی اول پر نمودار



تو ویسی اس میں جب پایا نشانی  
کیا تب فکر تاریخ مناسب  
سنائے تاریخ یہ سول ہوا شاہ  
اگر کوئی اس پر سے ہو گیا شاہ  
جناب حق میں کرتا ہوں دعا اب  
خداوند بحق ختم مہر سل  
بحق چار بار و بختن پاک  
میرا یہ نظم کر مقبول اپنا  
کیا ہوں میں نے اس میں خوب محنت  
نہ اس محنت کتنی میری تو رو کر  
رواج اسکا تو رکھ عالم میں جاری  
چڑھاتے ہیں جو کوئی ان مجلسان کو  
انھوں پر اپنا تو فضل و کرم رکھ  
برکت انکے رزق و مال میں دے  
تو دے توفیق انکو یہ زیادہ



نہایت ہو کے خوش کر شاہد مانی  
کہا ہا تھے وہ روضہ مناقب  
ہو اس ملک دل فرحت آباد  
دعاے مغفرت مجھ کو کرے یاد  
میں اپنا مانگتا ہوں مدد عاب  
امام الاتباشاہ مفضل  
بحق غوث قطب ارض و افلاک  
کہا سب کچھ مجھے مامول اپنا  
لکھا دل کی کشش سے لیکے فرحت  
قبول اپنے کرم سے اور مدد کر  
کہ پاوے خلق میں یہ پائیداری  
سناتے ہیں بیان جو مومنان کو  
انھیں اس راہ میں ثابت قدم رکھ  
رفاہیت انھوں کے حال میں دے  
جناب غوث میں لاوین ارادہ

ہو رکھ انکو بھی چیزوں سے محفوظ  
 مجھے بھی دو جہان میں رکھنا ان کے  
 نہ رکھنا کے زیر بار احسان  
 دے ابو جمعیت ظاہر و باطن  
 برکت میرے اکل و شرب میں دے  
 مجھے نیکی سے رکھ نیکو خصال  
 گناہان جو کیا ہوں میں نے سب  
 میرے ماننا ہے کہ بھی بخش عصیان  
 انھوں کو جنت الماویٰ مکان دے  
 ص سے کرانی سرفراز  
 تو میرا التجا کر  
 قبولیت پہ رکھ یہ مناجات  
 طغی پر کہے تسلیم  
 بلائے دو جہان سے ہو میں محفوظ  
 زمینان اور بلائے ناگہان سے  
 میری مشکل کو کر تو آپ آسان  
 نہ کر مجھ کو پریشان دل کوئی دن  
 مکان مجھ کو بھی جائے قرب میں دے  
 گناہوں پر نہ کر یا ایل میرا دل  
 عفو کر بخش اس دفتر کو دھواں  
 بڑھارتہ انھوں کا کر کے نشان  
 گناہان بخش غفران کا نشان دے  
 رکھ ان روح کو واپس ایشام و ممتاز  
 حصول اتنا مجھے یہ دعا کر  
 پڑھوں آخر بھی پیغمبر صلوات  
 کیا اب ختم اس نامے کا ترجمہ

ہو رکھ انکو بھی چیزوں سے محفوظ  
 مجھے بھی دو جہان میں رکھنا ان کے  
 نہ رکھنا کے زیر بار احسان  
 دے ابو جمعیت ظاہر و باطن  
 برکت میرے اکل و شرب میں دے  
 مجھے نیکی سے رکھ نیکو خصال  
 گناہان جو کیا ہوں میں نے سب  
 میرے ماننا ہے کہ بھی بخش عصیان  
 انھوں کو جنت الماویٰ مکان دے  
 ص سے کرانی سرفراز  
 تو میرا التجا کر  
 قبولیت پہ رکھ یہ مناجات  
 طغی پر کہے تسلیم



پڑھو صلوات یا رسول کے خوشحال  
 کہ ہو گے دو جہان میں اہل اقبال



# حاشیہ

زین المجالس محفل ذکر خدا ہی جلسہ نسبت نبی قابل صل علی ہی وصف رنگین اصحاب کبار چہار باغ ہستی  
 کی بہار ہی روح اہل بیت دیوانخانہ دین کا نقش و نگار ہی پنشنائے بزم اسلام نمونہ نقبت و نگار ہی  
 الحق اس زمانہ میں جو جوان نجات میں انکو مشعلہ مداحی پیر روشن ضمیر ہی چنانچہ جناب شریعت مآب  
 فضیلت انتساب عالم باعمل مفتی بے بدل شاعر شیریں بیان یوسف مصر سخنوران عالیجاہ مغفرت نیاہ حضرت  
 قاضی محمد یوسف صاحب مرگھے طاب اللہ تراء وصل الجنۃ مشاۃ فی حضرت قطب الاقطاب ثمرہ فواو  
 جناب رساتما ب محبوب جانی غوث صمدانی سیدنا و مولانا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الغریز کی کرامات اور  
 توصیفات بنیایات میں گیارہ مجلسین تصنیف کی ہیں اور اسکا نام زین المجالس رکھا سو انکا نام نامی  
 اس صفحہ روزگار پر تا قیام قیامت قائم رہے گا اور تحصیل ثواب کا سلسلہ دائم راقم آئمہ فی صدر میں جتنے لکھا  
 لکھے ہیں وہ سب مدارج انکو حاصل تھے فاضل کامل تھے اگرچہ پیسہ نہ تھے مگر پیشہ چھپ چکا ہی مگر اندون  
 کیا ب تھا اسلئے مالکان مطبع فتح اکرم قاضی عبدالکریم ابن قاضی نور محمد وقاضی رحمۃ اللہ صاحب رحمہ ابن  
 قاضی فتح محمد صاحب مغفور نے اپنے مطبع میں واسطے شامل ہونے ثواب کے نہایت آراستگی و صفائی سے  
 حتی الوسع صحت کے ساتھ چھاپکر مطبوع طباعت خاص عام کیا اس سہرا پا قصور محمد منظور ولد مغفرت پناہ  
 شیخ عبداللہ بلدرم ترمیزی بمینی القریشی نے بطور مختصر تقریظ معہ تاریخ طبع لکھ دیا اور جن صاحبوں نے  
 تاریخین کہی ہیں سو ہم نے ذیل میں لکھ دی ہیں جناب اقدس باری مصنف نسخہ موصوف کو اور طباع کو  
 اور راقم آئمہ کو اور مصنفین تواریخ طبع کو اور ہر قاری و ناظر کو اور کاتب کو بلکہ سب امت محمد کو  
 بطفیل حضرت پیر و سنگی عطر اللہ تربتہ بالمسک والعبیر دونوں جہان میں شاد و آباد و بار و رسک  
 آمین یا رب العالمین **قطعہ سال** فرحت اشمال طبع کتاب ستطابین المجالس از تالیف طبع

سہرا پا قصور محمد منظور عفی اللہ عنہ وعن والدیہ

ہی زین مجالس اب یہہ مطبوع یا نقش یہہ سیر یہہ یہہ کیونکر چھپا میں قاضی صاحب



وصف شد دستگیر ہی یہہ	ہی ہر گل مدح عطر افزا	اک گلشن بنیطیر ہی یہہ
منظور تو سال طبع گلدے	ایاے دل حقیر ہی یہہ	بولا یہہ سروش غیب مجھ کو
	باغینچہ مدح پیر ہی یہہ	

از طبع او شاعر نیک اعتقاد و سادہ تمذ از لی سرو فرستخوردان بہی بلبل بوستان خوش الحانی  
طوطی شکرستان شیرین بیانی جلوہ آئینہ صفا شیخ عبدالقادر صاحب تخلص بہ وفا سلمہ اللہ تعالیٰ

بافضال چین پیرائے ہستی	ہو اجب طبع یہہ رنگین سخا	جناب غوث کا ہی گلشن صوف
کر شہد اسمین ہی ہر ایک اعلیٰ	جناب قاضی ابراہیم صاحب	میر محسن جوین الطاف فرما
وہ ہن گلزار بخشش کے گل تر	خیلی وصف ہن انہیں سراپا	کہا مجھ سے کہ لکھہ تاریخ اسکی
یہہ کار خیر ہی ناجور ہو گا	ہوئی تب فکر سال طبع مجھ کو	کہ ہو تاریخ ہجری کوئی عہدا
یہی تھا طبع رنگین کو تجسس	کہ اپنی فکر کا گلدستہ ہکا	وفا کہ یہ مصرع تاریخ رنگین
	یہہ ہی زین المجالس باغ زیبا	

از سہج افکار برگزیدہ روزگار نقاش لائی شک ہنزد ومانی جناب محمد ابراہیم صاحب روم موسیٰ تخلص ،

ہو امطبوع یہہ گلدستہ مدح	گل مضمون ہن صد ہا اس من باہم
ہر اک گل سے نیا جلوہ ہی پیدا	نظر شیدا ہو جبکو دیکھہ یک دم
کہا موسیٰ نے دیکھہ اسکی سجتلی	ہوئی زین المجالس فیض عالم

از سہج طبع شاغرامورخ شرمائی نمن آسمان باندین شمع نخن خواجہ محمد صاحب تخلص شمس

بیشک و بیشہ دان شاہ زمین و زمان	واقف تر نہان شد چو بخیلان عیان
آج عالی جناب فیض وہ شیخ و شاب	اؤسل بو تراب آن شہ والامکان
نہند مجلسی یا بد از ان مقصدش	سیج نذر دنگی صاحب ایمان و رآن
لہن اول برون بعدہ تاریخ دان	مجلس پیران پیر باعث امن و امان

## تاریخ وفات مصنف کتاب ہذا از وفا

ز رحلتش بدلی جملہ مومنان غم بود  
شب آدینہ ویا شورہ محرم بود

چو رفت قاضی یوسف بسوی مصر عدم  
وفاے زارہ رقم کرد سال آن زجکا

## ایضاً تاریخ وفات مصنف از وفا

عزم سوئے گلشن خلید برین  
آہ زیب پسند شرع متین

از قضا بہ نمود چون قاضی دین  
مصرع سالتش بر آدین زؤل

## تاریخ طبع انوشیروانی بن شیعہ احمدی و کار کتاب ہذا المتخلص بہ تمنا

چہا پہنہ سخمہ ہی مرغوب دوران  
غیاث العالمین محبوب سبب ان  
کہ جبکا نظم ہر یک شکل ریکان  
ہوا مطبوع ز بہر فیض انسان  
ہوا ہی باغ شاہ ہاتھ سے فوان

بفضل خالق خلّاق یزدان  
بامین مدحت قطب مکرّم  
مستور نام ہی زین المجالس  
قاضی صاحب تاجر کتب  
تمنا زبے تاریخ خوشتر

### تمام شد

تاریخ بیت پنجم شہر ثوال المکرّم ۱۳۵۰ ہجری مقدّمہ مطبع فتح الکریم مطبوع گردید

شد طبع بار دوم این سہ مکرّامی  
در مطبع مفیض فتح الکریم نامی